دلیل المشرکین
عربی

تصنیف

حضرت مولانا احمد الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۱۷ — ۱۲۸۶ ھ

مع ترجمہ اردو

ایضاح المؤمنین

از

احقر عبد الحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم و جامع مسجد نور، گوجرانوالہ

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

دلیل المشرکین (عربی)

تصنیف: حضرت مولانا احمد الدین بگویؒ (۱۲۱۷ھ تا ۱۲۸۶ھ)

(تلمیذ استاذ الآفاق حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ)

مع اردو ترجمہ

ایضاح المومنین

از: حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

شرک اور اس کی مختلف قسمیں اور اس کی کثیر الوقوع صورتیں جو عام طور پر انسانی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں۔ ان پر بڑے اچھے طریق سے بحث کی گئی ہے اور ہر ایک بات کی دلیل قرآنی آیات، احادیث نبویہ، قول و فعل صحابہ کرامؓ، ائمہ مجتہدینؒ کے اقوال اور سلف صالحینؒ کے مسلمہ اصولوں کی روشنی میں کی گئی ہے۔ بلا تردد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ انشاء اللہ العزیز

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

Marfat.com

13737°

طبع دوم

نام کتاب	دلیل المشرکین مع اردو ترجمہ ایضاح المومنین
تالیف	حضرت مولانا احمد دین بگویؒ
مترجم	حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ
تاریخ طباعت	ربیع الاوّل ۱۴۱۳ھ بمطابق ستمبر ۱۹۹۲ء
مطبع	فائن بکس پرنٹرز۔ لاہور
قیمت	-/۶۰ روپے
ناشر	ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
تعداد	۵۰۰ (پانچ سو)

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۲۔ انجمن اسلامیہ جامع مسجد بوہڑ والی گکھڑ منڈی
۳۔ مکتبہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ
۴۔ مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور
۵۔ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
۶۔ مکتبہ سیّد احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
۷۔ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
۸۔ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵
۹۔ کتب خانہ مجیدیہ ملتان
۱۰۔ ادارہ اسلامیات انارکلی۔ لاہور

Marfat.com

فہرست

مقدمہ ۵
خطبہ اور حمد و ثنا ۱۳
کتاب کا نام ۱۴
مصنف کا نام ۱۵
آغاز مقصود اور شرک کی لغوی تحقیق ۱۶
شرک کی شرعی تحقیق ۱۸
شرک کی قباحت قرآنی آیات سے تفصیلاً ۲۰
شرک کی مختلف قسمیں ۲۸
پہلی قسم شرک فی الذات ۲۸
معتزلہ کی تردید ۳۲
دوسری قسم شرک فی العلم ۳۳
تیسری قسم شرک فی المشیت ۳۹
چوتھی قسم شرک فی التصرف ۴۵
پانچویں قسم شرک فی القدرت ۵۳
چھٹی قسم شرک فی العبادات ۵۵
ساتویں قسم شرک فی العادات ۷۱
مسئلہ تقلید ۷۹
آٹھویں قسم شرک فی النذر ۸۰
نویں قسم شرک فی التسمیہ (نام رکھنے میں شرک) ۸۹
دسویں قسم قسم میں شرک ۹۶
گیارویں قسم شرک فی الذبح ۹۶
بارویں قسم شرک فی التاثیر ۹۸
تیرویں قسم شرک فی الاستعانت ۱۰۷
مسئلہ سماع موتیٰ کی تفصیل حاشیہ ۱۱۴
چودویں قسم پکار و ندا میں شرک ۱۳۲
زیارۃ القبور کا مسئلہ ۱۴۲
زمین بوسی اور آستان بوسی کا مسئلہ ۱۴۴
سجدہ ملاقات ۱۴۵
زیارت القبور کے آداب ۱۴۶
قبر کو ہاتھ لگانا ۱۴۸
شریعت کے مطابق خواب معتبر ہوگا ۱۶۱
پندرویں قسم ذبح کے وقت یا بسم اللہ میں شرک ۱۸۱
شگون لینے میں شرک ۱۸۱
قرآنی فال کی تردید ۱۸۴
سترویں قسم اخبار میں شرک ۱۸۵
رجال الغیب کی حقیقت ۱۸۷
اٹھارویں قسم شرک فی التصور ۱۸۹
انیسویں قسم تعویذ گنڈوں میں شرک ۱۹۳
بیسویں قسم شرک اصغر یا ریا کا بیان ۱۹۵
خاتمہ کلمات کفر وغیرہ کا بیان ۱۹۸

Marfat.com

فرقہ قدریہ	۱۰۲
فرقہ کیسانیہ	۱۰۳
روافض	۱۰۳
خوارج کی تکفیر	۱۰۴
فرقہ یزیدیہ	۱۰۴
فرقہ نجاریہ	۱۰۵
فرقہ جبریہ	۱۰۵
فرقہ معمریہ	۱۰۵
معتزلہ کا ایک فرقہ	۱۰۶
فرقہ شیطانیہ	۱۰۶
فرقہ جہمیہ	۱۰۶
فرقہ قدریہ کا ایک گروہ	۱۰۶
فرقہ مرجئہ	۱۰۷
فرقہ خوارج	۱۰۹
دلائل اربعہ کا اتباع	۲۱۰
نبی کا درجہ ولی سے افضل ہے	۲۱۱
صحابہ میں سب سے افضل	۲۱۵
موہم الفاظ کا اطلاق درست نہیں	۲۱۶
وصیت نقص وغسل کے بیان میں	۲۲۰
تنبیہ فضائل اور رذائل کا بیان	۲۳۰
دعاء	۲۵۷
کتاب کی تسوید سے فراغت	۲۵۸

Marfat.com

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ المتوحد بذاتہ، المتفرد باسمائہ وصفاتہ، العالی بلاھوتہ وجبروتہ، الازلی بوجودہ السرمدی ببقائہ وجودہ، القاھر علی مخلوقہ، المتصرف فی ملکوتہ وناسوتہ، المنزہ بافعالہ، الاحد الصمد الفرد، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ لاشریک لہ فی عبادتہ واستعانتہ واوامرہ ونواھیہ، وحلالہ وحرامہ لا مثل لہ ولاانداد ولاضد۔ والصلوٰۃ والسّلام علی حبیبہ وصفیہ وخلیلہ محمد امام الرسل وخاتم الانبیاء، وعلی الہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ وعلی جمیع اخوانہ من النّبیّیْنَ والصالحین، الذین حازوا باتم نصیب واوفر حظ بتوحیدہ ورضائہ، ورفضوا الشرک واھلہ لاقترابہ وارضائہ۔

اما بعد:

مصنّف کا اجمالی تعارف

"دلیل المشرکین" کے مصنّف حضرت مولانا احمد الدین صاحب بگوی ہیں۔ بوگا بھیرے کے مضافات میں ایک بستی کا نام ہے۔ اس بستی میں مشہور علمی خاندان آباد تھا۔ اسی گھرانے کے ایک مایہ ناز اور

Marfat.com

فخر روزگار فرزند مولانا احمد الدینؒ بھی گذرے ہیں کتاب کے دیباچہ میں اور خاتمہ پر انہوں نے اپنے نام کی صراحت کی ہے۔ مصنّف کے کچھ حالات مولانا فقیر محمد صاحب جہلمیؒ "صاحب حدائق الحنفیہ" نے لکھے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ "مولوی احمد الدین بن حافظ نور حیات بن حافظ محمد شفاء ابن حافظ نور محمد بگوی، فاضل اجل، عالم اکمل فقیہ، محدّث، جامع کمالات ظاہری و باطنی، صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ میں ہوئی، آپ حافظ نور حیات کے چھوٹے فرزند تھے، بڑے فرزند ان کے مولوی غلام محی الدین بگویؒ تھے، جن کے متعلق صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں کہ وہ عالم اجل فاضل اکمل فقیہ، محدّث صاحب کمالات صوری و معنوی تھے، ان کی ولادت روز دو شنبہ ماہ محرم ۱۲۰۳ھ میں ہوئی۔ بڑے صاحب حافظ تھے صرف ایک ماہ میں پورا قرآن مجید یاد کر کے تراویح میں سنا دیا تھا، نہایت ذہین، و ذکی تھے جہلمی صاحب لکھتے ہیں کہ جب انہوں نے ابتدائی تعلیم شروع کی تو اساتذہ کہتے تھے کہ پنجاب میں تمہیں کوئی تعلیم نہیں دے سکے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا، مولوی غلام محی الدینؒ مع اپنے چھوٹے بھائی مولوی احمد الدین صاحب کے پنجاب سے تعلیم کی خاطر دہلی کی طرف روانہ ہو گئے، اُس وقت مولوی احمد الدین صاحب کی عمر آٹھ سال تھی اور دسواں پارہ قرآن کریم کا حفظ کر رہے تھے، دہلی پہنچنے تک انہوں نے پورا قرآن کریم حفظ کر لیا تھا، مولوی غلام محی الدین صاحب دہلی میں بارہ برس تک مقیم رہے، اور مولوی احمد الدین صاحب نے چودہ سال تک دہلی میں گزارے، اس عرصہ میں دونوں بھائیوں نے علم معقول و منقول مختلف علماء کرام سے پڑھا، مگر علم حدیث خاص طور پر حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدّث دہلویؒ (نواسہ و جانشین حضرت شاہ عبد العزیزؒ) سے پڑھا، اور سند حدیث حضرت مولانا شاہ عبد العزیزؒ سے حاصل کی، مولوی غلام محی الدینؒ کو خود حضرت شاہ محمد اسحاقؒ نے شاہ عبد العزیزؒ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے ان سے علم حدیث کے بہت سے سوالات کئے، اور انہوں نے بڑے عمدہ طریق پر جوابات دیئے، اس پر شاہ عبد العزیزؒ بہت خوش ہوئے، اور علم حدیث کی سند دے کر دعا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ انشاء اللہ تم سے بہت فیض ہوگا، اور نصیحت بھی فرمائی کہ جب اپنے وطن واپس جاؤ تو ایسی بات نہ کرنا جس سے لوگوں میں تفرقہ پڑے، مولوی غلام محی الدینؒ صاحب جب دہلی سے واپس آئے تو لاہور میں حکیموں کی لال مسجد میں تیس۳۰ سال تک مقیم رہے اور تدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اور عمر کے آخری چودہ سال آپ نے بیماری

Marfat.com

میں بسر کئے استرخاء اعضاء کی بیماری لاحق ہوگئی تھی، اس دوران اپنے گاؤں موضع بوگا علاقہ بھیرہ میں ٹھہرے رہے۔ لیکن اس بیماری کے دوران بھی تعلیم و تدریس کا سلسلہ برابر جاری رہا آخر ماہ شوال ۱۲۷۳ھ میں وفات پائی اور موضع بوگا میں ہی مدفون ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

مولوی غلام محی الدینؒ کے دو جلیل القدر فرزند پیچھے ان کی یادگار تھے، جو بڑے عالم فاضل تھے، ایک مولوی غلام محمد صاحب جو شاہی مسجد لاہور کے خطیب تھے، اور دوسرے مولوی عبدالعزیز صاحب جو بھیرہ کی جامع مسجد کے خطیب تھے حضرت مولانا احمد الدین صاحبؒ کے متعلق جہلمی نے لکھا ہے کہ انہوں نے ابتدائی تعلیم شرح وقایہ اور مطول تک اپنے بھائی مولوی غلام محی الدین صاحب سے حاصل کی تھی بعد ازاں متفرق علماء سے استفادہ کیا اور آخر میں حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ سے چودہ سال دہلی رہ کر دستار فضیلت باندھی۔ اور حدیث اور دیگر علوم کی اجازت حاصل کی۔ آپ کو ریاضت اور مجاہدہ میں بھی کمال حاصل تھا۔ رات کو کئی کئی بار بیدار ہوتے اور ہر دم ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ چلتے پھرتے حالت صحت و بیماری میں طلباء کو سبق پڑھاتے رہتے تھے مستجاب الدعوات بھی تھے جو دعا کرتے اللہ تعالےٰ پوری کر دیتا تھا۔ انتہائی درجے کے بامروت انسان تھے۔ طلباء میں سے اگر کوئی بیمار پڑ جاتا تو اپنے ہاتھ سے دوا تیار کرکے اس کو پلاتے تھے آپ بھی اپنے برادر کلاں حضرت مولانا غلام محی الدینؒ کی طرح اکثر لاہور میں رہتے تھے۔ اور درس و تدریس اور تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ دونوں بھائیوں نے یہ دستور بنا رکھا تھا کہ چھ ماہ ایک بھائی لاہور میں رہتا تو دوسرا اپنے وطن بوگا میں رہتا۔ اور جب یہ لاہور سے وطن چلے جاتے تو دوسرا بھائی لاہور میں آجاتا، اس طرح دونوں جگہ برابر تعلیم و تدریس کا شغل جاری رہتا تھا، اور بہت سے لوگ مستفید ہوتے رہتے تھے۔ جہلمی صاحب نے لکھا ہے کہ اس دور میں پنجاب میں شاید کوئی صاحب علم بلا واسطہ یا بالواسطہ ان دونوں کی شاگردی سے مستثنیٰ ہو، ہزارہا لوگوں نے ابتدائی صرف بہائی وغیرہ سے لیکر فارغ التحصیل ہونے تک ان سے فیض حاصل کیا۔ اور انکے تلامذہ کے زمرہ میں شامل ہوئے۔

جہلمی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ مولوی احمد الدین صاحبؒ نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور کئی کتابوں پر حاشیے بھی لکھے ہیں۔ مگر افسوس کہ آپ کو کتابوں پر نظر ثانی کرنے کی نوبت نہ آئی

Marfat.com

کیونکہ لوگ کتابیں لے جاتے تھے اور اس طرح نظر ثانی اور اشاعت کی نوبت نہ آتی تھی، ان کی کتابوں میں سے ایک کتاب احمدیہ حاشیہ شرح ملا ہے جو بہت مشہور ہے مگر اس پر بھی نظر ثانی کی نوبت نہ پہنچ سکی، اور ان کی ایک کتاب حاشیہ خیالی بھی ہے۔

دلیل المشرکین آپ کی تصنیف ہے اور دلیل المشرکین کے آخر میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ میری ایک کتاب مسئلہ غنا (گانے راگ کے حکم) پر بھی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی تصنیف کا پتہ نہیں چلتا۔

جہلمی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات ۱۳ شوال شب یکشنبہ ۱۲۸۶ھ میں ہوئی اور جامع مسجد بھیرہ کے متصل دفن ہوئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ آپ اپنے بڑے بھائی مولوی غلام محی الدین سے تیرہ (۱۳) سال چھوٹے تھے اور تیرہ (۱۳) سال بعد ہی آپ کی وفات ہوئی ہے تاریخ وفات غفور ہے۔

"دلیل المشرکین" کا تعارف

ہمارے پیش نظر "دلیل المشرکین" کا قلمی نسخہ ہے جس کے جملہ بانوے (۹۲) صفحات ہیں جو قدرے جلی حروف میں صاف لکھا گیا ہے، پرانے کاغذ پر اور عمدہ کالی سیاہی کے ساتھ دیسی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ خود مصنف کے ہاتھ کا ہی لکھا ہوا ہے۔ آخر میں مصنف نے اس کتاب کی تاریخ تصنیف اور مقام کا نام بھی درج کیا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ جب میں یہ رسالہ لکھ کر فارغ ہوا تو بدھ کا دن دوپہر کا وقت شعبان کا مہینہ تھا اور آخر میں سن بھی لکھا ہے ۱۲۵۹ھ اور رسالہ کی ابتدا میں اور آخر میں اپنا نام اور ولدیت کی صراحت بھی فرمائی ہے اور گاؤں کا نام بھی لکھا ہے۔ کتاب کا ہر صفحہ سترہ (۱۷) سطر پر مشتمل ہے۔ کہیں کہیں بعض عبارتیں حاشیہ پر بھی لکھی ہوئی ہیں اور ابتدا میں مضامین کی ایک فہرست بھی ہے۔

مصنف رح نے ابتدا میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث سید حسین جیلانی صاحب ہیں۔ ان کی درخواست پر میں نے پہلے تو پس و پیش کیا لیکن ان کے اصرار پر آخر آمادہ ہو گیا کہ میں ایک کتاب لکھوں جس میں شرک کے مختلف انواع و اقسام کا بیان ہو اور اس کا رد کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور آثار سلف سے ہو، اور اسی مناسبت سے اس کا نام دلیل المشرکین رکھا ہے۔

مصنف رح نے کتاب میں شرک کی بیس قسمیں بیان کی ہیں، اور بعض کا بیان قدرے تفصیل سے کیا ہے، اور بعض کا نہایت مختصر، لیکن دلائل اکثر قرآن کریم کی آیات، احادیث نبویہ اور حضرات صحابہ کرام رض اور سلف کے اقوال سے دیتے ہیں، اور ایک خاتمہ اور ایک وصیت اور ایک تنبیہ ذکر کی ہے۔

Marfat.com

مصنف نے اس مختصر سی کتاب میں صرف شرک اور اس کی انواع کے بیان پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ شرک کی عام اور کثیر الوقوع صورتیں جو مختلف ممالک کے لوگوں میں رائج ہیں انکا ذکر اور ان کا رد اور قباحت اور شناعت بیان کی ہے اور دلائل سے شکوک و شبہات کو رفع کیا ہے۔ اور سلف کے طریقہ پر کتاب کو مزید مفید عام بنانے کے لئے خاتمہ میں اخلاق حسنہ فضائل اور ان کو حاصل کرنے کا طریق، اور اسی طرح بد اخلاقیاں اور رذائل اور ان کی انواع و اقسام اور ان سے اجتناب کی تاکید اور ان کا علاج، اور فرق باطلہ کے مشہور مشہور گمراہ فرقوں کے عقائد باطلہ اور اعتقادات فاسدہ کا بھی ذکر کیا ہے، اور ضمناً بعض فقہی مسائل اور جزئیات بھی ذکر کیئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ بعض دلائل کمزور بھی ہیں بہر حال اعتقاد کی حفاظت اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے لیئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہو گی۔ کتاب جس جذبہ سے لکھی گئی ہے وہ کتاب کی ہر سطر سے نمایاں ہے۔ مقصد صرف اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہی اور ضلالت سے باہر نکالنا اور توحید خالص اور ایمان کی روشنی میں لانا ہے، اس سلسلہ میں مصنفؒ نے بڑی دلسوزی اور عالمانہ طریق پر افہام و تفہیم کی سعی فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

دلیل المشرکین کا یہ قلمی نسخہ ہو سکتا ہے کہ بیسیوں حضرات کے زیر مطالعہ رہ چکا ہو لیکن سنہ ۱۲۵۹ھ سے سنہ ۱۳۹۱ھ تک اس کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی تقریباً ایک سو تینتیس سال قبل کا لکھا ہوا یہ رسالہ اس وقت اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ اگر اس کی اشاعت اس سے قبل ہوتی تو یقین ہے کہ ہزاروں اللہ تعالیٰ کے بندے اس کو پڑھ کر فائدہ اٹھاتے۔

بندہ کاتب الحروف عبد الحمید سواتی کے پیش نظر بھی یہی بات ہے کہ آج کے پر فتن، فرقہ پرور اور تشتت انگیز دور سے کافی پہلے کا لکھا ہوا یہ رسالہ ایسا ہے کہ اگر اس کو سلیم الفطرۃ لوگ پڑھینگے تو بلا اشتباہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے عقیدہ کو اور اس کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے، کہ دین و مذہب کی بنیاد و اساس اور تمام اصولوں کا اصل الاصول یہی مسئلہ ہے۔

خدا تعالیٰ نے بنیادی طور پر اس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ڈیوٹی مقرر کی کہ سب سے پہلے وہ انسانوں کے سامنے اسی مسئلہ کو پیش کریں باقی مسائل کو ماننا اس کی فرع ہے۔ جب تک اس پر ایمان نہ ہو باقی کسی مسئلہ کا اعتبار نہیں۔ اور

Marfat.com

تقریباً ایک سو چار کتابیں اور آسمانی صحیفے بھی نازل فرمائے ہیں جن میں سے چار کتابیں تورات، زبور انجیل اور قرآن کریم سب سے زیادہ اہم ہیں اور تمام آسمانی صحیفوں کا نچوڑ اور لب لباب قرآن کریم میں آگیا ہے۔ سب آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں توحید باری تعالیٰ کا مسئلہ بنیادی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جس قدر توحید الٰہی کی تفصیل و تشریح قرآن کریم میں بیان فرمائی گئی ہے وہ کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔

قرآن کریم نے ایمان کی تفصیلات کے ساتھ شرک و کفر کے ہر گوشے کو واضح فرمایا ہے، اور قرآن کی شرح و تفسیر یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث میں تو پوری طرح اس کا استقصا کیا گیا ہے، اور کوئی قابل اشتباہ بات نہیں رہنے دی۔ دلیل المشرکین کا موضوع ہی چونکہ اسی مسئلہ کی تبیین و توضیح ہے۔ اس لئے اس کتاب کی اشاعت کو ضروری خیال کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی تھی، ضرورت اس کی تھی کہ اس کتاب سے عوام و خواص سب ہی فائدہ اٹھائیں، اس لئے احقر نے اس کا اصل کتاب کے ساتھ اردو ترجمہ بھی کر دیا ہے تاکہ عوام و خواص دونوں اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس میں مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ عرض کیا جائے کہ اس کتاب سے ہر ایک طبقہ کے لوگ، عربی مدارس کے طلباء، سکول و کالجوں میں عربی زبان سے شناسائی رکھنے والے حضرات اور ائمہ مساجد، خطباء، علماء وغیرہ حضرات اصل عربی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور عوام حضرات جو عربی سے نابلد ہیں وہ اردو ترجمہ کی مدد سے کتاب کے تمام مضامین بخوبی سمجھ سکتے ہیں، اور جو لوگ نادانی، جہالت یا تعصب کی وجہ سے شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اگر وہ انصاف کی نگاہ سے ملاحظہ فرمائیں گے تو امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس کتاب کو ان کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے گا۔

خامیاں

دلیل المشرکین میں بعض خامیاں بھی ہیں مثلاً اس کی عربی زبان بعض بعض مقامات پر بہت کمزور ہے جو ذوق سلیم پر گراں گزرتی ہے۔ اور بعض مسائل بھی مرجوحہ ذکر کیے گئے ہیں، لیکن اس کا عذر بھی جہلمی رحمہ کے بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ مصنف کو کتاب پر نظر ثانی کرنے کا موقع نہیں مل سکا اس لئے نہ عبارت کی خامی دور ہو سکی، اور نہ مسائل پر غور کا موقعہ مل سکا، لیکن باوجود ان خامیوں کے کتاب میں فوائد کثیرہ ہیں جن کے مقابلہ میں ان خامیوں کی کوئی حیثیت نہیں، فوائد کی کثرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان خامیوں سے قطع نظر کی گئی ہے، اس کتاب میں بعض روایات بھی حد درجہ کی ضعیف آگئی ہیں جن کے ضعف

Marfat.com

کی طرف ترجمہ میں کہیں کہیں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ لیکن ایسی روایات کی تعداد قلیل ہے۔ اکثر دلائل قرآن کریم کی آیات اور احادیث صحیحہ اور آثار سلف سے بیان کئے گئے ہیں مصنّف نے بعض کتابوں کا حوالہ بھی اس کتاب میں جا بجا دیا ہے ممکن ہے کہ اس وقت وہ سب کتابیں متداول ہوں یا مصنّف نے ان کو دیکھا ہو یا مطالعہ کی نوبت آئی ہو۔ لیکن اس وقت تو بعض کتابیں ناپید یا نایاب ہیں اُن کا ملنا مشکل ہے، لیکن بہرحال مصنّف نے جو مسائل اور دلائل ذکر کئے ہیں وہ دوسری متداول کتابوں میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔

ترجمہ کے بارہ میں یہ عرض ہے کہ اپنی طرف سے پوری کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ زیادہ سے زیادہ سہل اور آسان ہو۔ پھر بھی ممکن ہے کہ کسی مقام میں مصنّف کی عبارت یا مقصد کے حل کرنے میں یا سمجھنے میں غلطی ہو گئی ہو۔ اس لئے ناظرین کرام اور علماء عظام سے درخواست و التماس ہے کہ اگر گروہی عصبیت اور نشاء غبیت سے بلند ہو کر اصلاح حال کے لئے جو صحیح بات فرمائیں گے تو انشاء اللہ ہم ہر وقت اپنی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنّف، مترجم، پڑھنے سننے والے اور سب کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے اپنے فضل و کرم کے ساتھ درگزر فرمائے اور بخشش سے نوازے آمین۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سب کو مسئلہ توحید سمجھنے کی اور اس پر اعتقاد رکھنے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین۔

یوم الثلثاء ۲۱ر شعبان ۱۳۹۱ھ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۷۱ء

احقر عبدالحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر شہر گوجرانوالہ پنجاب پاکستان

Marfat.com

دلیل المشرکین

(عربی)

تصنیف حضرت مولانا احمد الدین بگویؒ

مع

اردو ترجمہ

ایضاح المؤمنین

ترجمہ

از مولانا عبد الحمید سواتی بانی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدك يا من ابان الشرك والضلالة

بخزائن كلامه البسيط اصولاً وفروعاً

وكشف القناع من وجوه ضروبه بكنوز

كتابه الابدى جليًا وخفيًا والصلوٰة والسلام

على رسوله الذى محى به دجى الباطل ،

ولمع به نور الحق واليقين . وعلى اله و

صحبه الذين حاموا للحنفية البيضاء والدين

وبعد . فقد شاع فى هذا الزمان الشرك

وانواعه فى الخواص والعوام . بل اكثرهم

لا يعلمونه بغلبة الجهل والفسق عليهم

فلاحظ لهم من الكلام . لقد انذروا

بالبؤس تنذيرا . وبشروا بالعذاب

الاليم تبشيراً . الا العلماء حاشاهم

الله تعالى منه ومن اهله .

خطبہ اور حمد وثنا

ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں اے خدائے بزرگ و اعلیٰ جس نے اپنے کلام بسیط کے خزانوں میں شرک اور گمراہی کے اصول و فروع کو خوب واضح فرما دیا ہے۔ اور اپنی ابدی اور دائمی کتاب (قرآن کریم) کے کنوز سے شرک کے ظاہر اور مخفی سب اقسام کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا ہے۔ اور درود و سلام اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جن کی بدولت خدا تعالیٰ نے باطل کی تاریکیوں کو مٹا دیا ہے۔ اور حق و یقین کے نور کو چمکا دیا ہے۔ اور آپ کے اہل اور صحابہ پر بھی جنہوں نے دین حق اور روشن ملت حنیفیہ کی پوری حفاظت و حمایت کی ہے۔

وجہ تصنیف کتاب

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ اس دور میں شرک اور اس کی مختلف قسمیں عوام و خواص میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اکثر لوگ اس شرک کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ بلکہ اکثر لوگ تو ایسے ہیں کہ ان پر جہالت اور فسق کا ایسا

Marfat.com

غلبہ و تسلط ہے کہ وہ اس شرک کو جانتے ہی نہیں، سو ایسے لوگوں کے بارہ میں کیا کلام کیا جا سکتا ہے۔ درحقیقت ایسے لوگوں کو خدا کی اس سخت گرفت سے ڈرا دیا گیا ہے، اور عذاب الیم کی خبر ان کو دے دی گئی ہے، البتہ علم والے لوگ ایسے ہیں کہ ان کو اللہ تعالےٰ نے اس شرک سے بچایا ہے اور اہل شرک سے بھی ان کی حفاظت فرمائی ہے۔

فالتمس منی سمی ابن بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم الاصغر الجینانی ان اکتب بعض انواعه من القرآن المجید والحدیث الحمید، وانی کنت اعرض عن هذا الخطب الجسیم، لقلة بضاعتی فلم ال بدا من بیان انواعه، لکی ینفع الله به احدا ممن ینفعه الذکری الذی قد خلع ربقة الشرک من عنقه والانابة الیه تعالی بمنه وجوده، وسمیته دلیل المشرکین، وانا اسأل الله تعالی ان ینفع الخواص والعوام فی الدین القویم ووفقهم لتائید الحق والملة والیقین والمسئول من الخلان ان ینظروا فیه بعین العدل والانصاف، دون الجدال والتعصب والاعتساف وان عثروا علی السهو والخطاء والنسیان فلا یعجلوا بالقدح

مجھ سے جناب جینانی نے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے فرزند اصغر (حسین رض) کے ہمنام ہیں۔ التماس کیا کہ میں شرک کی بعض قسمیں قرآن مجید اور حدیث پاک سے مدلل طریق پر لکھ دوں۔ پہلے تو میں اس عظیم کام سے پہلو تہی کرتا رہا، اپنی علمی بے بضاعتی کی وجہ سے، لیکن آخر کار یہ کام مجھے کرنا ہی پڑا، سو میں نے اپنی طاقت کے مطابق شرک کے اقسام و انواع بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو فائدہ پہنچائے جن کو نصیحت فائدہ پہنچاتی ہے۔ اور جنہوں نے شرک کے پھندے کو اپنی گردن سے اتار پھینکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف انابت (رجوع) تو محض اس کے احسان و بخشش سے ہی ہو سکتا ہے۔

کتاب کا نام

اور میں نے اس کتاب کا نام دلیل المشرکین رکھا ہے (یعنی ایک ایسی کتاب جو شرک کرنے والوں کے لئے

Marfat.com

والقبول، لان الانسان مشتق من النسیان والرد والخبول، بل ینبهوا علیه بالعفو والتعطف والعطفان، ویسد والخلل بذیل العفو والغفران۔

رہنما ثابت ہوسکتی ہے) اور میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کے ذریعہ عوام و خواص کو دینی قوم میں فائدہ پہنچائے۔ اوران لوگوں کو دین حق اور ملت حنیفیہ اور یقین کی تائید کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دوستوں سے یہ درخواست ہے کہ اس کتاب میں عدل و انصاف کی نگاہ سے دیکھیں۔ جھگڑا تعصب اور زیادتی کی آنکھ سے نہ دیکھیں۔ اگر اس میں کہیں بھول چوک یا غلطی پر مطلع ہوں تو رد اور قبول میں جلد بازی نہ کریں کیونکہ انسان کی سرشت میں بھول چوک پڑی ہوتی ہے۔ بلکہ اس پر آگاہ کریں اور عفو و مہربانی سے اور شفقت سے کام لیں۔ اور خرابی کی اصلاح معافی اور بخشش کے دامن سے فرمائیں۔

نام مصنف

وانا الفقیر احمد الدین ابن نور حیات البکری غفر الله له ولوالدیه، واحسن الیهما بحرمة نبیه اٰله وصحبه اجمعین، وجعله وسیلتنا علیه من الصلوٰة اکملها، ومن التحیات افضلها وانما لها، امین الی دار الخلد والجنان، وینجینا من دار الغرور والنیران۔ من قال امینا ابقی الله مهجته۔ اللهم انصر من نصر دین محمد واجعلنا منهم، واخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منهم، واهدنا فیمن هدیته وعافنا فیمن عافیته، فمنك البدایة

اور میں بندہ محتاج احمد الدین بن نور حیات بکری ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخشدے اور اس پر اور اس کے والدین پر بطفیل اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے آل اور تمام صحابہ کے احسان فرمائے، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات کو خدا تعالیٰ ہمارے لئے دار الخلد اور بہشت بریں تک پہنچانے کا وسیلہ بنالے، اور ان پر اللہ تعالےٰ کی کامل ترین افضل ترین اور پائیدار رحمتیں نازل ہوں، خدا تعالیٰ ہماری اس دعا کو قبول فرمائے۔ اور خدا تعالےٰ ہمیں اس دار غرور سے، اور دوزخ کی آگ سے

Marfat.com

والنهاية، واليك المبدا والمعيد،
انت المحي والمميت۔ نعوذ بالله من
شرور انفسنا، ومن سيئات اعمالنا،
فها انا اشرع في المقصود۔

بچائے ۔ جو بندہ بھی اس پر آمین کہے خدا تعالیٰ اس
کی جان کو سلامت رکھے ۔ اے خداوند کریم جو شخص
بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد
کرتا ہے اس کی امداد فرما ، اور ہمیں بھی انہیں سے
بنالے ، اور جو شخص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے
دین کو خراب کرتا ہے اے خداوند تعالیٰ تو اس
کو رسوا کردے ، اور ہمیں ایسے لوگوں میں سے نہ بنا ،
اور ہمیں ہدایت عطا فرما ان لوگوں میں جن کو تو نے
ہدایت فرمائی ہے ۔ اور ہمیں عافیت عطا فرما ان
لوگوں میں جن کو تو نے عافیت مرحمت فرمائی ہے ۔
تجھ سے ہی ابتدا ہے اور تیری طرف ہی سب کی انتہا
ہے ۔ تو ہی زندگی بخشنے والا اور موت طاری کرنے
والا ہے ۔ اے خدائے بزرگ ہم تیری مدد کے ساتھ
اپنے نفسوں کے شرور سے ، اور اپنے اعمال کی برائیوں
سے پناہ چاہتے ہیں ، اب میں مقصود کو بیان کرتا ہوں ۔

آغاز مقصود اور شرک کی لغوی تحقیق

اعلموا ، وفقكم الله تعالیٰ وایانا ،
ان الشرك بالکسر انباز شدن ، واعتقاد انباز
بخدائے بے انباز ، نعوذ بالله من ذلك
وشریک باکسے ، و بفتحتین دام صید وراہ آشکارا
ومیانہ راہ وبزرگ کہ برکسے مخفی نباشد ، وتوسع
است بمجاز ، والشريك يجمع على شركاء
واشراك ، مثل شريف وشرفاء واشراف

اچھی طرح جان لو خدا تعالیٰ تمہیں توفیق دے اور
ہمیں بھی کہ لفظ شرک کسرہ شین کے ساتھ اس کا معنی
ہے شریک ہونا ۔ اور خدا تعالیٰ کے متعلق شریک کا اعتقاد
رکھنا ، حالانکہ اس کا کوئی شریک نہیں ، اسی طرح اس
کا ایک معنی ہے کسی کے ساتھ شریک ہونا ۔ اور اگر
شین اور راء کا فتح ہو (شَرَك) تو اس کا معنی شکار
کا جال ہونا ہے ، اور واضح راستہ ، اور ایسا درمیانہ

Marfat.com

فالمرأة شريكة، والنساء شرائك و
شاركت فلانا صرت شريكه، واشركنا
وتشاركنا في كذا، وشركته في البيع
والميراث اشركه شركة، والاسم الشرك
قال الاصمعي يقال رايت فلانا مشتركا
اذا كان يحدث نفسه بهموم، والشرك
ايضا الكفر وقد اشرك فلان فهو مشرك
ومشركي، مثل دوي ودوي، وسك و
سكي، وقعسر وقعسري بمعنى واحد
قال الزاجر ومشركي كافر بالفرق،
اي بالفرقان، وقوله تعالى وأشركه
في أمري، اي اجعله شريكي فيه. انتهى
ما في الرشيدي والصحاح ۔

اور بڑا راستہ جو کسی پر پوشیدہ نہ ہو، اور حجاز میں
ایک مقام کا نام بھی ہے۔ اور شریک کی جمع شرکاءُ
اور اشراک آتی ہے جس طرح شریف کی جمع شرفاء اور
اشراف ہوتی ہے۔ ایک عورت کے لئے شریکۃ
اور جمع کے لئے شرائک آتا ہے۔ اور اسی طرح
تم جب کسی شخص کے ساتھ شراکت اختیار کرو
کسی معاملہ میں تو یوں کہوگے کہ شارکت فلانا یعنی
میں فلاں شخص کا شریک ہوگیا۔ یا ہم نے باہم فلاں
معاملہ میں شرکت کر لی ہے۔ اسی طرح خرید و
فروخت یا وراثت میں اس طرح کہوگے کہ فلاں
میرا شریک ہوگیا ہے۔ یا میں اس کا شریک بن
گیا ہوں۔ اور اس کے لئے اسم شرک استعمال کیا جاتا
ہے۔ امام اصمعیؒ نے (جو لغت اور ادب کے بہت
بڑے امام گزرے ہیں) فرمایا ہے۔ جب کوئی شخص
اپنے نفس میں فکر و اندیشہ ہموم و غموم پاتا ہے تو
کہا جاتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو شرکت والا
دیکھا (رأیت مشترکا) یعنی وہ تنہا نہیں غم
و اندیشہ اس کے ساتھ شریک ہے۔

اسی طرح شرک کا اطلاق کفر پر بھی کیا جاتا ہے۔
اور یوں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے شرک کیا پس
وہ مشرک ہے۔ (مشرک اور مشرکی کہتے ہیں جس
طرح دو و دوی۔ وسک وسکی۔ قعسر و قعسری
وغیرہ الفاظ کا ایک ہی معنی ہے) اسی طرح مشرک

Marfat.com

اور مشرکی کا ایک ہی معنیٰ ہے) ایک شاعر نے اس طرح کہا ہے ؎

اور بہت سے شرک کرنے والے ایسے ہیں
جو فرقان (قرآن مجید) کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان سورۂ طٰہٰ آیت ۳۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کی تھی کہ اے خداوند کریم میرے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو میرے ساتھ میرے معاملہ میں شریک بنا دے۔ یعنی اس کو بھی میرے ساتھ شریک تبلیغ بنا دے۔ یہ سب تحقیق لغت کی کتاب رشیدی اور صحاح[1] سے بیان کی گئی ہے۔

شرک کی شرعی تحقیق

وفی الشرع یطلق علی معانٍ، استحقاق العبودیۃ واثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنی واجب الوجود، واثبات الصفات المختصۃ بہ تعالیٰ لغیرہ تعالیٰ۔ ویستعمل فی الحلف لغیرہ تعالیٰ ویطلق علی الطیرۃ باعتبار جلب النفع ودفع الضرر، وعلی التولۃ، وطاعۃ غیر اللہ تعالیٰ، والریاءُ وذکر اسم غیرہ تعالیٰ فی مقام ذکرہ تعالیٰ علی طریق التقرب والتسمیۃ، ویقال فی الاشراک فی الذبح والنذر والقربات

شریعت میں شرک کا اطلاق بہت سے معنوں پر کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کو عبادت کا مستحق خیال کرنا۔ اسی طرح شرک کا معنیٰ ہے الوہیت یعنی واجب الوجود ہونے میں شریک کا ثابت کرنا کبھی شرک کا اطلاق اس پر کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی جو صفات خاصہ ہیں ان کا اثبات خدا تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے لئے کیا جائے۔ کبھی شرک اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے ساتھ قسم اٹھانے پر کیا جاتا ہے۔ کبھی شرک کا اطلاق شگون لینے پر کیا جاتا ہے شگون اس طرح کہ اس کو نفع پہنچانے والا اور ضرر کو دفع کرنے والا خیال کرے،

---

[1] صحاح طبع مصر صفحہ ۱۵۹۴ اسک بمعنی مسمار، اور تعصری انعو الشدید یقال جمل تعصری۔ ۱۲ سوانی

لغيره تعالى، ودفع البلايا والمحن على سبيل
الحقيقة، وفي ذكر اسم غيره تعالى معه في
مقام عموم القدرة وعلمه تعالى ومشيته
وغيرها- وبعضها وان لم يكن شركا حقيقيًا
وكفرًا، لكنه مشبه بافعال الكفار، و
عبدة الاوثان، والمراد من الشرك في
الآيات مطلق الكفر عبر به عنه، لان
اهل العرب كانوا مشركين، وبالجملة
الكفر والشرك جريمة لاجريمة فوقها
وذنب لا ذنب اعلى منه-

کبھی شرک کا اطلاق تولہ پر کیا جاتا ہے (ایسا عمل یا
گنڈا تعویز جو عورت و مرد کے درمیان محبت پیدا
کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ عموماً ایسے گنڈے عورتیں
کراتی ہیں) کبھی شرک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی اطاعت
پر بولا جاتا ہے؛ اسی طرح ریاء پر بھی شرک کا اطلاق
کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کا
نام تقرب و برکت کے لئے ذکر کرنا جہاں خدا تعالیٰ
کا نام لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ بسم اللہ کہنے کے وقت
ہوتا ہے (کہ بجائے اس کے غیر کا نام ذکر کیا جائے)
اسی طرح ذبح اور نذر اور قربانی اللہ تعالیٰ کے سوا
غیر کے لئے کرنے پر بھی شرک بولا جاتا ہے، اور
حقیقۃً مصیبتوں اور بلاؤں کو دفع کرنے کے لئے
غیر کا نام پکارنا بھی شرک کہلاتا ہے۔ اور اسی طرح
اللہ تعالیٰ کی قدرت عامہ اور علم اور مشیت کے مقام
میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کا نام ذکر کرنے پر بھی شرک
کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض اقسام میں
اگرچہ حقیقۃً شرک اور کفر نہیں ہوتا لیکن چونکہ یہ
کفار اور بت پرستوں کے افعال کے ساتھ بہت مشابہت
رکھتے ہیں، اس لئے ان پر شرک کا اطلاق کیا جاتا ہے۔
اور قرآن کریم کی آیات میں شرک سے مراد مطلق کفر
ہے۔ کفر کو اس لئے شرک سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اہل
عرب مشرک تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفر اور شرک ایسا
جرم ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جرم متصور نہیں اور

Marfat.com

الاترى الى ما قال الله تعالى فى محكم كتابه
وقديم تنزيله من عدم غفرانه، و
افتراء الاثم العظيم "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ
اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ"
(من الصغائر بلا توبة والكبائر بالتوبة)
لِمَنْ يَّشَاءُ (غفرانه) وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ
فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا، واثبات الضلال
البعيد، "وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًا بَعِيْدًا"، وبراءة ابراهيم عليه السلام
من المشركين، وعدم الخوف من الشركاء
"قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ، وَ
لَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ" (واعجاب الخوف
منهم) وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَ(الحال)
لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
بِهٖ سُلْطٰنًا، وبراءة الله ورسوله "اَنَّ اللّٰهَ
بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ"

یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں (اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ)

شرک کی قباحت قرآن کی آیات سے تفصیلاً

کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب اور قدیم صحیفہ (یعنی قرآن مجید) میں کس طرح واضح فرمایا ہے کہ شرک کے لئے اس کے ہاں بخشش نہیں۔ اور یہ شرک خدا تعالیٰ پر افتراء عظیم ہے جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت ۴۸ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے۔ اور شرک سے کم تر درجہ گناہوں کو چاہے تو بخشدے (صغائر بلا توبہ اور کبائر بالتوبہ) اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا تو اس نے بہت بڑے جرم اور گناہ کا ارتکاب کیا، اور اسی طرح سورۃ نساء آیت ۱۱۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین سے بیزاری اور برأت کا اظہار فرمایا ہے، اور اعلان کیا ہے کہ میں تمہارے شریکوں سے کسی قسم کا خوف نہیں کھاتا۔ چنانچہ سورۃ انعام آیت ۸۰ میں فرمایا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میری قوم کے لوگو بے شک میں ان چیزوں سے سخت بیزار ہوں جن کو تم خدا تعالیٰ کا شریک

Marfat.com

بناتے ہو۔ اور آیت ۸۰ میں ہے ابراہیم علیہ السلام
نے فرمایا کہ میں ان چیزوں کی ضرر رسانی سے بالکل
خوف نہیں کھاتا جن کو تم خدا تعالیٰ کا شریک بنانے ہو
اور آیت ۸۱ میں تعجب کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں
ان سے کیوں خوف کھاؤں جن کو تم نے خدا تعالیٰ
کا شریک بنا رکھا ہے۔ اور تم کیوں نہیں ڈرتے
اسباب سے کہ تم نے ان چیزوں کو خدا تعالیٰ کا
شریک بنا رکھا ہے جن کے شریک بنانے کے لئے
خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے کوئی دلیل نہیں اتاری
(یعنی ڈرنا تم کو چاہیئے کہ تم مجرم ہو الٹا تم مجھ کو بے
حقیقت چیزوں سے ڈراتے ہو)

اور اسی طرح سورۃ توبہ آیت ۳ میں اللہ تعالیٰ
نے اپنی اور اپنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی براءت
کا اعلان فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا
رسول مشرکوں سے بیزار اور بری الذمہ ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی حرمت
کا بیان اللہ تعالیٰ نے اس طرح کیا ہے (سورۃ اعراف
آیت ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے۔ آپ کہدیں بے
شک میرے رب نے حرام قرار دی ہیں بے حیائی
کی باتیں (گناہ) جو ظاہر ہوں یا پوشیدہ (باطنی خباثتیں
کھوٹ، حسد، کینہ وغیرہ) اور گناہ اور ناحق سرکشی
اور اسباب کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ
کے ساتھ شریک ٹھہراؤ ایسی چیزوں کو جن کے بارے

وحرمة الشرك بالله مالم ينزل به
سلطانا. قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ
(الآثام) مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (خبث الباطن
والغل والحسد والحقد) وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
بِهِ سُلْطَانًا (وبرهانا) والامر له عليه الصلوٰة
والسلام بالدعوة الى ماحرم الله تعالى ليجتنبوا
قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَنْ لَا

Marfat.com

تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا" وعدم جواز عمارة مساجد
الله لهم، وحبط اعمالهم وخلودهم معذبا:
مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ
شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ
اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ - وانكار
الشركاء عن عبادتهم في يوم القيامة عند
رجاء النفع منهم، وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا
(العابدين والمعبودين) ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ
اَشْرَكُوْا (الزموا) مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُ
كُمْ فَزَيَّلْنَا (وقطعنا) بَيْنَهُمْ (الوصلة) وَ
قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ
(والغفلة عنها) فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَ
بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ -

میں کوئی سند خدا نے نہیں اتاری، نیز اللہ تعالیٰ
نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ
وہ ان لوگوں کو دعوت دیں اور انکا ذکر یں ان چیزوں
سے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے تاکہ لوگ
ان سے اجتناب کریں۔ سورۃ انعام آیت ۱۵۱
میں فرمایا ہے۔ آپ ان سے کہدیں آؤ میں تمہیں پڑھ
کر سناؤں جو باتیں تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں
وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔
اور اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے والوں کو مساجد کی تعمیر
وآبادی سے روکا ہے، اور ان کے اعمال کو ضائع اور
برباد فرمایا ہے، اور ان کو دائمی جہنم کے عذاب کی وعید
سنائی ہے۔ چنانچہ سورۃ توبہ آیت ۱۷ میں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ شرک کرنے والے اس بات کے اہل
نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مساجد کو آباد کریں۔ ان کی حالت
یہ ہے کہ وہ خود اپنے اعمال سے اپنے خلاف کفر کی شہادت
دے رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے تمام اعمال برباد
ہو گئے ہیں اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں،
اور اسی طرح ان مشرکین کے معبودان کی عبادت سے
قیامت کے دن انکار کر دیں گے جب کہ ان کو ان سے
نفع کی امید ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس آیت
۲۸، ۲۹ میں فرمایا ہے اور جس دن ہم ان سب عابدین
و معبودین کو اکٹھا کریں گے۔ پھر ہم شرک کرنے والوں
سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے معبود اپنی اپنی جگہ ٹھہرے

137370

Marfat.com

رہو۔ پھر ہم ان کے درمیان جدائی ڈال دیں گے۔ یعنی
ان کے تعلقات کو منقطع کر دیں گے اور ان کے معبود
صاف انکار کر دیں گے اور کہدیں گے کہ تم ہماری عبادت
نہیں کرتے تھے۔ اور اپنی بے خبری کا اظہار کریں گے
کہ اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے ہمارے اور تمہارے درمیان۔
بیشک ہم تمہاری عبادت سے قطعاً بے خبر تھے۔
ہمیں کچھ خبر نہیں کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟
اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت بلندی کی طرف کی ہے
کہ اس کی ذات تمام شریکوں سے بلند و برتر ہے۔
چنانچہ سورۃ نحل آیت ۱ میں فرمایا ہے کہ ——
خدا تعالیٰ کا حکم آپہنچا سو اس کے لئے جلدی نہ
کرو خدا تعالیٰ کی ذات ان لوگوں کے شرک سے
پاک و بالاتر ہے۔ اور سورۃ نحل آیت ۳ میں
فرمایا کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور
زمین کو حق کے ساتھ پس بلند ہے اس کی ذات
ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ اس کے ساتھ شریک
ٹھہراتے ہیں۔ اور اسی طرح عابدین اور معبودین
کا باہم جھگڑا اور ان کا جھٹلانا سورۃ نحل آیت ۸۶
میں ہے اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں یعنی معبودوں
کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار جن
کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے وہ ہمارے خود ساختہ
شریک یہی ہیں۔ اس پر وہ شریک ان مشرکوں کو
جواب دیں گے کہ یقیناً تم جھوٹے ہو۔ اور مشرک

ونسبة علوه تعالى الى نفسه عن الشركاء،
أَتَى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ
تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - وتخاصم العابدين
والمعبودين واكذابهم في عبادتهم، وَاِذَا
رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا
هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ
دُوْنِكَ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ،
واعتراف العابدين والمعبودين نقدان
ما اقترفوا، وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ - والعجب)
ما اتصلت) بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ
اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ (خاصة) تَجْـَٔرُوْنَ
(تتضرعون) ثُمَّ اِذَا كَشَفَ (ازال) الضُّرَّ
عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ
مع ان هذه الحال سبب الشكر لا الكفر والشرك.

Marfat.com

اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام ڈالیں گے، اور جو افتراء پردازیاں کیا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گی۔ اور سورۃ نحل آیت ۵۳ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (تعجب کی بات ہے) کہ جو نعمت بھی تم کو میسر ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی ہے۔ پھر جب تم کو ذراسی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کے آگے روتے اور گڑگڑاتے ہو۔ پھر جب وہ اس سختی کو تم سے اٹھا لیتا ہے تو اسی وقت تم میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے، حالانکہ یہ حالت تو شکر گزاری کی مقتضی ہے۔ نہ کہ کفران شرک کی۔

وثبوت الدعوة اليه - والانابة، وعدم الشرك به، قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ۔ والنهي عن اتخاذ إله آخر والالقاء في جهنم به، "لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَدْحُورًا" ابعدا من الرحمة عياذا بالله وعدم إشراك احد في حكمه تعالىٰ "مَا لَهُمْ (ر لا هل السموت والارض) مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ (رناصر) وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا" - وبراءة نبينا عليه الصلوٰة والسلام من شركائهم - قُلْ إِنَّمَا هُوَ

اور خدا تعالیٰ کی طرف دعوت اور انابت کا ثبوت اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ سورۃ الرعد آیت ۳۶ میں ہے۔ آپ کہدیں بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں۔ میں اسی ہی کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اور اس کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے کسی غیر کو معبود بنانے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس پر جہنم میں پھینکنے کی وعید سنائی ہے۔ چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۹ میں ہے۔ اور اے مخاطب اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بناؤ ورنہ الزام خوردہ اور

Marfat.com

اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا
تُشْرِکُوْنَ - واثبات الخرور من
وسلب الطیر بسرعۃ بعدہ واسقاط
الریح فی مکان بعید بحیث لا
یرجی خلاصہ -

وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ
(سقط) مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ
الطَّیْرُ (سلبہ بسرعۃ) اَوْ تَہْوِیْ بِہِ
الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ (بعید لا یرجی خلاصہ)
وعدم اطاعۃ الوالدین فی الشرک و ان
جاھدا "وَاِنْ جَاھَدَاکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ

راندۂ درگاہ ہوکر جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے - اور سورۃ کہف آیت ۲۶ میں ارشاد ہوتا ہے اور ان (ارض وسما کے باشندوں) کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار اور کارساز نہیں - اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا -

اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے خدا تعالیٰ نے شرک کرنے والوں کے معبودوں سے بیزاری کا اعلان کرایا ہے - سورۃ انعام آیت ۱۹ میں ہے آپ کہدیں بے شک وہ ایک ہی معبود برحق ہے اور میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو - اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے والوں کی مثال اس طرح فرمائی ہے - کہ جیسا کوئی شخص آسمان کی بلندی سے گر پڑے اور راستہ میں پرندے اس کو اچک لیں - یا تیز و تند ہوائیں اس کو کسی دور دراز مکان میں اس طرح پھینکدیں جس سے رہائی کی کوئی صورت ممکن نہ ہو - سورۃ حج آیت ۳۱ میں ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو اس کا حال ایسا ہے کہ جیسے کہ وہ آسمان سے گر پڑا پھر یا تو اسکو گوشت خوار پرندوں نے اچک لیا یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز مقام پر لیجا کر پھینک دیا - نیز والدین کی اطاعت سے انکار کرنے کا حکم دیا ہے اگر وہ شرک پر مجبور کریں - جیسا کہ سورۃ عنکبوت

Marfat.com

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ
فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاِنْ جَاهَدَاكَ
عَلٰی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا
تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا۔
واثبات الظلم العظیم له لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ۔
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ لاظلم فوقه
واعلی منه، وحبط اعمال الانبیاء جمیعًا
لو ثبت وصدر منهم الشرك فرضًا
وكونهم خاسرین علی ذلك التقدیر
وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ
(والله) لَئِنْ اَشْرَكْتَ (واشركوا) لَیَحْبَطَنَّ
عَمَلُكَ (وعملهم) وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ
(اما تری الی عفو الله تعالی عزوجل علی تقدیر
عدمه - یا ابن آدم لو لقیتنی بقراب (ملاء)
الارض خطایا (آثاما) لَا تُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا
لقیتك بقرابها مغفرة۔

آیت ۸ میں ہے اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات
کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرائے
جس کے معبود ہونے کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں
تو تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ میری طرف ہی تم سب کا لوٹ
کر آنا ہے۔ پس میں تم کو ان چیزوں کی حقیقت بتا دوں گا
جو تم کرتے تھے۔ اور اسی طرح سورۃ لقمان آیت ۱۵
میں ہے کہ اگر شرک پر زور دیں تو ماں باپ کا کہنا
نہ ماننا۔ ہاں دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ
اچھا سلوک کرو۔

اسی سورۃ لقمان آیت ۱۳ میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ نہ شریک ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
بلاشبہ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ اس سے بڑھ
کر کوئی ظلم نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے قرآن میں
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں فرمایا ہے
کہ اگر بالفرض ان سے بھی شرک صادر ہو (العیاذ باللہ)
تو ان کے سب اعمال غارت ہو جائیں گے اور وہ
نقصان اٹھائیں گے۔ چنانچہ سورۃ زمر آیت ۶۵
میں ہے اور بیشک اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ
کی طرف اور ان سب پیغمبروں کی طرف جو آپ سے
پہلے گزرے ہیں یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر بالفرض
تم نے شرک کیا تو تمہارے اعمال نیست و نابود اور ضائع
ہو جائیں گے اور تم یقیناً خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ اسی
طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک سے

Marfat.com

بھی یہ مضمون واضح ہوتا ہے کہ اگر شرک نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی امید ہو سکتی ہے۔

چنانچہ ایک حدیث قدسی (قرآن کریم کے الفاظ کے علاوہ جو الفاظ وحی کے ذریعہ خدا تعالیٰ نازل فرمائے وہ حدیث قدسی کہلاتی ہے) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے انسان اگر تم میرے سامنے پیش ہو اس حالت میں کہ زمین تمہاری خطاؤں اور گناہوں سے بھری ہوئی ہو اگر تم نے میرے ساتھ شرک نہیں کیا تو میں تجھے ایسی مغفرت سے نوازوں گا جس سے زمین پُر ہو جائے۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی اور استغناء کا ذکر احادیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ اس عمل کی کوئی قدر نہیں کریں گے جس میں شرک ملا ہوا ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہ تھی کہ قتل اور آگ میں جلائے جانے کو قبول کر لو لیکن شرک کو اختیار نہ کرو۔ اور جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں شریکوں کے شرک سے بے نیاز ہوں جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک بنایا تو میں اسکو اور اس کے شرک کو چھوڑ دوں گا (یعنی معافی نہیں ملے گی اور بخشش کا کوئی امکان نہ ہوگا) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اس قسم کے عمل سے بیزار

وغنی اللہ تعالیٰ عن العمل الذی اشرک فیہ، وقبول الصحابۃ رض القتل والاحراق علی عدمہ. انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملاً اشرک فیہ معی غیری ترکتہ وشرکہ وبرائتہ تعالیٰ عن ذلک العمل وانا بریئ منہ "لا تشرک باللہ شیئاً وان حرقت او قتلت والمراد من الشرک فی ھذہ الآیات الکفر مطلقاً بای نوع کان کما مرت الاشارۃ

من اتخاذ الٰهين اثنين ، وَلَوْ كَانَ فِيْهِمَا
اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا - وَمَا كَانَ مَعَهٗ
مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ (لو كان استبد وامتاز)
كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ (ووقع بينهم التحارب
والتغالب كما هو العادة عند تعدد الحكام)
وَلَعَلٰى (رغلب) بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ونسد
كل شيئ وليس فليس ۔

الفرقان آیت ۲ کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور
ہر چیز کا اندازہ ٹھہرایا۔ اور نیز اللہ تعالیٰ نے سورۃ
نحل۔ آیت ۵۱ میں فرمایا ہے کہ مت بناؤ دو معبو
بے شک وہ ایک ہی معبود ہے۔ اس کا ارشاد ہے
کہ خاص مجھ سے ہی ڈرو۔ میرے سوا کوئی اور معبود
بناؤ گے تو میری گرفت سے بچ نہ سکو گے۔ اور سورۃ
انبیاء آیت ۲۲ میں فرمایا ہے کہ زمین اور آسمان میں
اگر اللہ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو زمین و آسمان
کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا، اور سورۃ مومنون آیت
۹۱ میں فرمایا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر
ایسا ہوتا تو ہر ایک معبود اپنی اپنی مخلوقات و مصنوعات
کو لے کر الگ ہو جاتا۔ اور ان کے درمیان لڑائی
جھگڑا برپا ہوتا۔ اور ہر ایک دوسرے پر غالب
آنے کی کوشش کرتا، جیسا کہ ایک سلطنت میں متعدد
حکام ہوں تو ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے بعض
بعض پر چڑھائی کرتے۔ اور ہر ایک چیز بگڑ جاتی جب
ایسا نہیں بلکہ کائنات کا نظام نہایت عمدہ حکیمانہ
طریق پر چل رہا ہے تو یقینی بات ہے کہ معبود و مدبر
بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔

"اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ (هذا القرآن) ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ
(من امتى) وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ (من الامم يرشد
الى التوحيد) بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

سورۃ انبیاء آیت ۲۴ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
کہ ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنائے ہیں۔
آپ ان سے کہہ دیں کہ تم لوگ اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ
میرے ساتھ والوں کی کتاب قرآن کریم اور مجھ سے

Marfat.com

الحق (التوحيد) فهم معرضون - وما
من إله إلا الله الواحد القهار - والرابع
رب السموات والارض وما بينهما العزيز
الغفار ، وهو الذي في السماء إله وفي
الارض إله ، هو الله الخالق البارئ
(الموجد) المصور في الارحام وايحاء الوحي
اليه عليه الصلوة والسلام ، قل إنما أنا
بشر مثلكم يوحى إلي أنما إلهكم إله
واحد ، وتذكر اولى الالباب بالوحدانية
ليعلموا أنما هو إله واحد وليذكر
أولو الالباب -

والمعتزلة فانهم قائلون بان العبد
هو الخالق لافعاله الاختيارية بخلاف
الاضطرارية فانها بمحض خلقه تعالى
لا دخل للعبد فيه - كالقيام والقعود -
والنوم والاستيقاظ وغيره -

پہلے لوگوں کی کتاب یعنی توریت و انجیل موجود
ہیں (جو خدا تعالیٰ کی توحید کی طرف رہنمائی کرتی ہیں)
بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ حق
بات یعنی توحید کو نہیں سمجھتے اور وہ اس حق سے
اعراض کرتے ہیں - اور سورۃ ص آیت ۶۵ میں
ہے - اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہے
اکیلا اور زبردست - اور اسی سورۃ ص آیت ۶۶
میں ربوبیت کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ آسمانوں
اور زمینوں کا پروردگار اور جو کچھ ان کے درمیان
ہے وہی اللہ ہے غالب اور بخشش کنندہ - اور سورۃ
زخرف آیت ۸۴ میں ہے کہ وہی معبود ہے آسمانوں
اور زمینوں میں - اور سورۃ حشر آیت ۲۴ میں ہے
وہی اللہ تعالیٰ ہے پیدا کرنے والا ایجاد کرنے والا
اور تصویر بنانے والا - یعنی شکم مادر میں تصویر کشی
کرنے والا - اور خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کی طرف وحی کی ہے وحدانیت کی سورۃ
کہف آیت ۱۱۰ میں ہے آپ ان سے کہدیں
کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں ہاں یہ ضرور ہے
کہ میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی
صرف ایک ہی معبود ہے - اور سورۃ ابراہیم کی
آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے نزول
کی غرض بیان فرمائی ہے - فرمایا تاکہ لوگ جان
لیں اور یقین کریں کہ وہی خدا ایک معبود برحق

Marfat.com

ہے۔ اور تاکہ وہ لوگ نصیحت پکڑیں جو عقلمند ہیں۔

معتزلہ کی تردید

(اور فرقہ معتزلہ مسلمانوں کا قدیم فرقہ ہے جو عقل کو مقدم سمجھتے ہیں اور تمام نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ اور بہت سی آیات اور احادیث کا انکار کرتے ہیں یا غلط تاویلیں کرتے ہیں جو عقل میں نہیں آسکتی الغرض کہ ایک گمراہ فرقہ ہے) ۔ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال اختیاریہ کا خود خالق ہے۔ بخلاف افعال اضطراریہ کے۔ کیونکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہوتے ہیں بندہ کو ان میں کوئی دخل نہیں۔ افعال اختیاریہ کی مثال جیسا کہ قیام قعود وغیرہ اور افعال اضطراریہ کی مثال جیسا کہ نیند، بیداری وغیرہ۔

الم یروا الی قولہ تعالیٰ "واللہ خلقکم وما تعملون" وکلمۃ ما مصدریۃ وھوا ولی من جعلہ موصولۃ لفظاً ومعنیً کما لا یخفی۔ ای اعمالکم جمیعا اختیاریۃ او غیرھا۔ وان جعل موصولۃ لتم المقصود ایضا ای معمولا تکم، بل یدل ظاھرا علی خلقہ تعالی الافعال الاختیاریۃ وینادی علیہ نداء لا مراء فیہ۔ لان نسبۃ الافعال الاختیاریۃ غیر خفیۃ، فاذا کانت

کیا یہ معتزلہ اس بات میں غور نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ نے سورۃ صافات کی آیت ۹۶ میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے اعمال کو بھی۔ ما مصدریہ ہے۔ اگر اسکو موصولہ بھی بنایا جائے تب بھی مقصود واضح ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے معمولات کو بھی اور یہ افعال اختیاریہ کو بھی شامل ہے۔ بلکہ افعال اختیاریہ تو بالکل آیت کے ظاہری مفہوم سے واضح ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے تمہارا اور تمہارے معمولات کا

Marfat.com

مخلوقة له تعالىٰ فالاضطرارية والاتفاقية بالطريق الاولىٰ اى خلقكم ومعمولاتكم دون غيره تعالىٰ - وقوله عليه الصلوٰة والسّلام من حديث حذيفةؓ وصححه البیہقی مرفوعا ان الله صانع كل صانع وصنعته - الاٰية كيف اثبت خلق كل شيئ وعلمه وحفظه ووحدانية خَلَقَ كُلَّ شَيْئٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيمٌ - "لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْئٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ وَّكِيْلٌ رحفيظ) وَخَلَقَ كُلَّ شَيْئٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا وَاِنَّا كُلَّ شَيْئٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ -

اس کے سوا کوئی خالق نہیں - اور نیز حضرت حذیفہؓ کی روایت جس کو امام بیہقیؒ نے نقل کیا ہے اور اس کی تصیح بھی فرمائی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صانع اور اس کی صنعت کا خالق ہے - کیا اس پر غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بہت سی آیات میں ہر چیز کی پیدائش - اور ہر چیز کا علم، اور اس کی حفاظت اپنی ذات کے لیئے ثابت کی ہے - کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے میں اور ہر چیز کے جاننے میں وحدہ لاشریک ہے - اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں - وہی ہر چیز کا خالق ہے - پس اسی کی عبادت کرو - وہ ہر چیز کا محافظ اور نگران ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کیا - اور اس کا اندازہ ٹھہرایا - نیز خدا تعالیٰ نے سورۃ القمر آیت ۴۹ میں فرمایا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو ایک خاص اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے -

۲ - الشرك فى العلم

منها الشرك فى العلم، وهو ان يعتقد ان لغيره تعالىٰ من مخلوقه مطلقاً علماً، و يعلمه حاضراً ناظراً عالماً فى مكان بعيد كعلمه تعالىٰ وحضوره، ويظهر اثره فى اقواله كما يقول عند قيامه وقعوده

۲ - شرک کی دوسری قسم - شرک فی العلم

شرک فی العلم کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی مخلوق میں کسی کو مطلق علم (عام اور ہر چیز کا علم) حاصل ہے - اور حاضر ناظر اور دور جگہ سے بھی علم رکھنے والا جانتا ہو - جیسا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اور حاضر ناظر ہے -

Marfat.com

او لومه و استیقاظه ، او غیر ذلک ، اسم
مرشده و شیخه ، او یقول بالهندیة
دم مرشد ، دم پیر ہمارے ، دم یا علی ،
یا دم مشکل کشا ، بدل التسمیة ، ویذکرہ
فی هذه الاحوال بها . ولا اظنک شاکا فی
بطلانه ،

الاتری الی نفیه تعالی علمه و اثباته له
خاصة " یعلم ما بین ایدیهم و ما
خلفهم ولا یحیطون بشیء من علمه " و
علم السر و الجهر و المکسوبات و اخفی ،
" یعلم سرکم و جهرکم و یعلم ما تکسبون "
وانه یعلم السر و اخفی ، وعلم الغیب و ما
فی الصدور ۔

اور اس اعتقاد کا اثر اس شخص کی باتوں سے بھی ظاہر ہو۔ مثلاً اٹھتے بیٹھتے نیند اور بیداری وغیرہ کی حالت میں اپنے مرشد اور شیخ کا نام پکارے بجائے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے۔ یا جیسا کہ ہندی زبان میں کہتے ہیں۔ دم مرشد۔ دم پیر ہمارے، دم یا علی، دم مشکل کشا۔ ایسے اعتقاد کے باطل ہونے میں ظاہر ہے کوئی شک ہی نہیں۔ یہ نہایت برے درجے کا مشرکانہ اور باطل اعتقاد ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت الکرسی میں کس طرح غیروں سے علم کی نفی کی ہے اور اپنی ذات کے لئے ایسے علم کا اثبات کیا ہے۔ فرمایا کہ جو کچھ لوگوں کے روبرو اور ان کے سامنے ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ ان کے بعد ہونے والا ہے وہ سب کو جانتا ہے اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے کہ وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر باتیں۔ اور تمام مخلوقات جو کچھ بھی کرتی ہے اور کماتی ہے۔ اور مخفی ترین باتیں بھی جانتا ہے۔ غیب اور سینوں کے پوشیدہ راز سب جانتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے سورۃ انعام آیت ۳ وہ جانتا ہے تمہاری پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو اور جانتا ہے جو کچھ تم کسب کرتے ہو۔

Marfat.com

ونفي الشعور وعلم الغيب من المعبودات
"إِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
إِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ، وَقُلْ لَّا
يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ
إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ" و
نسبة الاضلال الى من دعاهم والغفلة
الى المعبودات، فكيف يكونون عالمين، "وَ
مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ
لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ
دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ" والعداوة للعابدين
وكفرهم بعبادتهم "وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا
لَهُمْ اَعْدَاءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ"
والانكار على الذين يستترون ويظنون عدم
علمه تعالى باعمالهم "وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ
اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ
وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ
كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" "اَلَا يَعْلَمُ مَنْ
خَلَقَ (اعمالكم) وهو اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ"

اور اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کے معبودین سے شعور
کی نفی فرمائی ہے اور علم غیب کی بھی نفی فرمائی۔ چنانچہ
سورہ فاطر آیت ۳۸ میں فرمایا ہے کہ بے شک
اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کے غیب کو جاننے
والا ہے۔ اور وہی سینے کے پوشیدہ رازوں سے
باخبر ہے اور اسی طرح سورۃ نمل آیت ۶۵ میں
فرمایا ہے۔ آپ کہہ دیں جس قدر مخلوقات آسمانوں
میں اور زمین میں موجود ہے کوئی بھی سوائے خدا
تعالیٰ کے غیب کی بات نہیں جانتا۔ اور ان کو تو
اس کی بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔
یعنی قیامت کے برپا ہونے کا علم نہیں۔ خدا تعالیٰ
نے ان معبودوں کی عبادت کرنے والوں کو اور انکو
حاجت روائی کے لئے پکارنے والوں کو گمراہی کی
طرف منسوب کیا ہے۔ اور ان معبودین کے غافل
ہونے کا ذکر کیا ہے چنانچہ سورۃ احقاف آیت
۵ میں ہے۔ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو
اللہ کے سوا ان کو پکارتے ہیں جو ان کی بات کا قیامت
تک جواب نہیں دے سکتے۔ اور ان کو تو ان کی
پکار کا علم ہی نہیں۔ وہ اس سے یکسر بے خبر اور
غافل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان عابدین اور معبودین
کی باہمی عداوت کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور یہ کہ ان
کے معبود ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے سورۃ
احقاف آیت ۶ میں ہے اور جب یہ لوگ جمع

Marfat.com

کیئے جائیں گے تو ان کے خود ساختہ معبود ان مشرکوں کے دشمن ہو نگے اور ان کی عبادت کے بھی منکر ہو جائیں گے، اور اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے، اور اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں پر نکیر فرمائی ہے جو اپنے اعمال کے بارہ میں گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کا علم نہیں۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ آیت ۲۲ میں ہے اور تم لوگ اپنی بداعمالیوں کو اس خوف سے نہیں چھپایا کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے دوسرے اعضاء تمہارے خلاف گواہی دیں گے بلکہ تم نے سمجھ رکھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی جو تم کیا کرتے ہو خدا تعالیٰ کو خبر ہی نہیں ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ نے سورہ ملک آیت ۱۴ میں فرمایا کیا جس نے پیدا کیا ہے وہ اپنی مخلوق سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ وہ تو بڑا باریک بین اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔

وکیف یکون علمہ تعالیٰ مضاھیاً لعلم احد من المخلوق مع ان علمہ تعالیٰ صفۃ قدیمۃ قائمۃ بذاتہ غیر حالۃ فیھا۔ وعلمنا حادث وعرض۔ مَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ والمراد من القلۃ العدم یعنی علمکم بالنسبۃ الی علمہ عدم بحت۔ فقد صرف، حتیٰ قال فی در المختار

اور خدا تعالیٰ کا علم مخلوق کے علم کے ساتھ کس طرح مشابہ ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا علم تو اس کی صفت قدیمہ ہے۔ جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اور ایسی نہیں کہ باہر سے آکر اس کی ذات میں آ رہی ہو۔ اور ہمارا (مخلوق کا) علم تو حادث اور عرض ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی اس آیت کے جملہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے اللہ

Marfat.com

من نكح بشهادة الله ورسوله لا يجوز بل
قيل يكفر انتهى. وما قال اصحاب رسول
الله صلى الله عليه وسلم ورضى عنهم "الله
ورسوله اعلم" فهو من قبيل "وَاللّٰهُ وَرَسُولُهٗ
اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ" و
فى الملحقات لو قال بالله وروحك او برأسك
قال بعض المشائخ يكفر. حيث عطف
غير الله سبحانه عليه وشاركه فى
تعظيمه له. ولو قال وبتراب قدمك
يكفر عند الكل. ولو قال بحياتى وحياتك
وما اشبه ذلك يكفر بظاهر قوله تعالى
وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا. ولقوله عليه
السلام من حلف بغير الله فقد اشرك
ولكن لما كان الحالف اراد مجرد تعظيم نفسه
اونفس مخاطبه. وبالجملة لا على وجه
المقابلة والمشاركة ما جزم بكفره. ويدخل
فى قوله ما اشبه ذلك لو حلف بالنبى
او روح النبى او حيات النبى او بالكعبة
او الامامة وامثال ذلك. ولو قيل ان العام
يقولون ولا يعلمونه لقلت انه شرك
خفى لا يمين اى منعقدة بالله تعالى

تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔
اور اس قبیل سے بھی مراد معدوم ہی ہے کیونکہ
مخلوق کا علم خدا تعالیٰ کے سامنے بالکل معدوم
محض اور مفقود ہے۔ درمختار (جو فقہ حنفی کا معتبر
اور معمول بہ فتاویٰ ہے) میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے
کہ اگر کسی شخص نے نکاح کیا اور اللہ اور رسول ؐ کو
گواہ بنایا تو نکاح جائز نہیں ہوگا۔ بلکہ فقہاء نے
اس شخص کے متعلق کافر ہونے کا قول کیا ہے (کیونکہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس نے اللہ تعالےٰ
کی طرح عالم الغیب اور حاضر ناظر اعتقاد کر لیا)
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ؓ جب
یہ جملہ کہتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے
ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ رسول ؐ کے علم
کو صحابہ اللہ کے علم کے ساتھ مساوی خیال کرتے
تھے۔ یا خدا کی طرح عالم الغیب جانتے تھے۔ بلکہ اس
کا مطلب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کے سامنے
تسلیم خم کرنا ہوتا تھا۔ جیسا کہ سورۃ توبہ آیت ۶۲
سے ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی تردید
کرتے ہوئے فرمایا ہے حالانکہ اللہ اور اس کا رسول
اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ لوگ ان کو راضی کریں
اگر سچے ایماندار ہیں۔ اور اسی طرح ملحقات [1] میں

۱؎ ملحقات سے وہ مسائل مراد ہیں جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے مطابق ہیں اور ان کا ذکر فقہ اکبر میں نہیں کیا گیا چنانچہ اسی قسم کے مسائل کو حضرت ملا علی القاری نے شرح فقہ اکبر کے آخر میں جمع کر دیا۔ معلوم ہوا اس قسم کے مسائل مراد ہیں
۲؎ سوائی

Marfat.com

فاذا حلف بغیر اللہ سبحانہ فقد
اشرك ای ظاهراً اذ شابہ المشرکین۔
انتہی۔

یہ مسئلہ لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ اللہ کی اور
تیری روح کی قسم یا تیرے سر کی قسم، تو بعض مشائخ
کرام نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ کیونکہ اس شخص نے
غیر کے نام کو اللہ کے نام پر عطف کیا ہے اور اللہ
تعالیٰ کے نام کے ساتھ تعظیم میں شریک کیا ہے۔
اور اگر یوں کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اور تیرے پاؤں
کے خاک کی قسم تو سب کے نزدیک کافر ہو گا۔ اور اگر
یوں کہتا ہے کہ قسم ہے میری حیات کی یا تیری حیات
کی تو کافر ہو گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد سے
یہ بات ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا
تعالیٰ کے لئے شریک اور مقابل مت بناؤ۔ اور
نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے۔ کہ
جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے نام قسم اٹھائی
تو اس نے شرک کیا۔ لیکن اگر قسم اٹھانے والے کا
مقصد محض اپنے نفس کی تعظیم ہو یا صرف مخاطب
کی تعظیم ہو بغیر اس کے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ شرکت
یا مقابلہ کا خیال ہو تو پھر اس شخص کے متعلق کفر کا یقین
نہیں کیا جا سکتا اگرچہ پھر بھی ایسا کلام غیر مناسب ہو گا۔)
اور اسی طرح اگر کوئی شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے نام پاک کی قسم اٹھاتا ہے یا روح نبی یا حیات نبی
یا کعبہ یا امام کی قسم اٹھاتا ہے تو اس کا حکم بھی یہی
ہو گا یعنی یہ مشرکانہ قسمیں ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے
کہ عوام اس قسم کی قسمیں اٹھاتے ہیں۔ لیکن ان کی نیت

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی نہیں ہوتی تو اس کا جواب
یہ ہے کہ یہ قسم نہیں ہوتی یعنی یمین منعقد نہیں ہوتی۔
بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ قسم کا شرک ہے۔
(شرک خفی)
تو جب کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے
نام پر قسم اٹھاتا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
فرمان سے یہی بات ظاہری طور پر سمجھ میں آتی ہے
کہ اس شخص نے شرک کیا ورنہ کم از کم مشرکین کے ساتھ
مشابہت تو ضرور پائی جائے گی۔ (ملحقات کی عبارت ختم ہوئی)

(۳) الشرك في المشيئة

الشرك في المشيئة وهو أن يقول أحد
افعل هذا الفعل لو شاء الله تعالى وشاء
مرشدي أو غيره۔ وهو باطل الا ترى
الى قوله تعالى "وما تشاءون إلا أن يشاء
الله" فمشيته تعالى مسبوقة على مشيئة
المخلوق۔ فكيف يكون مشيته مع مشيته
تعالى۔ والا يلزم معية القديم والحادث
فيلزم وجود الحادث في الازل۔ والى
تفرد مشيته تعالى في الايمان "لو شاء ربك
لآمن من في الأرض كلهم جميعا" وإذهاب
سمع المنافقين وأبصارهم "ولو شاء الله
لذهب بسمعهم وأبصارهم إن
الله على كل شيء قدير" وإيتاء الملك

(۳) تیسری قسم شرک فی المشیۃ ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں شریک ٹھہرانا۔
شرک فی المشیت یہ ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ
میں یہ کام کروں گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور میرے
مرشد نے چاہا یا مرشد کے علاوہ کسی اور شخص کا
نام لے۔ یہ عقیدہ باطل ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے
کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس طرح فرمایا ہے سورۃ دھر
آیت نمبر ۳۰ ۔ اور بدوں اللہ کے چاہے تم لوگ کوئی
بات نہیں چاہ سکتے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی مشیت اور ارادہ مخلوق کی مشیت اور چاہنے سے
مقدم ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ
مخلوق کی مشیت کیسے ہو سکتی ہے۔ ورنہ قدیم
(ذات خداوندی) اور حادث (مخلوق) کی معیت
لازم آئے گی۔ اور پھر حادث کا وجود ازل میں ماننا

Marfat.com

لمن یشاء و اللّٰہ یؤتی ملکہ من یشاء واللّٰہ
واسع علیم"۔ وعدم الاقتتال من بعد الرسل
وفعل الخیر والشر" ولو شاء اللّٰہ ما اقتتل
الذین من بعدہم (الرسل) من بعد ما
جاءتہم البینٰت ولکن اختلفوا (بمشیۃ
اللّٰہ تعالیٰ) فمنہم من اٰمن بہ ومنہم من
کفر ولو شاء اللّٰہ ما اقتتلوا (تاکید) ولکن
اللّٰہ یفعل (یوجد) ما یرید (من الخیر
والشر)۔

پڑیگا۔ اور یہ باطل ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنی ذات
کو اس مشیت اور چاہنے میں یگانہ قرار دیا ہے جیسا
کہ سورۃ یونس آیت نمبر ۹۹ میں فرمایا۔ اگر تیرا رب چاہتا
تو جو زمین میں آباد ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔
(خدا تعالیٰ کے چاہنے کے خلاف تو کچھ نہیں ہو سکتا
لیکن خدا جبر نہیں کرتا)۔ اسی طرح سورۃ بقرہ آیت
نمبر ۲۰ میں فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان منافقین کے
کان۔ اور آنکھوں کو سلب کر لیتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ
ہر شئے پر قادر ہے۔ اسی طرح بادشاہی عطا کرنے
کے بارہ میں فرمایا ہے سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۴۷ اور
اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت جس کو چاہتا ہے عطا کرتا
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔ اور رسولوں
کی بعثت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے اسباب
کا ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۵۳ میں
ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو جو لوگ ان پیغمبروں
کے بعد ہوئے ہیں۔ وہ ان واضح احکام کے بعد جو
ان تک پہنچ چکے تھے آپس میں نہ لڑتے لیکن
لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا پھر ان میں سے
کوئی ایمان لایا اور کوئی ان میں سے کافر ہوا۔ اگر
اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ آپس میں نہ لڑتے لیکن
اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، وہ کرتا ہے (یعنی خیر و شر
سب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ سے وابستہ
ہے)۔

Marfat.com

وعدم حدوث الشرك من الناس لوشاء
"وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكُوْا" واعطاء علم ما
شاء "وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ (معلوماته
تعالى) اِلَّا بِمَا شَاءَ" (اعلامهم به) و
اهلاك الخلق والاستخلاف بعده
"اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ (يهلككم) وَيَسْتَخْلِفْ
مِنْ بَعْدِ اهلاككم مَا يَشَاءُ كَمَا اَنْشَاَكُمْ
مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ" وعدم الباس
الحق بالباطل "وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ" وجعل الخلق امة
واحدة مسلمة "وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً (مسلمة) والاضلال والهداية
"وَلٰكِنْ (الله) يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ
مَنْ يَّشَاءُ وَلَتُسْـَٔلُنَّ (يوم القيامة) عَمَّا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" والترزيق "وَاللّٰهُ يَرْزُقُ
مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ" وايتاء الفضل
وتخصيص رحمته۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ
يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيْمِ۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ ہوتا تو لوگوں
سے شرک ظاہر ہی نہ ہوتا چنانچہ سورۃ انعام آیت
۱۰۸ میں ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ
شرک نہ کرتے۔ اور نیز اللہ تعالیٰ علم میں اتنا حصہ
ہی مخلوق کو عطا فرماتا ہے جتنا چاہے۔ آیۃ الکرسی
میں فرمایا ہے۔ کہ اور وہ سب اس اللہ تعالیٰ کی معلومات
میں سے کسی شیئ کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر ہاں
جس قدر وہ خود چاہے۔ اور اسی طرح مخلوق کو
ہلاک کرنا اور ان کی جگہ دوسروں کو خلافت و نیابت
عطا فرمانا سب خدا تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ سے
ہے۔ جیسا کہ سورۃ انعام آیت ۱۳۳ اگر چاہے تو
تم کو ہلاک کردے اور تمہارے بعد دوسروں کو خلافت
عطا فرمائے جیسا کہ تمہیں اس نے پیدا کیا ہے ایک
قوم کے بعد۔ اور اسی طرح حق و باطل کی باہم
آمیزش بھی خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہے۔ سورۃ
انعام آیت ۱۳۷ میں ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا
تو یہ لوگ ایسا دین میں خلط ملط نہ کرتے۔ پس
آپ ان کو چھوڑ دیں اور جو کچھ یہ افترا پردازیاں
کرتے ہیں۔ اور تمام مخلوق کو ایک ہی امت بنا
دینا بھی خدا تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ سورۃ
مائدہ آیت ۴۸ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم کو
ایک ہی امت (فرماں بردار) بنا دیتا۔ گمراہ
کرنا اور ہدایت دینا بھی مشیت ایزدی پر موقوف ہے۔

Marfat.com

سورۃ نحل آیت ۹۳ لیکن اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے
جس کو چاہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے۔
اور تم سے قیامت کے دن ضرور سوال کیا جائیگا
تمہارے ان کاموں کے بارہ میں جو تم کیا کرتے تھے۔
اسی طرح روزی کا پہنچانا اس کی مشیت پر موقوف
ہے۔ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۲ میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
ہی روزی دیتا ہے جس کو چاہے بغیر حساب کے۔
فضیلت عطا کرنا اور اپنی رحمت کے ساتھ خاص
کرنا بھی اس کی مشیت کے ساتھ متعلق ہے۔ سورۃ
آل عمران آیت ۷۳، ۷۴ آپ کہدیں بے شک فضل
اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے جس کو چاہے۔
اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے
اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے جس کو چاہے۔ اور
اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔
پیدا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہے۔ سورۃ
مائدہ آیت ۱۸ میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے
ہی ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی پیدا کرتا
ہے جو چاہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔
اسی طرح معاف کرنا اور سزا دینا بھی اسی کے اختیار
میں ہے۔ سورۃ مائدہ آیت ۱۸ میں ہے معاف
کرتا ہے جس کو چاہے، اور سزا دیتا ہے جس کو چاہے۔
اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی
اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اس کی

والخلق "وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"
والغفران والتعذيب "يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ" وبسط الرزق وتقبيضه
"اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ
اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا" واعطاء
ما اراد احد تعجيله "مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ
(لعمله في الدنيا) عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ

Marfat.com

لِمَنْ نُّرِيْدُ (التعجیل له بدل من له
بلعادة الجار) ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا
(يدخلها) مَذْمُوْمًا (مار ملوما) مَّدْحُوْرًا
(مطرودا) والترحم والتعذیب "رَبُّكُمْ
اَعْلَمُ بِكُمْ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ
يُعَذِّبْكُمْ" والاهانة "فَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ
فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ"

طرف ہی لوٹ کر جاتا ہے۔
اسی طرح رزق کا تنگ اور کشادہ کرنا اس کی
مشیت پر موقوف ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت
نمبر ۳۰ میں ہے بے شک تیرا پروردگار کشادہ کر دیتا
ہے روزی جس کے لئے چاہے اور تنگ کر دیتا ہے
جس کے لئے چاہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کی
خوب خبر رکھتا ہے اور ان کے حالات کو دیکھتا ہے۔
اور اسی طرح جو شخص کسی چیز کو جلدی طلب کرتا ہے
تو اس کا دینا بھی خدا تعالیٰ کے حکم اور ارادہ پر موقوف
ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۸ میں ہے اور جو
کوئی دنیا ہی چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا میں جتنا
چاہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں جلدی دیتے
ہیں پھر ہم اس کے لئے دوزخ مقرر کر دیتے
ہیں جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر داخل ہوگا۔ رحم
اور عذاب بھی اس کی مشیت سے ہے۔ سورۃ
بنی اسرائیل آیت نمبر ۵۴ میں ہے تمہارا پروردگار
تمہارے حالات سے خوب واقف ہے۔ اگر
چاہے تو تم پر رحم فرمائے اور اگر چاہے تو تمہیں
سزا دے۔ اسی طرح اہانت و اکرام بھی اس کی
مشیت سے ہے۔ سورۃ حج آیت نمبر ۱۸ میں ہے۔
اور جس کو خدا تعالیٰ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت
دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے
سو کرتا ہے۔

Marfat.com

وھبۃ الاناث اوالذکور او کلیھما والجعل
عقیمۃ "یَھَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ اِنَاثًا (بنات) وَّیَھَبُ
لِمَنْ یَّشَاءُ الذُّکُوْرَ اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا
(جمع ذکر) وَّاِنَاثًا وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَاءُ عَقِیْمًا اِنَّہٗ
عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ - واھلاک الخلق واتیان الخلق
الجدید "اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ (یھلککم)
وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ" والاضلال والجعل
علی الصراط المستقیم "مَنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یُضْلِلْہُ
وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْہُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" -
والاھداء الی صراط مستقیم - یَھْدِیْ
مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" "وَقُلْ
لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ
اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" والی قولہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام "لَا تَقُلْ مَا شَاءَ اللّٰہُ وشاء محمد
وقُلْ مَا شَاءَ اللّٰہُ وحدہٗ" "وبعث النذیر
فی کل قریۃ" "وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ کُلِّ
قَرْیَۃٍ نَّذِیْرًا (نبیا) لکن فضلناک
بالبعثۃ العامۃ - ولا اظنک فی مریۃ فی
ان تجد رخصۃ فی ایۃ من الایات او
حدیث من الاحادیث لاطلاق مشیۃ
احد من مخلوقہ تعالی مع مشیتہ تعالی
حتی یشترکا فیہ -

اسی طرح اولاد کی بخشش بھی اس کی مشیت پر ہے،
شوریٰ آیت ۴۹، ۵۰ میں ہے جس کو چاہتا ہے
بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا
ہے یا جس کے لئے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں
دونوں جمع کر دیتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے بے
اولاد اور بانجھ رکھتا ہے، بے شک وہ بڑے علم
والا اور بڑی قدرت والا ہے - اور اگر وہ چاہے
تو پرانی مخلوق کو ہلاک کر دے اور اس کی جگہ نئی مخلوق
کو پیدا کر دے - سورۃ ابراہیم آیت ۱۹ اگر چاہے
تو تم کو صفحہ ہستی سے ناپید کر دے اور دوسری نئی
مخلوق لے آئے - ہدایت اور گمراہی کے راستے
پر ڈالنا سب اسی کے اختیار میں ہے - سورۃ انعام
آیت ۳۹ میں فرمایا جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ
گمراہ کر دیتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ
پر چلاتا ہے - سورۃ بقرہ آیت ۱۴۲ میں فرمایا -
آپ کہہ دیں کہ سب مشرق اور مغرب اللہ تعالیٰ
ہی کی ملک ہے - وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی
راہ پر چلاتا ہے -

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان (فلا
تقولوا ما شاء اللہ وشاء محمد ولکن قولوا
ما شاء اللہ وحدہ - ابن کثیر ج ۱ ص ۵۷) بھی
ہے کہ تم ایسا مت کہو کہ جو چاہے اللہ اور جو چاہے
محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بلکہ یوں کہو جو چاہے اللہ

Marfat.com

(۴) منها الشرك في التصرف وافعاله تعالىٰ

وهو ان يعتقد ان لاحد غير الله تعالىٰ مطلقا تصرفا من التصرفات بالاستقلال من الاحياء والاماتة والعزة وضدها والصحة وضدها والولد وضده ولا مرية في بطلانه الا ترى الى اثباته تعالى التصرف لنفسه عزوجل، تصرف الاحياء مرتين والاماتة، والاعجاب من الكفر على شيئى من الاحوال "كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ"

تعالے اکیلا۔ (وہی ہوتا ہے)

اور اسی طرح ہر ملک میں نذیر بھیجنا بھی اسی کی مشیت پر موقوف ہے۔ چنانچہ سورۃ فرقان آیت ۵۱ میں ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیجتے (لیکن ہم نے آپ کی بعثت کو سب کے لئے عام کر دیا ہے) (مصنف فرماتے ہیں کہ) تمہیں اس بارہ میں ذرا بھی شک نہیں ہونا چاہیئے کہ قرآن کریم کی کسی آیت میں اور کسی حدیث میں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ اس کی مخلوق سے کسی کی مشیت کا اطلاق نہیں ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ مخلوق کی مشیت کا اشتراک ہو۔

(۴) چوتھی قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصرف اور افعال میں شرک کا بیان!

شرک فی التصرف یہ ہے کہ کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو مستقل طور پر کسی قسم کا تصرف حاصل ہے مثلاً کسی کو زندہ کرنا اور مارنا، یا عزت وذلت تک پہنچانا، یا صحت وبیماری میں مبتلا کرنا یا اولاد دینا۔ اور اس سے محروم کر دینا وغیرہ۔ اس قسم کے اعتقاد کے باطل اور شرک ہونے میں تو کسی قسم کا شبہ نہیں، کیا تم غور نہیں کرتے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی ذات کے لئے ہی ہر قسم کے تصرفات کا اثبات کیا ہے۔ اور اس سے انکار پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔

Marfat.com

والتزیق وطلب الشرکاء فی تلک الامو
المذکورۃ ثم اثبات التعلی من الشرکاء
فی تلک الامور المذکورۃ ثم اثبات التعلی
من الشرکاء فیھا "اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ
رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ھَلْ مِنْ
شُرَکَائِکُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِکُمْ مِّنْ شَیْءٍ
سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔

جیسا کہ سورۃ بقرہ آیت ۲۸ میں ارشاد ہے اور
تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس طرح کفر کرتے ہو۔
حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی بخشی
پھر تم پر موت طاری کرتا ہے۔ پھر تم کو دوبارہ
زندہ کرے گا۔ اور پھر تم اسی کی طرف لوٹائے
جاؤ گے۔ اور اسی طرح رزق عطا فرمانے کے متعلق
اللہ تعالیٰ نے اپنی تخصیص کا ذکر کیا ہے۔ اور مشرکین
سے مطالبہ کیا ہے کہ کیا تمہارے شریکوں میں سے
بھی کوئی ایسا ہے جو روزی دیتا ہو۔ چنانچہ سورۃ
روم آیت ۴۰ میں ہے، اللہ تعالیٰ کی وہ ہستی ہے
جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ پھر وہ تمہیں روزی
عطا فرماتا ہے۔ پھر تم پر موت طاری کرتا ہے۔
پھر وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے ان
خود ساختہ معبودوں میں سے کوئی ایسا ہے جو
ان مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام کر سکتا ہو،
پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اور بلند و برتر ہے
ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
شریک ٹھہراتے ہیں۔

ونفیہ تعالی الاسماع والاھداء عن
رسولہ علیہ الصلوۃ والسلام بالاستقلال
"اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَھْدِی الْعُمْیَ وَ
مَنْ کَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ والایجاد
والامامۃ والجمع الی یوم القیامۃ، قُلِ

اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
استقلالاً اسماع (اپنے اختیار سے کسی کو سنانا)
اور اھداء (اپنی مرضی سے کسی کو ہدایت دینے)
کی نفی فرمائی ہے۔ سورۃ زخرف آیت ۴۰ کیا
آپ بہروں کو سنائیں گے، یا آپ اندھوں کو راہ

Marfat.com

اللہ یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیامۃ۔ ونسبتہ عدم الریب فیہ "لا ریب فیہ" وایتاء الملک و انتزاعہ، والاعزاز وضدہ۔ قل اللھم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک (فی الدار بقدرتک) الخیر (والشر) انک علی کل شیء قدیر۔ وتفردہ فی خلق الانعام والخیل والبغال والحمر ومالا یعلمہ احد۔ وبیان قصد السبیل والھدایۃ وانزال الماء من السماء وانبات الزرع والزیتون والنخیل والاعناب وکل الثمرات وتسخیر اللیل والنھار والشمس والقمر والنجوم والحیوان والنبات والبحر والقاء الجبال علی الارض والسبیل ومعالم الطرق والاھتداء بالنجوم۔

دکھائیں گے۔ اور ایسے لوگوں کو جو صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یعنی آپ کو مستقل طور پر اس کا اختیار حاصل نہیں۔ سب اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ایجاد کرنا اور مارنا قیامت میں سب کو اکٹھا کرنا۔ سب اسی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کا کام ہے۔ سورۃ جاثیہ آیت ۲۶ میں آپ کہدیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں زندگی بخشتا ہے۔ پھر وہی مارتا ہے۔ پھر وہی تم کو قیامت کے دن جمع کرے گا۔ اور پھر اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے شک و شبہ سے بالاتر فرمایا ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ اسی طرح جب اور جس طرح اور جس کو چاہتا ہے بادشاہی عطا فرماتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ عزت و ذلت سب اسی کے اختیار میں ہے۔ سورۃ آل عمران آیت ۲۶ میں ہے۔ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ یوں کہا کریں کہ اے اللہ اے تمام سلطنت کے مالک تو جسے چاہے حکومت و سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جس کو چاہے عزت عطا کرے۔ اور جس کو چاہے ذلیل کردے۔ دنیا و آخرت میں ہر قسم کی بھلائی اور اسی طرح شر تیرے ہی اختیار میں ہے۔ بلا شبہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ قرآن کریم کی مختلف سورتوں اور آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے

Marfat.com

تفرد اور یگانہ ہونے کو بیان فرمایا ہے۔ مثلاً جانور
اور مویشیوں کے پیدا کرنے میں، گھوڑے، خچر، گدھے۔
اور ایسی چیزیں جن کو لوگ نہیں جانتے یہ سب اسی
اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اور میانہ روی کے راستہ کو
بیان کرنا اور رہنمائی فرمانا اور آسمان کی طرف سے
بارش برسانا۔ اور زمین سے نباتات۔ کھیتیاں زیتون
انگور کھجوریں اور ہر قسم کے پھل اُگانا۔ اور رات دن
کو مسخر کرنا۔ سورج، چاند، اور ستاروں، سیاروں
کو کام میں لگانا۔ حیوانات، نباتات۔ اور سمندروں
کا سلسلہ قائم کر دینا۔ اور زمین میں بھاری بوجھل
پہاڑوں کو گاڑ دینا اور ان میں راستے اور دریے بنا
دینا۔ اور دیگر قسم کے نشاناتِ راہ قائم کر دینا اور
ستاروں کے ذریعہ انسانی بری و بحری قافلوں کی
راہنمائی فرمانا محض اس اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے۔
اور کسی کی طاقت بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں
کو شمار کر سکے۔ اور ان کے معبودان خود ساختہ
نے تو کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ اور یہ کہ ان کے اکثر
معبود بے جان ہیں۔ زندہ بھی نہیں اور انہیں
شعور بھی نہیں۔ سورہ نحل آیت ۵ تا ۹ میں ارشاد
ہوتا ہے۔ اور چوپائے (اونٹ، گائے، بھیڑ،
بکریاں) خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا کئے ہیں
تمہارے لئے ان میں (مثلاً ان کے بالوں اور پشم
وغیرہ میں) گرمائش ہے یعنی لباس کے ذریعہ

وعدم قدرة احد تعداد نعمه تعالیٰ
وعدم خلق المعبودات اشياء وكونهم
امواتا غير احياء، وعدم شعورهم وَالْاَنْعَامَ
(الابل والبقر والغنم منصوب بما بعده)
خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا (في شعورها) دِفْءٌ
(يدفؤنه من اللباس) وَمَنَافِعُ (من
النسل والدر والركوب) وَمِنْهَا (قدم
رعاية للفاصلة) تَأْكُلُونَ (اللحم والشحم
والدر) وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ (زينة) حِيْنَ

Marfat.com

تُرِیْحُوْنَ (ترودونها الی مراحها بالعشی قدم
بکثرة ظهور الجمال فیه بملاء بطنها وضروعها
وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ (تخرجون بالغداۃ الی
المراعی) وَتَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا
بٰالِغِیْهِ (ان لم تکن الانعام) اِلَّا بِشِقِّ (بمشقة)
الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ وَ(خلق)
الْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَ
(لتزینوا بها) زِیْنَةً وَّیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
(من النعم) وَعَلَی اللّٰهِ (تفضلاً) قَصْدُ (بیان
اقتصاد) السَّبِیْلِ (السالکها یقال سبیل
قصد وقاصد الی مستقیم کانه یقصد
الوجه الذی یقصده السالک لا یمیل
عنه) وَمِنْهَا (السبیل) جَآئِرٌ (مائل عن
الاقتصاد) وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ (هدایتکم)
لَهَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ ۵ -

اور اس کے علاوہ اور بہت سے منافع ہیں مثلاً نسل کی افزائش دودھ۔ سواری وغیرہ۔ اور انہیں میں سے ضرورت کے وقت تم کھاتے ہو۔ یعنی گوشت چربی دودھ استعمال کرتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں زینت اور رونق ہے۔ جبکہ ان جانوروں کو شام کے وقت چراگاہوں سے چرا کر واپس لاتے ہو۔ اس وقت ان کی رونق قابل دید ہوتی ہے۔ جب کہ ان کے پیٹ اور تھن بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اس وقت جب تم ان کو چرانے کے لئے صبح کے وقت چراگاہوں کی طرف لے جاتے ہو۔ اور وہ چوپائے تمہارے بوجھوں کو ان شہروں تک اٹھا کر لے جاتے ہیں جن شہروں تک تم خود بھی اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ بے شک تمہارا پروردگار بڑی شفقت والا نہایت مہربان ہے۔ اور اس نے پیدا کئے گھوڑے، خچر، اور گدھے تاکہ تم ان پر سواری کرو۔ اور تاکہ وہ تمہارے لئے زینت کا باعث ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسی چیزیں بھی پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے (جانوروں کے علاوہ مختلف قسم کی سواری وغیرہ کے اسباب) اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے درمیانے راستہ کا بیان کر دینا یعنی صراط مستقیم کا بیان کر دینا خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے ذمہ لازم کر دیا

Marfat.com

ہے۔ اور ان راستوں میں سے کچھ راستے ٹیڑھے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالےٰ چاہتا (یعنی جبر کرنا) تو تم سب کو ہدایت کر دیتا۔

هُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ (ما تشربونه) وَّمِنْهُ (ينبت) شَجَرٌ (قيل كل ما ينبت على الارض فهو شجر) فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ (ترعون المواشى) يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ (بالماء) الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ (بعض) كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً (على وجود الصانع) لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ (مبتدء التعميم بعد تخصيص) مُسَخَّرٰتٌ (خبره) بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ و (سخر لكم) مَا ذَرَاَ (خلق) لَكُمْ فِى الْاَرْضِ (حيوان ونبات) مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ (غالبا) اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ وَهُوَ الَّذِىْ سَخَّرَ (لركوبكم واصطيادكم وغوصكم) الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا (السمك وصفه بالطراوة لانه ارطب اللحوم فيسرع فيه الفساد فيسارع فى اكله) وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً (كاللؤلؤ والمرجان)

خدا کی ذات وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان کی طرف سے پانی نازل کیا، اس میں سے کچھ تو تم پیتے ہو۔ اور کچھ ایسا ہے کہ اس سے زمین میں درخت ونباتات اُگتے ہیں۔ ان میں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔ اور اسی پانی کے ذریعہ خدا تعالےٰ تمہارے لئے کھیتی، زیتون، کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے، بے شک اس میں صانع کے وجود اور اس کی توحید پر بڑی دلیل ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔ اور اسی نے تمہارے کام کے لئے رات و دن سورج وچاند کو لگا رکھا ہے اور ستارے بھی اس کے حکم کے مطیع ہیں، بے شک اس (تسخیر کائنات) میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو صحیح عقل رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح زمین میں رنگ برنگ چیزیں جو اس نے پیدا کی ہیں وہ تمہارے لئے مسخر کر دی ہیں۔ بے شک ان باتوں میں بڑی دلیل ہے ان لوگوں کے لئے جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ جس نے دریا کو تمہارے لئے مسخر کر دیا یعنی تمہاری سواری، شکار، غوطہ زنی کے لئے۔ تاکہ تم اس سے تازہ

Marfat.com

تَلْبَسُوْنَهَا (حلالا لكم) وَتَرَى الْفُلْكَ (السفن) مَوَاخِرَ (جواري فواعل من الوخر وهو شق الماء وقيل صوت الماء) فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا (عطف على لتاكلوا) مِنْ فَضْلِهٖ (بركوبها للتجارة) وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

گوشت (مچھلی جس کا گوشت جلدی بگڑ جاتا ہے اور اسی لئے اس کے کھانے میں جلدی کی جاتی ہے) کھاؤ۔ اور اس میں سے زینت و آرائش کا سامان نکالو (موتی مونگا وغیرہ) جس کو تم پہنتے ہو اور اے مخاطب تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ دریا میں پانی کو چیرتی پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم خدا کا فضل (رزق حلال) تلاش کر سکو اور تاکہ تم خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو۔

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ (وكانت كرة كالافلاك تتحرك والجبال منعها عن الحركة كالوتد) رَوَاسِيَ (جبالا كراهة) اَنْ تَمِيْدَ (تتحرك) بِكُمْ وَجَعَلَ فِيْهَا اَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ وَعَلٰمٰتٍ (معالم الطرق من جبل وشجر وغيرها) وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ (بالليل في البراري والبحار) اَفَمَنْ يَّخْلُقُ (تعالى شانه) كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ (كالمخلوق) اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (فضلا عن شكرها) اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ (لتقصيركم) رَّحِيْمٌ (بكم) وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ (يعبدونهم) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (الا

اور اسی اللہ تعالیٰ نے زمین میں بھاری بھاری پہاڑ رکھ دیئے (زمین کرہ کی شکل کی تھی افلاک کی طرح۔ اور پہاڑ حرکت سے منع کرتے ہیں۔ جیسا کیل ٹھونک دینے سے حرکت رک جاتی ہے) تاکہ زمین تم کو لے کر ہلنے نہ لگے۔ اور زمین میں پانی کی ندیاں چلا دیں اور راستے بنا دیئے تاکہ تم اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکو۔ اور اس کے علاوہ اور بھی زمین میں بہت سے نشانات (پہاڑ درخت وغیرہ) بنائے۔ اور ستاروں سے بھی (رات کے وقت صحراؤں اور سمندروں میں) راستہ معلوم کرتے ہیں۔ بھلا وہ اللہ تعالیٰ جو پیدا کرتا ہے کیا وہ ان کے برابر ہے جو کچھ بھی نہ پیدا کر سکیں (جیسا مخلوق) کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ان کو گن نہیں سکتے چہ جائیکہ ان کا شکریہ ادا

Marfat.com

يعلمون) أَيَّانَ (متى) يُبْعَثُونَ (حطبا لجهنم) واثبات الاحيا والاماتة لنفسه عزوجل، والربوبية "لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ" والرجوع اليه "هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ" - في البزازية والبحر الرائق من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم المهمات يكفر - وفي زاد اللبيب من ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله يكفر -

کرسکو - بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری کوتاہیوں کو بہت بخشنے والا ہے - اور تمہارے ساتھ بہت مہربان ہے - اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو - اور یہ کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں انکی حالت یہ ہے کہ وہ کوئی چیز بھی نہیں پیدا کرسکتے بلکہ وہ خود ہی مخلوق ہیں - وہ مُردے ہیں زندہ نہیں ہیں، اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ مُردے کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے - اور خدا تعالیٰ نے زندہ کرنا - مارنا اور پرورش کرنا اپنی ذات کے لئے ثابت کیا ہے - جیسا کہ سورۃ فرقان آیت ۸ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی معبود برحق ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے - تمہارا پروردگار اور تمہارے اگلے آباؤ اجداد کا پرورش کرنے والا - اور بالآخر تمہارا رجوع بھی خدا تعالیٰ کی طرف ہی ہے - سورۃ یونس آیت ۵۶ وہی زندہ کرتا اور موت طاری کرتا ہے اور اس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے -

بزازیہ اور بحر الرائق (جو فقہ حنفی کے نہایت ہی معتبر فتاوے ہیں) ان میں یہ (مسئلہ) لکھا ہوا ہے کہ جو آدمی یہ کہتا ہے کہ مشائخ کے ارواح حاضر ہیں اور وہ ہماری مہمات کو جانتے ہیں تو ایسا شخص کافر ہے - زاد اللبیب میں یہ لکھا ہے

Marfat.com

(۵) الشرك فی القدرة

منها الشرك فی القدرة بان یعتقد ان لاحدٍ من دون الله تعالیٰ قدرة شیٔی بالاستقلال او بالشرکة معه ولاشك فی بطلانه، الاترى الی اثباته عزّوجل ملکوت جمیع الاشیاء فی یده والاغاثة "قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ (الحال) هُوَ يُجِيْرُ (یغیث کل احد) وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ (لا یغاث)" والغلبة والحکم والخبر "وَهُوَ الْقَاهِرُ (الغالب) فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ" والقدرة علی بعث انواع العذاب "قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ (کقوم نوح ولوط واصحاب الفیل) اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ (کفرعون وقارون) اَوْ يَلْبِسَكُمْ (یخالطکم) شِيَعًا (فرقا مختلفین بالاهواء) وَيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ (بالقتال)"، وعلی جمیع الاشیاء "وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" و من المعلوم ان الخبر المعرف باللام

کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ میت (مرنے والا) معاملات میں اللہ تعالیٰ کے سوا تصرف کرتا ہے تو وہ شخص کافر ہے۔

(۵) پانچویں قسم شرک فی القدرۃ کا بیان

یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کسی کو شریک بنانا شرک فی القدرۃ یہ ہے کہ کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کسی چیز پر مستقلاً یا شراکت کے ساتھ قدرت حاصل ہے۔ یعنی کسی چیز کے پیدا کرنے یا فنا کرنے یا کسی قسم کے تصرف اور کمی بیشی میں مستقل طور پر قدرت ہو یا کسی دوسرے کے ساتھ شراکت کی شکل میں قدرت حاصل ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ایسا عقیدہ بالکل باطل ہے تم غور نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں تمام چیزوں پر ملکیت اور تصرف اور قدرت کا اثبات خاص اپنی ذات کے لئے فرمایا ہے۔ اور اسی طرح فریاد رسی کرنی بھی محض اپنی ذات کے ساتھ خاص فرمائی ہے۔ چنانچہ سورۃ مومنون آیت ۸۸ میں ہے آپ کہدیں کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا تصرف ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی۔ اور ہر چیز پر غلبہ اور فیصلہ کرنے کا اختیار اور ہر چیز سے باخبر ہونا بھی صرف اسی اللہ تعالیٰ کی ذات

Marfat.com

یفید الحصر کان قدرۃ العبد کان لم یکن بل قدرتہ مخلوقۃ لہ تعالی

کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ سورۃ انعام میں ارشاد ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں پر ہر اعتبار سے غالب ہے۔ اور ایک دوسری آیت میں ہے اور وہی جو حکمت والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ سورۃ انعام آیت ۶۵ میں واضح فرمایا ہے کہ اسی اللہ تعالی کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ طرح طرح کے مختلف انواع و اقسام کے عذاب میں تمہیں مبتلا کر دے۔ فرمایا کہ آپ کہدیں وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے (جیسا کہ قوم نوح، قوم لوط اور اصحاب فیل پر بھیجا تھا) یا کوئی عذاب تمہارے پاؤں کے نیچے سے برپا کر دے (جیسا فرعون اور قارون کے ساتھ کیا) یا تم کو کئی فرقے بنا کر آپس میں لڑا بھڑا دے۔ اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھا دے۔ اور اسی طرح ہر چیز پر قدرت صرف اسی کے ساتھ مخصوص ہے، اور وہ اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے۔ ظاہر ہے کہ خبر (القادر) جب معرف باللام ہو تو فائدہ حصر کا دیتی ہے۔ تو گویا کہ بندہ کی قدرت اللہ تعالی کی قدرت کے سامنے ہیچ ہے، بلکہ بندہ کی قدرت تو خدا تعالے کی پیدا کی ہوئی ہے۔ (تو ظاہر ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو بھی مستقل قدرت حاصل نہیں اگر کوئی ایسا ثابت کرے گا تو مشرک ہوگا)

Marfat.com

(٦) الشرك فى العبادة

منها الشرك فى العبادة، وهو ان يعبد احد دون الله تعالىٰ بالعبادة الخالصة له تعالىٰ عزّوجل كالصلوٰة والصوم والزكوٰة والسجدة والركوع لاحدٍ غيره عزّ جل شانه، وكصوم النساء لفاطمةؓ وصوم بی بی ترت مراد وبی بی ناپید وبی بی مائی نوفان وفعله على القبور مثل ما يفعل فى الكعبة الشريفة حرسها الله تعالىٰ وجعلنا من زوارها بحرمت نبيه، وزوار مدينة المكرمة آمين، من الطواف والالتزاق بالبيت وجدرانه والتعلق بالاستار والصاق البطن والصدر على الجدران واستيلام الركن والرجوع على القهقرى عند الخروج فان كلها من العبادات الخالصة له عزّوجل (قال فى المستخلص شرح الكنز من طاف حول المسجد الحرام خيف عليه الكفر فما ظنك بغيره)

(۶) چھٹی قسم شرک فی العبادۃ ہے!

شرک فی العبادۃ یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی ایسی عبادت کرے اور نیازمندی کا اظہار کرے جس قسم کی عبادت اور عاجزی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے، مثلاً نماز روزہ زکوٰۃ، سجدہ، رکوع اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے اور کسی اور کے سامنے کرے۔ اور مثلاً جیسا کہ عورتیں حضرت فاطمہؓ کا روزہ رکھتی ہیں یا بی بی ترت مراد۔ یا بی بی ناپید۔ یا بی بی نوفان کا روزہ (ان کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھنا) یا مثلاً قبروں کے سامنے وہ باتیں کرنی جو کعبہ شریف کے ساتھ مخصوص ہیں (خدا تعالیٰ ہم سب کو کعبہ کی زیارت کرنے والے بنائے اپنے حبیب پاک کی حرمت وطفیل سے، اور مدینہ مکرمہ کی زیارت کرنے والوں میں سے بنائے (آمین) جیسا کہ طواف کرنا (طواف کعبہ کے گرد نماز کی طرح ہے) بیت اللہ کے ساتھ چمٹنا اور اس کی دیواروں اور پردوں کے ساتھ چمٹنا۔ اور اپنا پیٹ اور سینہ اس کی دیواروں کے ساتھ چسپاں کرنا اور ملنا۔ اور رکن (حجر اسود اور رکن یمانی) کو چومنا اور ہاتھ لگانا۔ اور الٹے پاؤں پلٹنا باہر نکلتے وقت یہ سب وہ عبادتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔ مستخلص شرح کنز (فقہ کی کتاب ہے) میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی

Marfat.com

شخص مسجد حرام کے گرد بھی طواف کرے تو اس
پر کفر کا خطرہ ہے (حالانکہ مسجد حرام کعبہ کے
بالکل ساتھ ہی ملی ہوئی ہے) پھر تمہارا کیا خیال ہے
اگر مسجد حرام کے سوا دوسرے مقامات کے
ساتھ یہ بات کرے گا تو اس سے تو یقیناً شرک
لازم آئے گا۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (فالاعلام بالحج
یتضمن الاعلام بجمیع اموره من الارکان
والواجبات والسنن والاداب) یَاْتُوْكَ
رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ (بعیر مهزول)
یَّاْتِیْنَ (الضوامر) مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (بعید)
لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ
اللّٰهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ (عشر ذی الحجة)
عَلٰی (ذبح) مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ
الْاَنْعَامِ (الابل والبقر والغنم) فَكُلُوْا مِنْهَا
وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ (الذی اصابه
بؤس وشدة الفقر) ثُمَّ لْیَقْضُوْا
تَفَثَهُمْ (لیزیلوا اوساخهم کطول الظفر)
وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ (مواجب حجهم)
وَلْیَطَّوَّفُوْا (طواف الزیارة الذی هو
رکن الحج) بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ (القدیم) وبقوله
علیه الصلوة والسلام وفعله وتقریره،
ولا اظنك شاكا فی بطلانه - الا تری

سورۂ حج آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت
ابراہیم علیہ السّلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کے فرض
ہونے کا اعلان کر دیں (حج کا اعلان مشتمل ہے حج
کے تمام ارکان و واجبات و سنن و آداب پر) وہ لوگ
تیری طرف پا پیادہ چلے آئیں گے اور دبلی دبلی
اونٹنیوں پر سوار ہو کر جو دور دراز کی راہ طے کر کے
پہنچتی ہیں۔ تاکہ یہ سب آنے والے اپنے اپنے فائدوں
کی غرض سے پہنچ جائیں۔ اور تاکہ قربانی کے مقرر
دنوں میں ان خاص قسم کے مویشیوں پر جو خدا تعالیٰ
نے ان لوگوں کو عطا فرمائے ہیں ان پر ذبح کرتے وقت
خدا تعالیٰ کا نام لیں۔ پھر تم خود ان سے کھانا چاہو
تو کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاجوں کو کھلاؤ۔ پھر قربانی
کے بعد لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا میل کچیل اتاریں اور
اپنی منتوں کو یعنی واجبات حج کو پورا کریں۔ اور
بیت عتیق یعنی کعبہ کا طواف کریں۔ یہ طواف
زیارت حج کے ارکان میں سے ہے۔ اور نیز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور تقریر

Marfat.com

الیٰ انه تعالیٰ کیف خص ذاته تعالیٰ
بالعبادة تعلیما اِیَّاكَ نَعْبُدُ لے نخصك
بالعبادة ولا نعبد غیرك لان تقدیم
ماحقه التاخیر یفید الاختصاص۔

ونفی رسول الله صلی الله علیه وسلم عبادة
غیره تعالیٰ قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ
شَكٍّ مِّنْ (صحة) دِیْنِیْ فَلَا اَعْبُدُ الَّذِیْنَ
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ
الَّذِیْ (وصفه) یَتَوَفّٰکُمْ (یمیتکم)؛ وَ
اُمِرْتُ بِاَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔
وبعدم عبادة غیره یکون الایمان۔ وامره
تعالیٰ نبیه علیه الصلوٰة والسلام بدعوة
اهل الکتاب الی العبادة۔ والی عدم الاشراك
واتخاذ البعض بعضا اربابا قُلْ یَا اَهْلَ

سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسے خاص افعال جو صرف
خدا تعالیٰ کی ذات اور اسی کی ذات اور اسی کی
تعظیم کے لئے ہیں ان کا کسی دوسرے کے سامنے
کرنا شرک فی العبادۃ ہوگا۔ اور یقینی بات ہے کہ
اس بارہ میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا
کیونکہ عبادت تو خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے
دیکھو سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ تعلیم دیتے ہوئے کس
طرح عبادت کو اپنی ذات کے ساتھ خاص کیا ہے۔
اِیَّاكَ نَعْبُدُ اے خداوند کریم ہم تجھے خاص
کرتے ہیں عبادت کے ساتھ صرف تیری ہی عبادت
کرتے ہیں تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔
اِیَّاكَ کو مقدم لانے سے یہی غرض ہے کہ عبادت
کا اختصاص صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک
سے اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی عبادت کی تردید
کرائی ہے چنانچہ سورۃ یونس آیت ۱۰۴ میں ارشاد
ہوتا ہے۔ آپ کہدیں اے لوگو اگر تمہیں میرے
دین کے بارہ میں کچھ شک و شبہ ہو تو خوب سن لو
کہ میرا دین یہ ہے کہ میں ان معبودوں میں سے
کسی کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم خدا کے سوا عبادت
کیا کرتے ہو۔ بلکہ میں صرف اسی خدا کی عبادت
کرتا ہوں جو تمہاری جانوں کو قبض کرتا ہے اور
مجھ کو تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں

Marfat.com

الکتٰب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و
بینکم (رھی) ان لا نعبد الا اللہ ولا
نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا
اربابا من دون اللہ (لعزیر والمسیح علیہم
السلام) فان تولوا فقولوا اشھدوا
(اعترفوا) بانا مسلمون" (دونکم)۔

میں سے ہوں۔ اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر
کی عبادت نہ کرنا ہی ایمان ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ اہل کتاب
کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیں اور
یہ کہ بعض بعض کو معبود اور رب نہ بنائیں چنانچہ
سورۃ آل عمران آیت ۶۴ میں فرمایا کہ آپ اہل
کتاب سے کہدیں کہ اے اہل کتاب ایک ایسی بات کیطرف
آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں مشترک ہے۔
وہ یہ کہ سوائے خدا تعالیٰ کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں
اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں
اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہم میں سے کوئی بھی ایک
دوسرے کو رب نہ بنائے (جیسا کہ حضرت عزیر
اور عیسیٰ علیہما السلام کو اہل کتاب نے رب بنایا ہے)
پھر اگر وہ لوگ اس دعوت سے بھی روگردانی
کریں۔ تو تم لوگ ان سے کہہ دو کہ تم اس بات پر
گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی
عبادت کرنے والے ہیں۔

وامر صالح ونوح وھود وغیرھم" قال
یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ۔
انی اخاف علیکم (ان لم تؤمنوا) عذاب
یوم عظیم (القیامۃ) وثبوت الافتراء
بعبادۃ غیرہ عز وجل" اعبدوا اللہ ما
لکم من الہ غیرہ ان انتم الا مفترون۔

حضرت صالح نوح ہود علیہم الصلوٰۃ والسلام اور
دیگر انبیاء کرام نے بھی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت
کا حکم دیا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے سورۃ اعراف
آیت ۵۹ میں فرمایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام
نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اے
میری قوم کے لوگو صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت

Marfat.com

وبیان عجز المعبودات "وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ (الاستجابۃ باسط) کَفَّیْهِ اِلَی الْمَاءِ (علی شفیر البیر یدعو الماء) لِیَبْلُغَ (الماء) فَاهُ (من البیر) وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ (اذ هو لا یشعر بدعائه کذلک المعبودات غیر اللہ) وَمَا دُعَاءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (ضیاع۔ والکفر لعابدیھم وعدم السماع والبصر والغناء" یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا۔

کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤگے اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کروگے تو بڑے دن یعنی قیامت کے عذاب میں مبتلا ہوجاؤگے۔ نیز قرآن کریم میں اس بات کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ کہ غیر اللہ کی عبادت کرنا اللہ تعالیٰ پر افتراء اور بہتان ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے سورۃ ہود آیت ۵۰ میں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم غیر اللہ کی عبادت کرکے افتراء باندھتے ہو۔ نیز اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کا عجز۔ خدا تعالیٰ نے سورۃ رعد آیت ۱۴ میں بیان فرمایا ہے۔ اور یہ لوگ جن معبودوں کو خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کا اس سے زیادہ کوئی جواب نہیں دے سکتے جیسے پانی کہ اس پانی کی طرف کوئی دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ چاہے کہ وہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ پانی کبھی اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں (کیونکہ اس پانی کو شعور ہی نہیں کہ پکارنے والا کیا پکارتا ہے۔ اسی طرح ان کے معبود ان خود ساختہ کو پکارنے والوں کی پکار سے بے خبر ہیں) اور کافروں کی پکار نہیں مگر محض بے سود۔ اور عابدین کے کفر سے ان کے معبود انکار کر دیں گے۔ نیز وہ ان کی پکار کو سنتے بھی نہیں۔ اور نہ ان کے

Marfat.com

حالات کو دیکھتے ہیں، اور نہ وہ انہیں کام آسکتے ہیں، سورۃ مریم آیت نمبر ۴۲ میں ارشاد ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تو اس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ کچھ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے۔ اور نہ وہ تیرے کچھ کام آسکتی ہے۔

وحصر العبادة على الله عزوجل "بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ" (على العبادة) وعدم السجدة بشيئ غيره تعالى لو كانوا عابدين له تعالى "لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ" وامر الصلوة ليؤدى ولا يكون مشركا۔ "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" والنهى عن عبادة غيره عزوجل وحصر العبادة عليه تعالى۔ "وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ" و اثبات الشرك بالعبادة لغيره۔ "وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا"۔ والخلوص لها "فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ" العبادة من الشرك والرياء "اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ" الا هو الذى وجب اختصاصه بان يخلص له الطاعة

اور عبادت کا حصر اللہ تعالیٰ کی ذات میں جیسا کہ سورۃ زمر آیت نمبر ۶۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ تم شرک نہ کرنا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرنا۔ اور اس عبادت پر اس کے شکر گزار رہنا۔ اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے سامنے سجدہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اگر خدا کے عابد بنکے۔ تو پھر صرف اسی کے سامنے سجدہ ریز ہو سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۳۷ میں فرمایا کہ نہ سجدہ کرو سورج کے سامنے اور نہ چاند کے سامنے سجدہ کرو تو صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا ہے اگر تم صرف اسی اللہ کی عبادت کرنے والے ہو۔ نیز نماز کا حکم بھی اسی لئے ہے کہ اس کو ادا کیا جائے۔ ورنہ مشرک ہوگا۔ سورۃ الروم آیت نمبر ۳۱ میں اور قائم کرو نماز اور نہ ہو شرک کرنے والوں میں سے غیر کی عبادت سے ممانعت، اور عبادت کا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے حصر، سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۸۳ میں ہے کہ یاد کرو

Marfat.com

فانه المتفرد بصفات الالوهية
والاطلاع على السرائر والضمائر . و
الحال) الذين اتخذوا من دونه
اولياء (يحتمل المتخذين بالكسر الكفرة
والمتخذين بالفتح الملائكة وعیسیٰ والاصنام)
قالوا) ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله
زلفى مصدر (قربا) ان الله يحكم بينهم
فيما هم فيه يختلفون) من الدين
بادخال المحق الجنة والمبطل النار ،

جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اگر غیر کی عبادت ہوگی تو شرک ہوگا۔ چنانچہ سورۃ النساء آیت ۳۶ میں اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔ نیز اس کی عبادت میں اخلاص اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ سورۃ زمر آیت ۲ میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اسی کے لئے خالص اطاعت کرنے والے بنو اور عبادت کو شرک اور ریا سے پاک رکھنے کا حکم سورۃ زمر آیت ۳ میں دیا ہے۔ سنو صرف اللہ کے لئے ہی اطاعت خالص ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اسی کی ذات اس قابل ہے کہ عبادت و اطاعت اس کے لئے خاص ہو کیونکہ الوہیت کی صفات اور رازوں پر مطلع ہونا اور دلوں کے پوشیدہ اسرار کا معلوم ہونا اسی کی ذات کے ساتھ مختص ہیں۔ چنانچہ سورۃ زمر آیت ۳ میں فرمایا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کارساز بنایا ہے۔ مثلاً عیسیٰ اور ملائکہ علیہم السلام اور دیگر اصنام وغیرہ۔ اور پھر یہ مشرک لوگ کہتے ہیں ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلائیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ان کے درمیان حقیقی فیصلہ فرمائے گا ان باتوں میں جن میں یہ باہم اختلاف کرتے ہیں دین کے بارہ میں۔ اور وہ فیصلہ اس طرح ہو گا کہ حق پرستوں

Marfat.com

والآمر بالعبادة الى الموت" واعبد ربك
حتى يأتيك اليقين" الموت، وونخهم
"اتعبدون ما تنحتون" اى ما تعملون من
الاصنام، واثبات عدم النفع والضرر
والقبح والهلاكة وعدم العقل للمعبودات
والعابدين" قال افتعبدون من دون
الله ما لا ينفعكم شيئا ولا يضركم اف
لكم (معناه قبحا وتبا لكم) ولما تعبدون
من دون الله افلا تعقلون (قبح صنيعتكم)
قالوا حرقوه وانصروا الهتكم ان كنتم
فعلين (ربنا صرين لها نصرا موزرا) فلما رموه
صلى الله عليه وسلم فى النار فقال له جبرئيل
هل لك حاجة فقال اما اليك فلا قال فسل ربك
"حسبى من سوالى علمه بحالى" فجعل الله
ببركة قوله الحظيرة روضة ولم يحرق منه
الا وثاقه فاطلع نمرود من الصرح فقال
انى مقرب الى الهك فذبح اربعة آلاف
بقرة وكف عن ابراهيم. وكان اذذاك ابن
عشرة،

کو جنت میں داخل کرے گا اور باطل پرستوں کو
دوزخ میں۔

اور خدا تعالیٰ کی طرف سے عبادت کا حکم مرتے دم تک دیا
گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ حجر کی آخری آیت میں حکم ہے۔
اور آپ اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہیں
یہاں تک کہ آپ کے پاس وہ یقینی بات موت آجائے۔
اور غیروں کی عبادت پر زجر توبیخ کی گئی ہے چنانچہ
سورۃ صافات آیت ۹۵ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام
نے کہا کہ کیا تم ان بتوں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم
خود ہی تراشتے ہو۔ حالانکہ تم کو اور تمہارے کاموں
کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔ پھر قرآن میں معبودانِ
باطلہ کی پرستش کرنے والوں کی بے عقلی اور قباحت
بیان فرمائی ہے۔ اور یہ کہ ان کی پرستش سے کوئی
فائدہ نہیں اور نہ وہ کسی کو ضرر دے سکتے ہیں۔ سورۃ
انبیاء آیت ۶۶ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا
کہ کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ
تم کو کچھ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان۔ تف ہے
افسوس ہے تم پر اور ان پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے
ہو۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ کہنے لگے ابراہیم
کو آگ میں زندہ جلا ڈالو، اور اپنے معبودوں کی پوری
پوری مدد کرو۔ اگر تم کو کچھ کرنا ہے۔ جب انہوں نے
ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا تو جبرائیل انکے پاس آئے
اور ابراہیم سے کہنے لگے کیا کچھ امداد کی ضرورت ہے ابراہیم نے

Marfat.com

کہا کہ تیری طرف مجھے کچھ ضرورت نہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اپنے پروردگار سے سوال کریں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ کہ میرے سوال کے بجائے اس کا علم میرے بارہ میں مجھے کافی ہے۔ ابراہیم علیہ السّلام چونکہ توحید و تفویض کے مقام میں تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے اس قول اور اخلاص کی وجہ سے آگ کے اس گڑھے کو گلزار بنا دیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے جسم مبارک میں سے اس آگ نے ایک بال بھی نہیں جلایا، صرف وہ رسیاں یا بندشیں جن کے اندر باندھ کر ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تھا وہ ہی جل گئیں۔ نمرود نے اس حالت کو اپنے محل میں سے جھانک کر دیکھا۔ تو ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگا کہ میں تیرے اللہ کے لئے قربانی کرتا ہوں اور پھر چار ہزار گائے ذبح کیں۔ اور ابراہیم علیہ السّلام کو تکلیف پہنچانے سے رک گیا۔ اس وقت ابراہیم علیہ السّلام کی عمر دس برس تھی [1]

والاضلال لمن یعبد وعدم اجابتھم الی القیامۃ۔ وغفلتھم ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کی عبادت کرنے والوں کی گمراہی کا صریح ذکر ہے۔ اور یہ کہ ان کے معبود ان کی پکار کا جواب قیامت تک نہیں دے سکتے

---

[1] یہ سب تفسیری روایات ہیں جو قابل اعتماد نہیں۔ صحیح بات اور قرین عقل بھی یہی بات ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکا گیا تھا تو وہ جوان تھے۔ اور نمرود کا ابراہیم علیہ السلام کے معبود کے لئے قربانی کرنا بھی محل نظر ہے۔ اگر نمرود اس قدر معتقد ہو گیا تھا تو پھر ابراہیم علیہ السلام کو ہجرت کرنے کی کیا ضرورت تھی واللہ اعلم) ۱۲ سواتی

Marfat.com

الیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (دائمًا) وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ
غَافِلُوْنَ" (لانهم جماد) وضلالتهم
عدم کونه علیهم السلام من المهتدین لواتبع
اهواء المشرکین بالعبادة۔ قُلْ اِنِّی
نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ
اِذًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ وتبری المعبودین
عن عبادة غیره تعالیٰ" وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا
یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (للجزاء جمیعا)
فیقول (اللّٰه للمعبودین) ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ
عِبَادِیْ هٰؤُلَاءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ ،
(لاخلالهم بالنظر الصحیح واعراضهم عن
المرشد النصیح) قَالُوْا سُبْحٰنَكَ (تعجبا
مما قیل لهم لانهم اما ملائكة او انبیاء
معصومون، او جمادات لا تقدر علی
شیئ او اشعارًا بانهم الموسومون
بتسبیحه وتحمیده فکیف یلیق بهم اضلال
عبیده او تنزیها لله عن الانداد) مَا
كَانَ یَنْبَغِیْ لَنَا (یصح) اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ
مِنْ اَوْلِیَاءَ (للعصمة او عدم القدرة
فکیف یصح لنا ان ندعو غیرنا ان یتولی
احدا دونك۔

اور وہ تو ان کی پکار سے غافل ہیں چنانچہ سورۃ احقاف
آیت ۵ میں ہے اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو
اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو اس کی پکار
کا جواب قیامت تک نہیں دے سکتے، پکار کا جواب
کیا دیں گے وہ تو ان کی پکار سے بے خبر ہیں انہیں
تو معلوم ہی نہیں کہ کون پکارتا ہے۔ اور نہ شعور ہے
کیونکہ یہ تو بے جان اصنام ہیں جن کو یہ پکارتے ہیں)
نیز اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ
میں بھی فرمایا ہے کہ اگر بالفرض آپ بھی مشرکین کی
خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائیں تو آپ بھی
گمراہی سے بچ نہ سکیں گے اور نہ ہدایت یافتہ
ہوں گے چنانچہ سورۃ انعام آیت ۵۶ میں ہے
کہ آپ کہدیں کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی
نہیں کرسکتا کیونکہ اگر میں نے ایسا کیا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔
اور ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل نہ رہوں گا۔ اور
اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کی عبادت کرنے والوں کے
سامنے ان کے معبود بیزاری کا اعلان کردیں گے
چنانچہ سورۃ الفرقان آیت ۱۷ میں ہے، اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس دن (بدلہ لینے کے لئے)
ان سبکو اکٹھا کرے گا، پس اللہ تعالیٰ ان کے معبودوں
سے سوال کریگا، کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ
کیا تھا یا خود یہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہو گئے تھے۔
کہ انہوں نے نظر صحیح سے کام نہ لیا اور راہنمائی کرنے

Marfat.com

والے خیر خواہوں کی بات سے روگردانی کی) وہ
جواب میں کہیں گے (اور تعجب کا اظہار کریں گے
کیونکہ یہ معبود یا تو ملائکہ اور انبیاء معصومین ہونگے
اور یا جمادات جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔
یا اس جواب کا منشا یہ ہوگا کہ وہ یہ بات ظاہر
کریں گے کہ وہ تو خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کے ساتھ
موسوم ہیں ان سے کیسے یہ بات ہو سکتی ہے کہ
وہ خدا تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کریں یا یہ کہ وہ
اسباب کو ظاہر کر دیں گے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر قسم کے
شریکوں سے منزہ ہے) کہ ہمارے لئے کس طرح
یہ بات درست ہو سکتی ہے کہ ہم تیرے سوا دوسروں
کو کارساز بنائیں۔ ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام تو
عصمت کی بنا پر ایسا کہیں گے۔ اور دیگر اصنام
وجمادات قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے یہ کہیں گے۔
کہ جب ہم خود تیرے سوا کسی کو کارساز نہیں بنا
سکتے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دوسروں کو دعوت
دیں کہ وہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بنائیں۔
اور یہ خود ساختہ معبود نہ تو ان کی بات سنتے ہیں۔ نہ
نفع و ضرر کے مالک ہیں بلکہ یہ تو ان عابدین کے
دشمن بن جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ
شعراء آیت ۷۲-۷۳ میں فرمایا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام
نے کہا جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری پکار
سنتے ہیں یا یہ تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں۔ یا تم کو کچھ

وعدم السماع والنفع والضر والعداوة
لعابديهم، "قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ (دعاءكم)
إِذْ تَدْعُونَ" ودلالة اتيان المضارع مع اذ على
حكاية الحال الماضية استحضار لها۔
لانها مختصة بالماضي، "أَوْ يَنفَعُونَكُمْ
(على العبادة) أَوْ يَضُرُّونَ" (من المعرض عنها)

Marfat.com

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ
اضربوا عن ان يكون لهم سمع او يتوقع
عنهم ضر او نفع والتجؤا الى التقليد. قَالَ
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اَنْتُمْ وَ
اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ
يريد انهم اعداء لعابديهم من
جهة انهم يتضررون من جهتهم فوق
ما يتضرر الرجل من جهة عدوه لكنه
صور الامر فى نفسه تعريضا لهم فانه
انفع فى النصح من التصريح واشعار
بانها نصيحة بدأ بها نفسه ليكون
ادعى الى القبول۔

نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے جواب
دیا نہیں۔ بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا ہی کرتے
ہوئے پایا ہے۔ انہوں نے سماعت کا تو جواب
ہی نہ دیا۔ کہ آیا وہ سنتے ہیں یا نفع و نقصان پہنچا
سکتے ہیں۔ بلکہ اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید میں
پناہ لی۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا بھلا تم نے ان کو دیکھا
بھی ہے جن کو تم پوجتے ہو۔ اور تمہارے اگلے باپ
دادا بھی پوجتے رہے ہیں۔ یہ سب معبود جن کو تم
پوجتے ہو میرے دشمن ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام ان کو
یہ بات سمجھا رہے ہیں کہ ان کے خود ساختہ معبود
ان عابدین کے حق میں دشمن ثابت ہوں گے بلکہ
ان کی دشمنی اور ضرر اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔
جس قدر ضرر ایک دشمن کی طرف سے متصور ہو سکتا
ہے۔ اور ابراہیمؑ نے اپنے آپ کو پہلے رکھا کہ یہ چیز
نصیحت میں زیادہ مفید ہوتی ہے۔

والافك وعدم ملكهم رزقا "اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا" و
تكذبون كذبا فى تسميتها الهة وادعاء
شفاعتها عند الله او تعملونها وتنحتونها
للافك "اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا" لا يستطيعون
ان يرزقكم رزقا وتنكيره للتعميم "فَابْتَغُوْا
عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ" كله فانه المالك له

نیز غیروں کی عبادت کو قرآن کریم میں افتراء پردازی
سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہ ان کے معبود ان
کے لیئے روزی کے مالک نہیں چنانچہ سورۂ عنکبوت
آیت ۱۷ میں ہے۔ کہ سوائے اس کے نہیں کہ تم
اللہ کے سوا بتوں کی پرستش کرتے ہو کہ ان کو الٰہ اور
معبود کہتے ہو یہ محض جھوٹ اور افتراء ہے۔ اور
ان کی سفارشوں کا دعویٰ کرتے ہو کہ یہ خدا تعالےٰ
کے ہاں سفارش کریں گے۔ خود اپنے ہاتھوں سے

Marfat.com

وليعبدوه واشكروا له متوسلين الى مطالبكم
بعبادته مقيدين لما منحكم من النعم
بشكره ومستعدين للقائه بهذا اليه ترجعون
مع جميع الخلق أمروا بالعبادة لله الواحد
فقط وما أمروا الا ليعبدوا الٰهًا واحدًا
لا اله الا هو سبحانه عما يشركون "
واسجدوا لله واعبدوا " فان قيل هذه
الايات كلها واردة فى حق الاصنام والاوثان
فكيف يثبت بها عدم القدرة والتصرف
لأوليائه تعالى الذين بذلوا نفوسهم
فى مشيئته وطاعته تعالى - قلنا اولا لا نسلم
خصوصيتها لما اشرنا اليه فى ضمن
التفسير وثانيا ان سلم تخصيصها فالعبرة
لعموم اللفظ لا لخصوص السبب كما هو
مقرر فى اصول الفقه فطالع هناك ان
شئت -

ان کو تراش کر اور پھر ان کے بارہ میں ایسا اعتقاد
رکھتے ہو۔ جو محض افتراء ہے۔ چنانچہ اسی سورۂ عنکبوت
آیت ۱۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بے شک وہ
جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تو تمہیں روزی
پہنچانے کے بھی مالک نہیں ہر قسم کی روزی اللہ
کے پاس تلاش کرو۔ کیونکہ اس کا مالک وہی ہے۔
اور اسی کی عبادت کرو، اور اسی کی شکر گزاری
کرو۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان
کا شکریہ ادا کرتے ہوئے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت
میں مصروف رہو۔ اور اسی عبادت اور شکریہ کے
ساتھ خدا تعالیٰ کی ملاقات کی تیاری کرو۔ اسی کی
طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ ہر دور ہر زمانے اور
ہر آسمانی شریعت میں تمام لوگوں کو اسی بات کا
حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی
ہی عبادت کریں چنانچہ سورۂ توبہ آیت ۳۱ میں
ان کو اسبات کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ ایک ہی معبود
برحق کی عبادت کریں اس کے سوا کوئی عبادت
کے لائق نہیں، اس کی ذات پاک ہے ان چیزوں
سے جن کو یہ لوگ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے
ہیں۔ دوسری جگہ سورۂ نجم کی آخری آیت میں حکم
ہوتا ہے بس صرف اللہ تعالیٰ کے آگے ہی سجدہ
کرو، اور اسی کی عبادت کرو۔
اعتراض :- اگر یہ شبہ کیا جائے یہ سب آیات

Marfat.com

جو تم نے پیش کی ہیں یہ بتوں اور اصنام وغیرہ کے بارہ میں تھیں۔ ان آیات سے اولیاء کرام کی قدرت اور تصرف کی نفی کیسے ثابت ہو گئی۔ وہ اولیاء کرام جنہوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور طاعت میں صرف کیا ہے۔

جواب :- اولاً تو یہ بات بھی قابل تسلیم نہیں کہ یہ آیات صرف بتوں اور اصنام کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ بلکہ جیسا کہ آیات کی تفسیر اور تشریح کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیات عام ہیں ملائکہ اولیاء انبیاء جنات اور اصنام واوثان اور دیگر مخلوق بھی اس میں شامل ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت میں سب کی شرکت سے نفی کی گئی ہے۔ ثانیاً اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ آیات خاص ہیں پھر بھی یہ بات قابل تسلیم نہیں کیونکہ اصول فقہ میں یہ طے شدہ بات ہے کہ اعتبار الفاظ کے عموم کے لئے ہوتا ہے سبب کی خصوصیّت کا اعتبار نہیں ہوتا اگر سبب کی خصوصیّت کو اعتبار کر لیا جائے اور احکام کا حصر کیا جائے تو پھر قرآن کی تعلیمات عام نہیں ہو سکے گی۔ جو قرآن کے دعویٰ کے خلاف ہے۔ (اِن ھو الا ذکر للعلمین وغیرہ) اگر تحقیق مطلوب ہو تو اصول فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرو؟

اور مغرب کی نماز کے بعد عراق کی طرف رُخ کر کے چند قدم چلنا یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ یعنی شرک	واما ضرب الاقدام بعد صلوٰۃ المغرب الی العراق فمن ھذا القبیل، لانہ یکون

Marfat.com

بالتوضئ والتوجه ووضع اليد تحت
السرة والخضوع مالا يكون الا في الصلوٰة
وهذه الامور كلها عبادة فحينئذ لا يخلوا
ما ان يكون للعبادة فهو شرك فيها واما ان
يكون استهزاء العياذ بالله فيكون كفرا
ايضا لأن الاستهزاء باهل البيت او الصلوٰة
كفر واما ان يكون تشبيهها لذالك الجانب بالقبلة
وهذه الحالة بالصلوٰة فهو حرام واما
للتعظيم فيكون بدعة لانه لم يعهد
كذالك في الزمان السابق فظنها منشأ
للكشود وحصول المكاشفة لا يكون الا
كفرا لان رجاء الثواب على الفعل المكروه
صرحوا بكفره فما ظنك برجاء الثواب
والمكاشفة على البدعة والحرام وفي العالمگيرية
لو تصدق على فقير شيئا من مال
الحرام ويرجوا الثواب يكفر ولو علم الفقير
بذالك فدعاه وامّن المعطي فقد كفر

فی العبادت کی قسم سے ہے۔ اس لئے کہ یہ کام بھی
باوضو اور عراق کی طرف رُخ کرتے ہوئے اور ہاتھ
ناف کے نیچے باندھ کر اور پوری دلجمعی کے ساتھ
کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ نماز میں ہوتا ہے۔ اور یہ سب
باتیں عبادت ہیں اب ایسا کرنے والا آدمی ظاہر
ہے کہ چند باتوں سے خالی نہیں ہو سکتا (۱) یا تو یہ
بات ازراہِ عبادت کریگا، یہ یقیناً شرک ہے۔
(۲) یا استہزاء یعنی تمسخر کے طور پر کرے گا تو یہ
بھی کفر ہے کیونکہ نماز کے ساتھ اور اہلبیت کے ساتھ
استہزاء کرنا کفر ہے[۱]۔ (۳) اور یا اس جانب کو
(یعنی عراق کی جہت کو قبلہ کے ساتھ مشابہت دیتے
ہوئے یہ کام کرے گا۔ اور یہ حالت تو نماز کے ساتھ
خاص ہے۔ لہٰذا یہ بھی حرام ہوگا۔ (۴) یا محض تعظیم
کے خیال سے یہ بات کرے گا، تو یہ بدعت ہوگی
کیونکہ اسی قسم کی تعظیم کسی جہت کے لئے زمانہ سابق
اور عہد سلف سے ثابت نہیں، لہٰذا یہ بدعت ہوگی
اب ایسے امور کو جو آدمی منشاء کشاد اور مکاشفہ

۱؎ نماز جو شعائرِ اسلام سے اہم ترین ہے اس کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کرنا کفر ہے۔ اور اہل بیت کے ساتھ استہزاء کرنا اس لئے کفر ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت (ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد) کی با کی توقیر و تعظیم کا حکم دیا گیا ہے۔ اب انکی توہین یا استہزاء سے بالواسطہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آئیگی جو باعث کفر ہے۔ ترمذی شریف میں یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ سے فرمایا یا سلمان لا تبغضنی فتفارق دینک قلت کیف ابغضک وبک هدانی اللہ قال تبغض العرب فتبغضنی (ج ۲ ص ۲۲۵) کہ اے سلمان مجھ سے بغض نہ رکھنا کہ تم دین سے

(باقی حاشیہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

کے حصول کا ذریعہ خیال کریگا تو یہ کفر ہوگا۔ کیونکہ فعل مکروہ پر ثواب کی امید کرنے پر فقہاء نے کفر کی تصریح کی ہے جب فعل مکروہ کا یہ حال ہے تو بدعت اور حرام کام پر مکاشفے کی امید یا ثواب کی نیت کرنے سے تم سمجھ سکتے ہو کہ کیا حکم ہوگا۔

فتاوی عالمگیری میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فقیر پر حرام مال سے کچھ صدقہ کرے اور اس پر ثواب کی امید رکھے تو وہ کافر ہوگا۔ اور اگر فقیر کو یہ معلوم ہو کہ یہ حرام مال سے صدقہ کر رہا ہے اور پھر وہ اس کے لئے دعا کرے اور صدقہ دینے والا آمین کہے، تو وہ فقیر بھی کافر ہوگا۔

وفی مدارج السالکین ضرب الاقدام الی العراق من انواع الکفر لانہ عبادۃ والعبادۃ لغیرہ تعالی کفر ومن اعتقد تحلیل ضرب الاقدام بعد الصلوۃ للشیخ الجلیل قدس سرہ وجعلنا من اتباعہ فھو کافر ھو افتراء علی المشائخ العظام وماجراءھم علی

اور حافظ ابن قیمؒ کی کتاب مدارج السالکین میں لکھا ہوا ہے۔ کہ عراق کی طرف (نماز کے بعد) قدم اٹھا کر چلنا یہ بھی انواع کفر میں سے ہے، کیونکہ یہ عبادت ہے۔ اور عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی کفر ہے۔ اور جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ نماز کے بعد قدم مارنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعظیم

(صفحہ ۶۹ کا بقیہ حاشیہ ۱)

الگ ہو جاؤ گے (دین سے خارج ہو جاؤ گے) سلمانؓ نے عرض کیا حضور میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں حالانکہ آپ کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تم اگر عربوں سے بغض رکھو گے۔ تو تم مجھ سے بغض رکھو گے، (کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم) بھی عربوں میں سے ہیں۔ اسی طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین اور آپ کے مخلص صحابہؓ کی توہین و تذلیل بھی بالآخر اسی انجام تک پہنچا سکتی ہے۔ ۱۲ سواتی

Marfat.com

افتراء المنکرات علیہم حاشاہم اللہ تعالٰے منہا۔ من نحو ضرب الاقدام بعد الصلوۃ نحو العراق وھو کفر سیناط من نصوص القرآن "قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ" ۔ وفی حجۃ الاسلام للقاضی شہاب الدین ضرب الاقدام بعد الصلوۃ الی العراق افتراء علی المشائخ الذین ھم کانوا تبعۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحرکات والسکنات ، وفی شرح المشارق من ضرب الاقدام بعد الصلوۃ علی زعم انہا زیارۃ فھو کافر وعلیہ الفتوی ۔

کے لئے جائز ہیں تو ایسا شخص کافر ہوگا۔ اور اس طرح کی باتیں مشائخ کرام پر افتراء ہے۔ اور تعجب ہے کہ مشرک لوگ کس قدر جرأت اور دلیری کرنے والے ہیں جبکہ اس قسم کے منکرات کی نسبت ان مشائخ کی طرف کرتے ہیں اور افتراء پردازی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان مشائخ کرام کو اس قسم کی باتوں سے محفوظ رکھا ہے جیسا کہ نماز کے بعد قدم مارنا عراق کی طرف اور اس قسم کی باتیں، تو کفر ہیں جنکو قرآن کریم کی نصوص سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل آیت ۶۵ میں فرما دیا ہے "آپ کہہ دیں جس قدر مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہے کوئی بھی سوائے خدا تعالیٰ کے غیب کی بات نہیں جانتا۔ اور قاضی شہاب الدین کی کتاب حجۃ الاسلام میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ نماز کے بعد عراق کی طرف رُخ کر کے چند قدم چلنا یہ مشائخ کرام پر افتراء محض ہے یہ مشائخ کرام تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے والے ہیں تمام حرکات وسکنات میں اور اسی طرح کتاب مشارق الانوار میں ہے جس نے نماز کے بعد عراق کی جانب قدم اٹھائے اس خیال سے کہ یہ زیارت ہے تو ایسا شخص کافر ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔

(۷) الشرک فی العادۃ

منہا الشرک فی العادۃ۔ وھو ان یفعل ما

(۷) ساتویں قسم شرک فی العادت کے بیان میں

شرک کی قسموں میں سے ایک قسم شرک فی العادت

Marfat.com

يفعل الكفار والمشركون كما يلبس قميصه
كلبس الهنود او الزنار او الكستيج او الازار
كلبسهم او الخيط الذى يربط عند التزوج
وغيرها من رسوم الكفرة او يقول لا البس
ثوبا اسود او اصفر او احمر ولا آكل لحم القلب
وغيرها ـ ويقول وجدت آبائى كذالك او
ذالك مضر لنا وهو باطل لان الرسوم المختصة
بالكفرة يدل على التكذيب وهو ضد
التصديق فيوجد ان الاول يرتفع التصديق
فجاء الكفر ضرورة ـ فان قيل ـــ اللزوم
غير الالتزام ولا كفر الا بالالتزام ـ
فجوابه ـــ انا لا نسلم حصر
علة الكفر فى الالتزام بل لزوم الكفر المعلوم
الكفر ايضا ـ ولذا قال فى المقاصد من يلزمه
الكفر وهو لا يعلم به فليس بكافر ـ لكن
شرط العلم مما قاله البعض ـ والعامة لا
يشترطون العلم لان الجهل ليس بعذر
لانه كان عذرا مالم يظهر الاحكام الشرعية

ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا کام کرے جو کافر
اور مشرک کرتے ہیں (یعنی کافروں اور مشرکوں کے
خاص مذہبی اور دینی کام) جیسا کہ مثلاً کوئی ایسی
قمیص پہنے جیسے ہندو پہنتے ہیں یا زنار باندھے
یا قشقہ لگائے[1] یا ان جیسی دھوتی باندھے یا گانا
وغیرہ باندھے جیسا شادی کے وقت باندھتے ہیں۔
اور اس کے علاوہ دیگر رسمیں جیسے کافر لوگ کرتے
ہیں کوئی بھی ایسی رسم اختیار کرے گا تو یہ شرک ہوگا۔
یا مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ میں سیاہ رنگ کا
کپڑا نہیں پہنوں گا، یا زرد رنگ کا، یا سرخ رنگ
کا، یا یوں کہے کہ میں دل کا گوشت نہیں استعمال
کروں گا۔ اور یوں کہے کہ میں نے اپنے باپ دادوں
کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے یا یہ کہے کہ یہ چیز ہمارے
لئے مضر ہے تو ایسا کرنا اور کہنا یہ سب باطل ہے
کیونکہ وہ رسوم جو کفار کے ساتھ مختص ہیں ان کا
سرانجام دینا، شریعت کی تکذیب پر دلالت کرتا
ہے۔ اور یہ تکذیب ایمان اور تصدیق کی ضد ہے۔
اگر تکذیب ہوگی تو تصدیق نہ ہوگی تو لامحالا کفر لازم

---

[1] والكستيج، عن ابى يوسف خيط غليظ
بقدر الاصبع يشده الذمى فوق ثيابه
دون ما يتزينون به من الزنانير المتخذة
من الابريسم ـ بحر الرائق ج ۵ ص ۱۱۳ طبع مصر

بحر الرائق میں امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ
کستیج اس موٹے سے دھاگے کو کہا جاتا ہے جس کو
ذمی لوگ (وہ غیر مسلم جو مسلمانوں کے ملک میں رہتے)
ہیں اپنے کپڑے کے اوپر باندھتے ہیں۔ یہ زنار کے
ان دھاگوں کے علاوہ ہوتا ہے جو ابریشم سے بنائے جاتے
ہیں اور بطور زینت استعمال ہوتے ہیں۔ ۱۲ مواتی

Marfat.com

واذا ظہرت فلا وان شئت فطالع فی کتب الاصول۔

آئے گا۔ (ایمان اور تکذیب ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک کے وجود سے دوسرا منتفی ہوگا)۔

اعتراض :- اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ لزوم یعنی کسی چیز کا کسی فعل یا اعتقاد کے ساتھ لازم آنا یہ اور چیز ہے اور کسی چیز کا التزام یعنی خود اپنے اختیار اور نیت سے ایک چیز کو اپنے لئے لازم قرار دینا (التزام) یہ اور چیز ہے اور کفر تو التزام (کسی چیز کو اپنے ذمہ لازم قرار دینے) سے ہوتا ہے نہ کہ خالی لزوم سے۔

جواب :- اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ علت کفر صرف التزام میں منحصر ہے۔ بلکہ لزوم کفر بھی کفر ہے۔ چنانچہ علم عقائد کی کتاب مقاصد میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص پر کفر لازم آتا ہو اور اس کو اس کا علم نہ ہو۔ تو بعض علماء نے کہا ہے کہ ایسا شخص کافر نہ ہوگا لیکن عام علماء کہتے ہیں وہ کافر ہوگا۔ اور وہ علم کی شرط نہیں لگاتے وہ کہتے ہیں کہ جہل عذر نہیں اس لئے کہ جہل اس وقت عذر تھا جبکہ شریعت کے احکام ظاہر نہ ہوئے تھے اور جب احکام شرع ظاہر ہو گئے اور لوگوں نے ان کو جان لیا تو ایسی صورت میں کسی شخص کی جہالت عذر نہ ہوگی، مزید تحقیق علم العقائد اور اصول کی کتب میں مذکور ہے۔

ولو اجاز فعلا واحدا من افعال الکفر یکفر

اور اگر کفر کے افعال میں سے صرف ایک فعل کو بھی

Marfat.com

وكذا لو فعل فعلا واحدا من افعالهم بالغفلة او النسيان او العمد او عدم علمه يكون كافر في الملحقات اذا اتى بلفظة الكفر وهو يعلم انها كفر الا انه اتى بها عن اختيار يكفر عند عامة العلماء خلافا للبعض، ولا يعذر بالجهل كالهازل به فانه يكفر، ولا نزاع في ان من المعاصي ما جعله الشارع امارة التكذيب وعلم كونه كذالك بالادلة الشرعية كسجود الصنم، والقاء المصحف في القاذورات لياذا بالله سبحانه والتلفظ بكلمات الكفر ونحو ذالك، مما ثبت بالادلة انه كفر، حتى لو فرض ان احدا صدق بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وامر به، وعمل، ومع ذالك شد الزنار بالاختيار او سجد للصنم بالاختيار نجعله كافرا لان النبي صلى الله عليه وسلم جعله علامة التكذيب والانكار انتهى ما في الملحقات وغيرها۔ وكذا لو فعل بالسخرية كذا في شرح القصيدة الامالي وغيرها من كتب الفقه۔

جائز خیال کرے تو کافر ہوگا۔ اور اسی طرح کافروں کے کفریہ افعال میں سے ایک فعل کو غفلت یا نسیان سے یا دیدہ و دانستہ یا بے علمی سے بھی کریگا تو کافر ہو جائیگا۔ ملحقات میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کفر کا کلمہ اپنی زبان پر لاتا ہے، اور وہ جانتا ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے لیکن اپنے اختیار اور ارادہ سے اس کلمہ کو زبان پر لاتا ہے تو عام علماء کے نزدیک وہ کافر ہوگا۔ اگرچہ بعض علماء کا اس میں اختلاف ہے اسی طرح جہالت کے ساتھ کسی شخص کو معذور نہیں خیال کیا جائیگا۔ (یعنی جہاں اللہ تعالیٰ کے احکام عام طور پر پھیلے ہوئے ہوں تو کوئی شخص کفر کی بات کہکر یہ عذر نہیں کر سکتا کہ مجھے پتہ نہیں تھا) جیسا کہ احکام شرع کے ساتھ ٹھٹھہ تمسخر کرنیوالا معذور نہیں سمجھا جائیگا۔ اور اس بات میں بھی کوئی نزاع نہیں کہ بعض باتوں کو شارع علیہ السلام نے تکذیب کی علامت ٹھہرایا ہے، اور اس کا علم شرعی دلائل سے اچھی طرح ہو چکا ہے، مثلاً بت کے سامنے سجدہ کرنا۔ اور قرآن پاک کو گندگی میں پھینکدینا۔ اور کلمات کفریہ کا تلفظ کرنا۔ دلائل سے ثابت ہے کہ اس قسم کی باتیں کفر ہیں۔ بالفرض اگر کوئی شخص ان تمام چیزوں کی تصدیق کرتا ہے جن کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ یا جن کا آپ نے حکم دیا ہے۔ اور جن پر عمل پیرا رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ آدمی اپنے اختیار سے

Marfat.com

زنار باندھتا ہے یا بت کے سامنے سجدہ کرتا ہے تو ایسا آدمی کافر ٹھہرے گا۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے اس قسم کی باتوں کو تکذیب اور انکار کی علامت ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح اگر ازراہ تمسخر کوئی شخص ایسا کام کرے گا تو وہ بھی اسی زمرہ میں شمار ہوگا۔

اَلَا تری الی انه تعالٰی کیف نسب الٰی آباء المقلدین لھم عدم العقل وعدم الھدایۃ "قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ آبَاءَنَا اَوَلَوْ کَانَ آبَاؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ" وقال "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا آبَاءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَاءَ (اَمِرکم) اِنِ اسْتَحَبُّوْا (اختاروا) الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ" ونسب الی المقلدین (بالکسر) الظلم والفسق "قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ (اِقْتَرَفْتُمُوْهَا (اکتسبتموھا) وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ (حب الاختیاری لا الجبلی الذی ھو خارج عن دائرۃ التکلیف) مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (عذابه) وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان شرک کرنے والوں کو جو اپنے اباؤ اجداد کی تقلید میں شرک کرتے ہیں اور ان کے اباؤ اجداد کو کس طرح بے عقلی اور گمراہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ آیت ۱۷۰ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان شرک کرنے والوں نے کہا کہ ہم اسی چیز کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے (اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا) کہ اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی سمجھ نہ رکھتے ہوں۔ اور نہ صحیح راہ پر چلیں۔ تو کیا پھر بھی یہ ان کی تقلید کریںگے؟ (اسی کو اندھی تقلید کہتے ہیں) اسی طرح سورۃ توبہ آیت ۲۳ میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو تم ان کو اپنا دوست اور رفیق نہ بناؤ۔ اور جو لوگ تم میں سے ایسے باپ یا بھائیوں سے دوستی اور رفاقت کریں گے تو ایسے لوگ ہی ظالم ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ نے شرک میں تقلید کرنے

Marfat.com

الفاسقین" وبین حماقتہم بنسبۃ
الفاحشۃ الی اللہ تعالیٰ بامرہ" واذا فعلوا
فاحشۃ (کالشرک وغیرہ) قالوا وجدنا
علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا" (عدم علمہم
بالافتراء علیہ تعالیٰ ونفی امرہ تعالیٰ بہ
"قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون
علی اللہ ما لا تعلمون"۔

والوں کو ظلم اور فسق کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور
اسی سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ میں فرمایا ہے کہ
اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مسلمانوں سے
کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے اور تمہارے
بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے والے
اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت
جس کے ماند پڑ جانے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور
وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو اگر یہ سب چیزیں
تم کو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اللہ
کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب اور پسند
ہیں (اس محبت سے محبت اختیاری مراد ہے
نہ طبعی محبت کیونکہ وہ تو تکلیف کے دائرہ سے
خارج ہے) تو پھر تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
اپنا حکم بھیجدے۔ (یعنی عذاب اور سزا کا حکم) اور
اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔ نیز
اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کی بیوقوفی اور حماقت کو
بیان فرمایا ہے کہ یہ کس طرح فحش بات کو خدا تعالیٰ
کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ الاعراف
آیت ۲۸ میں ہے کہ جب یہ مشرک لوگ کوئی
فحش اور برا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے
باپ دادوں کو اسی طرح کرتے پایا ہے۔ اور اللہ
نے ہم کو اسی کا حکم دیا ہے (یہ تو محض خدا پر افترا ہی اور
ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا) آپ کہدیں کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فتأمل وانصف كيف زجر الله المقلدين
للاباء وقال "قالوا بل وجدنا آباءنا
كذلك يفعلون قال أفرأيتم ما كنتم
تعبدون أنتم وآباؤكم الأقدمون فإنهم
عدو لي (اى لكم)، ونسب الضلال الى
المقلدين والمقلدين معًا قالوا وجدنا
آباءنا لها (للاصنام) عابدين قال لقد
كنتم أنتم وآباؤكم في ضلال مبين
(منخرطون في سلك ضلال لا يخفى على عاقل
لعدم استناد الفريقين الى دليل)
والتقليد وإن جاز فإنما يجوز لمن علم في الجملة
أنه على حق، وقال وجد المقلدون آباءهم
ضالين "إنهم ألفوا (وجدوا) آباءهم ضالين
فهم (الابناء) على آثارهم يهرعون (يسرعون).
وفيه اشعار بأنهم بادروا الى ذلك من غير
توقف على نظر وبحث، وبين أن تقليد
الابناء للاباء طريقة مستمرة لهم "بل قالوا
إنا وجدنا آباءنا على أمة (طريقة) وإنا
على آثارهم مهتدون لا حجة لهم على ذلك
عقلية ولا نقلية وإنما جنحوا فيه الى تقليد
آباءهم الجهلة والأمة الطريقة توم۔

ہرگز کسی فحش کام کا حکم نہیں دیتا کیا تم خدا تعالیٰ کے ذمہ وہ باتیں لگاتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں۔

پس غور کرو اور انصاف سے کام لو کس طرح اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے میں اپنے باپ داداوں کی تقلید کرنے والوں کو ڈانٹ پلائی ہے۔

چنانچہ سورۃ الشعراء آیت ۷۴ تا ۷۷ میں ہے، ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جن کو تم پوجتے ہو اور تمہارے اگلے باپ دادا پوجتے رہے ہیں یہ سب معبود میرے دشمن ہیں (اور مجھے ان سے عداوت ہے) اور خدا تعالیٰ نے ان تقلید کرنے والوں اور جن کی تقلید کی گئی ان سب کو ضلالت اور گمراہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ الانبیاء آیت ۵۳ تا ۵۴ میں ہے "ان لوگوں نے کہا ہم نے اپنے بڑوں کو انہیں مورتیوں کی پوجا کرتے پایا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بے شک تم بھی کھلی غلطی اور گمراہی میں ہو اور تمہارے بڑے بھی صریح گمراہی میں مبتلا تھے یعنی تم سب گمراہوں کی لڑی میں منسلک ہو ایسی گمراہی جو کسی عقلمند پر مخفی نہیں رہ سکتی کیونکہ دونوں فریقین کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ نہ تقلید کرنے والوں کے

Marfat.com

پاس نہ جن کی تقلید کی گئی، تقلید اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا جواز اس شخص کے لئے ہے جو جانتا ہو کہ فی الجملہ وہ حق پر ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان تقلید کرنے والوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا، چنانچہ سورۃ الصافات آیت ۶۹ و ۷۰ میں فرمایا کہ انہوں نے اپنے اباؤ اجداد کو گمراہ پایا اب یہ انہی کے نقش قدم پر دوڑے چلے جا رہے ہیں نہ کچھ غور و فکر کرتے ہیں نہ بحث و نظر سے کام لیتے ہیں بلکہ بغیر کسی توقف کے ان کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ان جاہلوں کا اپنے گمراہ اباؤ اجداد کی تقلید کرنا یہ تو پرانا دستور ہے جو مسلسل چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ سورۃ زخرف ۲۳ میں ہے، بلکہ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہیں کے نقش قدم پر راہ پانے والے ہیں کوئی عقلی یا نقلی دلیل کچھ نہیں انکے پاس، سوائے اپنے جاہل اباؤ اجداد کی جاہلانہ تقلید کے۔

قَالَ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ (يا محمد) فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ (رسول) اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ (طرائقهم) مُّقْتَدُوْنَ" تسليةً للرسول صلى الله عليه وسلّم ودلالة على ان التقليد في نحو ذالك ضلال قديم و

اور اسی طرح سورۃ زخرف آیت ۲۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اور اسی طرح ہم نے (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلّم) تجھ سے پہلے کسی بستی میں ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے اباو اجداد کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ انہیں کی

Marfat.com

ان مقتدیھم ایضا لم یکن لھم سند منقول قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى (بدین اهدی من دین وجدتم علیه آبائکم) قَالُوْا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۔ واعلم ان التقلید اقسام اربعة۔ تقلید الامة للنبی صلے الله علیه واله وسلم۔ وتقلید العالم للعالم الذی هو فوقه فی التقوی والورع وتقلید العوام للعلماء الورعین واما تقلید العلماء غیر الورعین فلا یجوز۔ وتقلید الولد للاباء والاصاغر للاکابر والرابع لایجوز الا اذا کان الاباء والاکابر من اهل السنة والجماعة ذو تقوی وورع۔ لانه رسم الکفار قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ کذا فی شرح القصیدة الامالی۔

اقتدا کرنے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ باتیں اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے فرمائی ہیں، اور یہ بات بتلانے کے لئے کہ ایسی تقلید گمراہی ہے، اور قدیم سے اس کی رسم چلی آرہی ہے۔ ان اقتدا کرنے والوں کے پاس کوئی سند اور دلیل نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگرچہ میں تمہارے پاس ایسا طریقہ اور ایسا دین لاؤں جو تمہارے اباؤ واجداد کے دین سے زیادہ صحیح اور درست ہو تو پھر بھی تم ان کے پیچھے چلو گے۔ تو ان (کفار ومشرکین) نے کہا کہ تمہیں جو چیز دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس سے انکار کرتے ہیں اور اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔

تقلید کا مسئلہ

اچھی طرح جان لو کہ تقلید چار قسم ہے۔

(۱) امت کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی تقلید کرنا۔

(۲) ایک صاحب علم کی تقلید اپنے سے زیادہ علم والے کی جو اس سے تقویٰ اور ورع میں بھی فوقیت رکھتا ہو۔ (۳) عوام کی تقلید کرنا ان علماء کی جو صاحب ورع ہیں جو علماء صاحب ورع نہ ہوں ان کی تقلید کرنا جائز نہیں۔ (۴) چوتھی قسم تقلید کی ہے، اولاد باپ دادا کی تقلید کریں اور چھوٹے بڑوں کی تقلید۔ یہ چوتھی قسم تقلید کی جائز نہیں جب کہ اباؤ واجداد اور اکابر اہل سنت والجماعت میں سے نہ ہوں اور

Marfat.com

اور تقویٰ اور ورع سے بھی موصوف نہ ہوں، ایسوں کی تقلید کرنا تو یہ کفار کی رسم ہے۔ کیونکہ کفار یہ بھی کہتے تھے ہم نے اپنے آباؤ واجداد کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (لہٰذا ہم بھی انہیں کے پیچھے چلیں گے، یہ جاہلانہ مشرکانہ اور اندھی تقلید ہے جو کسی طرح بھی روا نہیں اور پہلی تینوں قسم کی تقلیدیں درست ہیں)۔

(۸) الشرك فی النذر

منها الشرك فی النذر وهو ان يوجب على نفسه لغيره تعالى شيئًا من الصلوة او الصوم او النقد ايجابًا مطلقًا او مقيدًا بان كان للانسان غائب او مريض او حاجة ضرورية فياتی الى قبر بعض الصلحاء فيجعل سترة على راسه ويقول يا سيدی فلان ان رد غائبی او عوفی مريضی او قضيت حاجتی فلك من الذهب كذا او من الفضة كذا او من المال كذا وهو مردود لقوله تعالى "وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ (خلق) مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا (بالصرف الى المساكين) فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ (و اختراعهم وشيئًا منها الى الاصنام بالصرف الى سدنتها فقالوا) وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا

(۸) آٹھویں قسم شرک فی النذر کے بیان میں یعنی مَنّت میں شرک کس طرح ہوتا ہے

مَنّت میں شرک اس طرح ہوتا ہے کہ مثلاً کوئی شخص اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے لئے کوئی چیز لازم قرار دیتا ہے، نماز ہو یا روزہ یا کچھ نقدی وغیرہ اور یہ لازم قرار دینا کبھی تو بغیر کسی قید کے ہوگا اور کبھی مقید ہوگا۔ مثلاً کسی کا کوئی آدمی غائب ہو یا مریض ہو یا اس کی کوئی ضرورت ہے تو وہ شخص کسی نیک اور صالح آدمی کی قبر پر جاکر قبر کے غلاف وغیرہ کو پکڑ کر یوں کہتا ہے، کہ اے بزرگ اے آقا اگر میرا غائب آدمی واپس لوٹا دیا گیا یا میرے مریض کو شفا حاصل ہوگئی یا میری ضرورت پوری ہوگئی تو میں تمہارے (تمہاری خوشنودی اور رضا اور تقرب کے) لئے اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اتنا مال صرف کروں گا، یہ عقیدہ باطل اور مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے جو

Marfat.com

كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ (رُدّہ ازکی ترکوہ لرهاجا)
فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ (رُدّہ ازکی
بدلوہ لآلہتہم) فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ
سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (الشنام)

سورہ انعام آیت ۱۳۶ میں ہے کہ یہ شرک کرنے
والے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور اس کے پیدا کئے
ہوئے مویشیوں میں سے اللہ کا حصہ مقرر کرتے
ہیں (اور اس کو مساکین وغیرہ پر صرف کر دیتے ہیں)
پھر یہ اپنے خیال فاسد کی بنا پر یوں کہتے ہیں کہ
اتنا حصہ خدا کا ہے (محض افتراء اور اختراع سے)
اور کچھ حصہ جو بتوں کے مجاوروں کی طرف صرف
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حصہ ہمارے مقرر کردہ
معبودوں کا ہے پھر جو حصہ انکے مقرر کردہ معبودوں
کا ہوتا ہے (اگر دیکھیں کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور اچھا ہے
تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں ان معبودوں کی محبت میں
اس کو پھر کسی دوسری طرف نہیں صرف کرتے) تو
وہ حصہ خدا کی طرف نہیں پہنچتا اور جو حصہ اللہ تعالیٰ
کے لئے ہوتا ہے (اگر اس کو عمدہ خیال کرتے ہیں تو
اسکو تبدیل کر کے اپنے معبودوں کے لئے پھیر
دیتے ہیں) تو وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتا
ہے کیا ہی برا ہے وہ فیصلہ جو یہ کرتے ہیں (موجودہ
زمانہ کے شرک نواز حضرات بھی اس بیماری کے
مریض ہیں، اللہ تعالیٰ کی نیاز کا تو اتنا اہتمام نہیں
کرتے جتنا اہتمام گیارھویں اور قبروں کی نذر و نیاز
وغیرہ کا کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ)

وقولہ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ (الجماد لا
علم لہ) نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ (من الحرث

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان سورہ نحل آیت
۵۶ میں ہے کہ اور ہم نے ان مشرکین کو جو کچھ

Marfat.com

(الانعام) تَاللّٰہِ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ
وقوله "وَقَالُوْا هٰذِهٖ (المجعولة لآلهتهم
ثلاثة اقسام بامره تعالى) اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ
حِجْرٌ (حرام) لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاءُ
(خدمتها) بِزَعْمِهِمْ (من غير حجة) وَاَنْعَامٌ
حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا (فلا تركب) وَاَنْعَامٌ لَّا
يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا (على ذبحها بل
اسم اصنامهم) افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ
بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ" ولان المنذور له ميت
والميت لا يملك ولانه عبادة وهي لا يجوز
للمخلوق. ولانه ان ظن ان الميت يتصرف
في امورنا من دونه تعالى واعتقد ذالك
كفر. ولا يشتغل ذمة الناذر بشيئ من
تلك الامور بهذا النذر۔

دیا ہے اس میں سے ان معبودوں کا حصہ مقرر
کرتے ہیں جن کی صحیح حقیقت کو یہ جانتے بھی نہیں
خدا کی قسم جو افتراء پردازیاں تم کررہے ہو ان کے
متعلق تم سے ضرور بازپرس کی جائے گی اور
اسی طرح خدا تعالےٰ کا فرمان سورۃ انعام آیت
۱۳۸ میں ہے اور یہ مشرک لوگ اپنے خیال فاسد
کی بنا پر یہ بھی کہتے ہیں کہ مخصوص مویشی اور یہ مخصوص
کھیت (جن کو یہ تینوں حصوں میں اپنے معبودوں
کے لئے تقسیم کرتے ہیں) ممنوع یعنی حرام ہیں، ان کو
کوئی نہیں کھا سکتا، مگر وہی جس کو ہم چاہیں، (اور
یہ سب کچھ بغیر دلیل کے ہے) اور بعض مویشی اس
طرح مخصوص ہیں کہ ان کی پیٹھ پر سواری ممنوع قرار
دی گئی ہے بس ان پر کوئی سوار نہیں ہوسکتا اور
بعض مویشی اس طرح مخصوص ہیں کہ ذبح کرتے
وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے (بلکہ اپنے
من گھڑت معبودوں کا نام لیتے ہیں) یہ سب باتیں
اللہ تعالیٰ پر محض افتراء پردازی کی غرض کہتے ہیں بہت
جلد اللہ تعالیٰ انکو ان کی ان بہتان طرازیوں کی سزا
دیگا جو بہتان یہ باندھا کرتے تھے، نیز غیر اللہ کے
نام پر نذر کے شرک ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ جس
کے لئے یہ نذر و منت مانی گئی ہے وہ تو مردہ ہے
اور میت کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔

اور نیز یہ وجہ بھی ہے کہ یہ منت و نذر تو عبادت

Marfat.com

ہے، اور عبادت کسی مخلوق کے لئے جائز نہیں اور اس لئے بھی کہ اگر یہ نذر ماننے والا یہ خیال کرے کہ میت (مزاروالا) ہمارے معاملات میں اللہ کے سوا تصرف کرتا ہے اور اس بات پر اعتقاد رکھے گا تو کافر ہوگا۔

اور اس قسم کی نذر ماننے والے شخص کے ذمہ ان چیزوں میں سے کسی کا پورا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ اس نذر کے ساتھ (کیونکہ معصیت کی نذر لازم نہیں ہوتی)

اللّٰھم ان قال یا اللہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی ھذا او رددت غائبی او قضیت حاجتی، ان اطعم الفقراء الذین بباب السید عبد القادر الجیلانی رض مثلاً، او اشتریت حصیر المسجد لھم او زیتاً لوقودہ، او دراھم لمن یقوم بشعائرہ الی غیر ذالک مما فیہ نفع للفقراء، والنذر للہ تعالی عزوجل، وذکر الشیخ انما ھو بیان مصرف النذر الی مستحقہ المنقطعین برباطہ او مسجدہ مثلاً، فلا باس بہ اذ مصرفہ الفقراء وقد وجد المصرف، فلا یجوز صرفہ الی الغنی الغیر المحتاج ولا الی شریف ذی نصب مالم یکن فقیرا او ذا عیال و ھم عاجزون عن الکسب و مضطرون فیاخذونہ عن سبیل الصدقۃ المبتدأۃ

البتہ نذر کے جواز کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ یا اللہ میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے کہ اگر تو میرے بیمار کو شفا دے دے گا، یا میرے فلاں غائب آدمی کو واپس لوٹا دے گا، یا میری فلاں ضرورت پوری کر دے گا۔ تو میں ان فقراء کو جو شیخ عبدالقادر جیلانی رض کے دربار میں رہتے ہیں ان کو کھانا کھلا دونگا۔ یا ان کی مسجد کیلئے چٹائیاں خرید دونگا، یا اس مسجد میں چراغ روشن کرنے کے لئے تیل خرید دونگا۔ یا کچھ درہم خرچ کرونگا ان لوگوں پر جو اس مسجد کی خدمت کرتے ہیں۔ یا اسی قسم کی نذر مانتا ہے جس میں خاص فقراء کا فائدہ ہے اور نذر بہر حال اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رض کا ذکر صرف مصرف کے بیان کے لئے ہو کہ اس نذر کا مصرف وہ مستحق لوگ ہیں جو کہ خاص رباط یا مسجد اور خانقاہ وغیرہ میں رہتے ہیں تو اس قسم کی نذر ماننے کا کوئی گناہ نہیں، کیونکہ اس کا مصرف وہ فقراء ہیں اور وہ موجود ہیں، اور اس نذر کو کسی غنی کی

مع ان اخذہ مکروہ مالم یقصد الناذر التصرف الی اللہ تعالیٰ وصرفہ الی الفقراءؔ ویقطع عن نذر الشیخ۔

طرف جو محتاج نہیں صرف کرنا درست نہیں۔ اور اسی طرح کسی شریف منصب دار شخص کی طرف بھی صرف کرنا درست نہیں البتہ اگر ایسا شخص فقیر ہو۔ یا عیال دار ہو۔ اور اس کے عیال ضروریات کے کسب سے عاجز ہوں۔ اور بعض حالات میں مجبور ہوں، تو پھر وہ اس نذر کو بطور صدقہ کے وصول کر سکتے ہیں لیکن بایں ہمہ اس کا لینا پھر بھی مکروہ ہوگا۔ جب تک کہ نذر ماننے والا اللہ تعالیٰ کی طرف صرف کرنے کا قصد نہ کرے۔ اور اس نذر کو فقراء کی طرف صرف کرنے کا ارادہ نہ کرے اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کی نذر سے قطع نذر نہ کرے۔

فاذا علمت ھذا فما یؤخذ من الدراھم والشمع والزیت وغیرہ وینقل الی الضرائح تقربا الیھم فحرام باجماع المسلمین مالم یقصد صرفہ الی الفقراء الاحیاء انتھی ما فی البحر الرائق وذکر فی مالابد منہ "سجدہ کردن بسوئے قبور انبیاء و اولیاء و طواف کردن قبور و دعا از آنہا خواستن و نذر برائے آنہا قبول کردن حرام است بلکہ چیزہائے از آنہا کفر است و بکفر میرساند پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بر آنہا لعنت کردہ واز آں منع فرمودہ وگفتہ قبر مرا بُت مکنید لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجدا۔ لاتتخذوا قبری وثنا یعبد۔"

جب منت و نذر کے بارہ میں تمہیں یہ باتیں معلوم ہوگئیں تو خوب جان لو کہ جو کچھ یہ لوگ دراہم یعنی روپے پیسے اور موم بتیاں اور تیل وغیرہ قبروں پر لے جاتے ہیں ان اہل قبور کا تقرب اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تو یہ سب مسلمانوں کے اجماع اور اتفاق سے حرام ہے جب تک کہ لے جانے والے کا مقصد وہاں کے رہنے والے زندہ فقراء کی طرف خرچ کرنا نہ ہو (بحر الرائق)

اور مالابد منہ میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح نے ذکر کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی قبروں کی طرف سجدہ کرنا اور ان قبروں کا طواف کرنا اور ان سے حاجتیں طلب کرنی اور ان کے نام پر نذر و نیاز کرنا یہ سب مسلمانوں کے اجماع سے حرام امور ہیں۔ بلکہ بعض چیزیں ان میں سے کفر ہیں اور بعض کفر تک پہنچانے والی ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت کی ہے اور ان سے

Marfat.com

منع فرمایا ہے، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو بُت نہ بنانا اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا اور فرمایا کہ میری قبر کو بُت نہ بنانا کہ اس کی عبادت کرنے لگ جاؤ۔

وذکر فی رسالۃ الحامد القاریؒ لو قال عند رکوبہ فی السفینۃ احضر الخضر۔ ویظن انہ یعلم حالی یکفر، وکذا لو قال اصحاب الفرید الشکر گنج و نظام الدینؒ امددنی لامر من اموری۔ ویظن انھما یعلمان المھمات یکفر، لان من زعم ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب یکفر۔ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ" وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ فما ظنک فی غیرہ۔

ومن اعتقد ان الرسول او الملک یعلم الغیب یکفر کذا فی نافع المسلمین والمحیط مع ان التزام الدعوات و صحۃ المناجات یستلزم علم المدعو والمناجا۔ وھو فی حیز المنع ولا یدل علیہ دلیل، ومجرد الظن لا یغنی من الحق شیئًا۔ وان لم یعتقد الحضور

اور حضرت حامد القاریؒ کے رسالہ میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کشتی پر سوار ہوتے وقت یوں کہے کہ اے خضر حاضر ہو جاؤ اور وہ شخص یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ خضر علیہ السلام اس کے حال کو جانتے ہیں تو ایسا شخص کافر ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص خواجہ فرید شکر گنج یا خواجہ نظام الدینؒ سے امداد کا طالب ہو۔ اور یوں کہے کہ میرے اس معاملہ میں میری امداد فرمائیں۔ اور ساتھ یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ یہ بزرگ اس کے حالات مہمات کو جانتے ہیں تو ایسا شخص کافر ہوگا۔ دلیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سب مخلوق میں زیادہ افضل اور اعلم ہیں اگر ان کے بارہ میں کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ وہ غیب جانتے ہیں تو ایسا شخص کافر ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام آیت ۵۹ میں فرمایا ہے اور خاص اس اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہیں چابیاں غیب کی اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے اس طرح کہلوایا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں اپنے لیے بہت سی بھلائیاں اکٹھی کر لیتا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تو دوسروں میں یہ بات کہاں ہوگی نیز

Marfat.com

والعلم یکون عبثا صرفا فیحرم۔

نافع المسلمین اور فتاوی محیط ہیں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم یا فرشتے غیب جانتے ہیں تو ایسا شخص کافر ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اپنی مشکلات وغیرہ میں انکو انبیاء علیہم السلام اولیائے کرام، ملائکہ مقربین وغیرہ کو التزام کے ساتھ پکارنا اور ان سے دعا کرنی اور ان کے سامنے مناجات کرنی اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس کو پکارا جا رہا ہے یا جس کے سامنے مناجات کی جا رہی ہے وہ جانتا ہے۔ حالانکہ یہ چیز ثابت نہیں اور اس پر کوئی دلیل نہیں محض گمان حق کے مقابلہ میں کچھ بھی سودمند نہیں ہو سکتا، اور اگر انکے حاضر ہونے اور جاننے کا اعتقاد نہیں رکھتا تو پھر بھی مناجات و پکار ایک فعل عبث ہوگا اور یہ بھی حرام ہے۔

ومن البین ان احوال المرء لا یعلمها احد علی سبیل التیقن لان خوف زوال الایمان لکل احد بان اکثر ما یسلب الایمان عند النزع کما ذکر فی الکتب، الا الانبیاء والشهداء والذین بشروا علی لسان النبی صلی اللہ علیه وآله وصحبه وسلّم وانه بتوقف علی ضرورة ثبوت السمع وکونه من اهل الجنة وکونه ماذونا له بالشفاعة للزائر المرید منه العول علی سبیل القطع، وشیئ من ذا لا یدل

اور واضح بات ہے کہ جن کی زیارت کی جاتی ہے ان کے حالات بھی یقینی اور قطعی طور پر کوئی نہیں جانتا ایمان کے زوال اور سلب کا خطرہ ہر ایک کے لئے لگا ہوا ہے، اور اکثر ایمان کا سلب نزع کی حالت میں ہوتا ہے۔ کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے۔ البتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء اس سے مستثنیٰ ہیں اور وہ لوگ بھی مستثنیٰ ہیں جن کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بشارت مل چکی ہے۔ اور یہ بات موقوف ہے اس پر کہ جس کے سامنے دعا کی جا رہی ہے اس کا سننا اور اہل جنت میں سے ہونا اور اس کو زیارت کرنے والے کے لئے (جو اس سے امداد کا طالب ہے)

علیہ دلیل من الکتاب والسنۃ و مجرد الرأی لا یغنی من الاعتقاد شیئًا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ولا تقف مالیس لک بہ علم ۔

سفارش کرنے کی اجازت کا ہونا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو لیکن اس سلسلہ میں کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں پیش کی جا سکتی ۔ خالی رائے اور قیاس عقیدے کے مقابلہ میں کچھ فائدہ مند نہیں ، خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کون ہے وہ جو سفارش کر سکے اس کے سامنے سوائے اس کی اجازت کے ۔ لہٰذا جس چیز کا علم نہ ہو اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے ۔

فان قیل قد ثبت السمع فی حدیث بدر للکفار اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فھل وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَکُمْ رَبُّکُمْ حقا ۔ فعرض عمرؓ یا رسول اللہ انک تنادی اجسادًا لا ارواح لھا ۔ فقال ما انتم باسمع لما اقول منھم ۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مُردوں کا سننا تو اس حدیث سے ثابت ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار بدر کے متعلق فرمایا تھا ان سے خطاب کرتے ہوئے کہ ہمارے ساتھ جو ہمارے پروردگار نے وعدہ النصرت فرمایا تھا ہم نے اس کو برحق پایا ، وہ وعدہ تو پورا ہو گیا اور تمہارے ساتھ جو اس نے (رسوا کرنے اور شکست دینے اور عذاب میں مبتلا کرنے کا) وعدہ کیا تھا کیا اس کو تم نے سچا پایا ؟ تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضرت آپ ایسے جسموں سے خطاب فرماتے ہیں جن میں ارواح نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے وہ بات جو میں کہتا ہوں ۔

قلنا ۔ یجوز ان یکون ذالک من خواصہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلمہ بنور النبوۃ بانھم یجیبون ۔

جواب :۔ اس کا جواب یہ ہے ، ہو سکتا ہے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات میں سے ہو ، عام مُردوں کے بارہ میں یہ قانون نہیں ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت (وحی والہام) سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ یہ جواب دیں گے اسمعات کا جو میں ان سے کہوں گا

وقد ثبت رد عائشہؓ لھذا الحدیث

اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا معارضہ بھی ثابت ہے جو اس

Marfat.com

بقوله تعالیٰ - مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ - وقیل کان ذالک معجزۃ له علیه الصلوٰۃ والسلام - وقیل المقصود بذالک وعظ الاحیاء لا افهام الموتی والخطاب لهم، وقیل مخصوص بهم تضعیفاً للحسرۃ کذا فی فتح القدیر والکافی والمستخلص والعینی شرح کنز والکفایه فی باب الیمین فی الضرب والقتل، وغیر ذالک ومن اراد ذالک فلیطالعها -

حدیث کے مقابلہ میں انہوں نے پیش کیا قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نہیں سنانے والے ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں -

ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ ان کفار کو سنانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کلام سے مراد زندوں کو وعظ و نصیحت کرنا مقصود تھا نہ کہ مُردوں کو خطاب کرنا اور افہام و تفہیم -

بعض نے یہ بھی فرمایا ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام سننا، ان کفار بدر کے لئے خاص تھا، صرف ان کے لئے حسرت کو زیادہ کرنے کے لئے، عام مُردوں کے لئے یہ حکم نہیں، فتح القدیر، کافی، مستخلص، عینی شرح کنز اور کفایہ میں یہ مسئلہ اسی طرح لکھا ہوا ہے اور یہ مسئلہ باب یمین فی الضرب والقتل وغیرہ میں لکھا ہوا ہے جو چاہے ان کتب کا مطالعہ کرے۔[1]

---

[1] ان کتابوں میں جہاں یہ مسئلہ سماع لکھا گیا ہے - وہ درحقیقت قسم (یمین) کے باب میں ہے اور یمین کا معاملہ عرف پر مبنی ہوتا ہے، اور عرف میں مُردے سے کلام کرنے والا حانث نہیں ہوتا - اس مسئلہ سے بعض فقہاء کرام نے یہ سمجھا ہے کہ شاید امام اعظمؒ کا مسلک عدم سماع ہے - حالانکہ سماع یا عدم سماع اموات کے بارہ میں امام اعظم ابو حنیفہ سے کوئی صراحت کے ساتھ بات منقول نہیں اس لئے امامؒ کی طرف عدم سماع کی بات قطعی طور پر منسوب کرنی درست نہ ہوگی، ہاں فقہاء حنفیہؒ میں دونوں قسم کے ہیں بعض سماع کے قائل ہیں اور بعض عدم سماع کے، صحابہؓ کے اندر بھی یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے - اس لئے کسی ایک طرف شدت اختیار کرنا غلو سے خالی نہ ہوگا - ۱۲ سواتی

Marfat.com

مع انہ قال قتادۃ رحمہ ان اللہ تعالیٰ احیاہم
لیسمعوا کلام نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم
وکان عظۃ للاحیاء کما کان قول علی رض
للاموات قد نکحت نساء کم وسکنت
بیوتکم، وقسمت اموالکم من ھو عدو لکم
والحق ان من انکر السماع انکر الاستمداد
عند حضور القبر، ومن اثبت اثبت
والحنفیۃ قائلون بالاول۔ ومایقال
من ان کون الشغل والجذب فی جناب
القدس والاستلذاذ فی لاھوت الحق
مانع من التوجہ الی الزائر وحاجتہ
کما کان کذالک فی الحیات لبعض المجذوبین
فذالک لیس بکلی۔
فنقول التوجہ الکلی لایثبت ایضاً فما
ھو جوابکم فھو جوابنا۔

اور باوجود اس کے کہ اس روایت کی توجیہ میں حضرت قتادہ رح نے
یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ان کفار کو خدا تعالیٰ نے زندہ کیا تھا
تاکہ ان کو اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بات سنا دے، اور
یہ بات زندوں کے حق میں نصیحت تھی۔ جیسا کہ حضرت علی رض کا
قول مُردوں کے حق میں جو انہوں نے فرمایا تھا کہ تمہاری عورتوں
سے نکاح کر لیا گیا ہے۔ اور تمہارے گھروں میں دوسروں نے
رہائش اختیار کر لی ہے۔ اور تمہارے اموال کو تمہارے دشمنوں
نے یعنی تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کر لیا ہے، حق
بات یہ ہے کہ جس نے مُردوں کے سماع سے انکار کیا ہے
اس نے قبر پر حاضر ہو کر دعاء و استمداد سے منع کیا ہے، اور جس
نے سماع ثابت کیا ہے اس نے دعاء و استمداد بھی ثابت کی
ہے۔ حنفیہ کرام پہلے مسلک کے قائل ہیں۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اموات جناب قدس میں مشغول
ہوتے ہیں اور اس بارگاہ کی طرف ان کی توجہ جذب بھی ہے
اور وہ اس سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں، اس عالم لاہوت
سے اور یہ چیز مانع ہے کہ انکی توجہ زائر کی طرف اور اس کی ضرورت
کی طرف ہو سکے جیسا کہ زندگی میں بھی بعض مجذوبین کی توجہ
زائرین کی طرف نہیں ہوتی لیکن یہ کلی ضابطہ نہیں، ہم اس کے
جواب میں یہ کہیں گے کہ توجہ کلی بھی تو ثابت نہیں اب جو
جواب تمہارا ہو گا وہی جواب ہم دیں گے۔

(۹) الشرک فی التسمیۃ

منہا الشرک فی التسمیۃ وھو ان یسمی
اولادہ بعبد الشمس وعبد العزیٰ

(۹) نویں قسم شرک فی التسمیہ ہے یعنی نام رکھنے میں شرک
شرک فی التسمیہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کا نام عبد الشمس،
عبد العزیٰ، عبد اللات، عبد القصی، عبد مناف، عبد المنات

Marfat.com

وعبد اللات، وعبد القصی، و
عبد مناف، وعبد المنات، و
عبد الجیلانی، وپیر بخش، وحیدر
بخش، وبالہند یہ سائیں و
داتا وعلی ھذا القیاس وھو مردود
بقولہ تعالیٰ "فلما آتاھما ولدا)
صالحا صالح الجسد سلیم الاعضاء)
جعلا لہ شرکاء فیما آتاھما فتعالی
اللہ عما یشرکون" لان حواء لما
حملت تمثل لھا ابلیس علی صورۃ
مجھولۃ فقال لھا تعلمین ما فی
بطنک فقالت لا۔ فقال لعلہ سبع
او بھیمۃ ثم وسوس اتعلمین من
ای موضع یخرج فقالت لا فقال
انما یخرج من الفم او الاذن او الانف
او یشق بطنک ویخرج منہ الولد
فخافت حواء علیھا السلام واظھرت
صورۃ الحال عند آدم علیہ السلام
فتفکر ایضا ثم ظھر بصورۃ اخری
نسال عن ملالھا واظھر الصورۃ
المتفکرۃ منھا فقال ابلیس لا تغتما
ولا تحزنا فانی اعلم الاسم الاعظم و
دعائی مستجاب فادعو اللہ تعالیٰ

یا عبد الجیلانی، پیر بخش، حیدر بخش یا سائیں اور داتا کی طرف نسبت کرے۔ اس قسم کے نام رکھنے غلط ہیں اگر تعظیم مقصود ہے تو یہ شرک ہوا اگر تعظیم مقصود نہ ہو تو پھر بھی ایہام شرک ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے خلاف ہے جو سورۃ اعراف آیت ۱۹۰ میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے انکو صحیح سالم بچہ عطا فرمایا (جس کے اعضاء اور جسم بالکل صحیح تھے) تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان کے اس شرک سے پاک و بالاتر ہے۔ حضرت حواءؑ جب حاملہ ہوئیں تو شیطان، نا آشنا شکل میں سامنے آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں معلوم ہے تمہارے پیٹ میں کیا ہے۔ حضرت حواءؑ نے کہا معلوم نہیں، تو کہنے لگا شاید کوئی درندہ یا جانور ہو پھر اس ابلیس نے مزید وسوسہ ڈالا کہ یہ نکلے گا کہاں سے حضرت حواءؑ نے کہا معلوم نہیں، ابلیس کہنے لگا شاید منہ، کان یا ناک سے خارج ہو۔ اور شاید تیرا پیٹ چاک کر کے اس سے نکالا جائے۔

حضرت حواء خائف ہوگئیں اور انہوں نے صورت حال حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے ذکر کی آدم علیہ السلام بھی متفکر ہوئے۔ اس کے بعد ابلیس ایک اور صورت میں ان کے سامنے ظاہر ہوا اور اس نے آدم و حواء کی پریشانی کے بارہ میں پوچھا اور ابلیس نے کہا کہ کچھ فکر و اندیشہ نہ کرو میں اسم اعظم جانتا ہوں اور میں مستجاب الدعاء ہوں۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ تمہارا بچہ انسانی صورت پر پیدا ہو اور بڑے آسان طریقہ سے اس کی ولادت ہو لیکن

Marfat.com

ان یولد لہما بصورۃ بشر مثلہما و اخرجہ باسہل طریق بشرط ان یسمیاہ عبد الحارث وکان اسمہ فی الملائکۃ حارث فقبلا ھذا الشرط وسمیاہ فزجر اللہ تعالیٰ

شرط یہ ہے کہ اس کا نام عبدالحارث رکھدو۔ کیونکہ ابلیس کا نام ملائکہ میں حارث مشہور تھا۔ حضرت آدم اور حواء علیہم السلام نے یہ شرط قبول کرلی اور اس کا نام عبدالحارث رکھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس سے زجر فرمائی [1]

وذکر فی المرقات لایجوز التسمیۃ بعبد النبی، وعبد الرسول ولاعبرۃ بما شاع فیما بین الناس بل قال فی الملحقات واما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر، ومن قال لمخلوق یا قدوس او القیوم او الرحمن او اسما من اسمائہ تعالیٰ کفر کذا فی الظہیریہ، وہو یفید ان من

اور مرقات میں ذکر کیا گیا ہے کہ عبدالنبی اور عبدالرسول نام رکھنے جائز نہیں اور اس قسم کے نام جو لوگوں میں شائع ہیں ان کا کچھ بھی اعتبار نہیں بلکہ ملاعلی قاری نے ملحقات میں یہ کہا ہے کہ عبدالنبی وغیرہ کے نام جو لوگوں میں مشہور ہیں ان کا ظاہر کفر ہے۔ (یعنی جب تک ان کی تاویل نہ کی جائے تو یہ کفریہ کلمات کے قبیل سے ہونگے) اور جو شخص کسی مخلوق کو قدوس یا قیوم یا رحمٰن کے لفظ یا اللہ تعالیٰ کے کسی نام کے ساتھ پکارتا ہے تو یہ بھی کفر ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ ظہیریہ میں مرقوم ہے۔ اور اس سے یہ فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی عبد مخلوق کو یا عزیز وغیرہ کے لفظ سے پکارے گا تو یہ کفر ہوگا۔

---

[1] یہ حدیث مستدرک حاکم میں اور ترمذی شریف میں بھی ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن بھی کہا ہے اگرچہ اس کی توجیہہ بھی ممکن ہے لیکن اکثر محدثین اس روایت کو قابل اعتماد نہیں خیال کرتے اور آدم و حواء کی طرف شرک کی نسبت درست نہیں۔ آیت میں جعلا تثنیہ کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد مطلق بیوی خاوند ہیں۔ عام طور پر انسانی ذہنیت کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام ابوبکر جصاص نے لکھا ہے:-

قال الحسن وقتادۃ الضمیر فی جعلا عائد الی النفس وزوجہ من ولد آدم لا الی آدم و حواء۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۳۷)

امام حسن بصری اور قتادہ نے کہا ہے کہ جعلا کی ضمیر نفس اور اس کے جوڑے کی طرف راجع ہے جو اولاد آدم علیہ السلام سے ہیں نہ کہ حضرت آدم اور حواء علیہما السلام ہی کی طرف۔

Marfat.com

قال لمخلوق یا عزیز ونحوہ یکفر الا
ان اراد بھما المعنی اللغوی لا الخصوص
الاسمی، والاحوط ان یقول یا عبد العزیز
انتہی قال علیہ الصلوۃ والسلام لا
تقولن احدکم عبدی وامتی کلکم
عبید اللہ وکل نسائکم اماء اللہ
ولکن لیقل غلامی وفتای وجاریتی
وفتاتی، ولا یقل العبد ربی ولکن
لیقل سیدی،

اِلّا یہ کہ اس سے مراد اس کی صرف لغوی معنی ہو۔ خاص نام والا مفہوم نہ ہو۔ پھر بھی احتیاط تو اسی میں ہے کہ عبد العزیز وغیرہ کے لفظ سے پکارے۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ سلّم کا فرمان ہے۔ کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اپنے غلام یا لونڈی کو عبدی (میرا بندہ) یا امتی (میری بندی) کے لفظ سے نہ پکارے۔ کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو۔ اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں۔ بلکہ چاہیئے کہ اس طرح انکو پکارے۔ اے غلام یا اے جوان اور اے لڑکی یا اے لونڈی کے لفظ سے پکارے۔ اور کوئی غلام بھی اپنے مالک کو ربی (اے میرے رب) کے لفظ سے نہ پکارے، بلکہ یوں کہے سیّدی، اے آقا۔

وفی شرعۃ الاسلام لا یسمی الولد
بعبد فلان لان العبد انما ھو للہ
عزّوجل، ولا یجوز التسمیۃ لما
فیہ تزکیۃ نحو الرشید والامین
والطاھر والمعصوم والبرّۃ لقولہ
تعالیٰ" اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ
اَنْفُسَھُمْ بَلِ اللّٰہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ"
"وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ
مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّ
لٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ
عَلِیْمٌ" وقولہ ھُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ
اَنْشَاَکُمْ (خلقکم) مِّنَ الْاَرْضِ وَ
اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ (جمع جنین) فِیْ

اور کتاب شرعۃ الاسلام میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام عبد فلاں (وغیرہ) نہ رکھے کیونکہ عبد (یا بندہ) تو اللہ تعالیٰ کا ہے، لہٰذا عبدیت کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف ہی ہونی چاہیئے اور کسی کی طرف درست نہیں اور اسی طرح ایسا نام بھی رکھنا درست نہیں جس میں اس نام والے کی اپنی پاکیزگی اور برتری اور پاکبازی کا اظہار ہو۔ جیسا کہ رشید، امین، طاہر، معصوم برّۃ (نیک) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ جیسا کہ سورۃ نساء آیت ۴۹ء میں ہے اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلّم کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو پاکباز بنتے ہیں۔ یوں نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے پاکیزہ بنا دے۔ اور سورۃ نور آیت ۲۱ء میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو نہ پاک ہوتا اس گناہ سے تم میں سے کوئی بھی لیکن اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا

Marfat.com

بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ فَلَا تُزَکُّوْا (لا تطھروا) اَنْفُسَکُمْ (من الذنوب ولا تتصفوا بکثرة الصفات الحمیدة والتصدق و) ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی"

وقوله علیه الصلوٰة والسّلام لبرة بعد تولدوا سمیت برة لا تُزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البر منکم فسماھا زینب۔

ہے۔ اور سورہ نجم آیت ۳۲ میں ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ تم کو اس وقت اچھی طرح جانتا ہے جب سے اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بچّے تھے لہٰذا تم خودستائی مت کیا کرو (کہ اپنے آپ کو گناہوں سے پاک خیال کرو اور بکثرت اپنے لئے اچھے اوصاف اور بہت خیرات کرنے والا بیان کرتے رہو) وہ خدا ہی خوب جانتا ہے اس کو جو پرہیز گار ہے۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا فرمان اس عورت کے لئے جس کا نام پہلے برہ رکھا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اپنی ستائیش مت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ تم میں سے پاکیزگی والے کون ہیں پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے اس عورت کا نام بدل کر زینب رکھدیا۔

وقوله علیه السّلام من کان منکم مادحًا لا محالة، فلیقل احسب فلانًا واللہ حسیبه ان کان یری ذالك انه کذالك، ولا یزکی علی اللہ احدًا (متفق علیه) — و کذالك ملك الاملاك وبالفارسیة شهنشاه قال علیه الصلوٰة والسلام ابغض الاسماء عند اللہ رجل یسمی ملك الاملاك لا ملك الا للہ عزّ وجل۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا فرمان بھی ہے کہ جو شخص تم میں سے کسی کی تعریف کرنا چاہتا ہو تو اس کو یوں کہنا چاہیئے کہ میں فلاں کے بارہ میں گمان اور خیال کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی اس کے لئے کفایت کرنے والا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی شخص کی پاکیزگی اور ستائش کا اس طرح قطعی اظہار نہ کرے کہ فلاں یوں ہے اور یوں ہے۔ نیز ملک الملوک اور شہنشاہ بھی کسی پر نہیں بولنا چاہیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین نام یہ ہے کہ کسی کو ملک الملوک (شہنشاہ) کے نام سے پکارا جائے۔ کیونکہ بادشاہوں کا بادشاہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے کسی اور کے لئے اس لفظ کا استعمال درست نہیں۔ اگر یہ اعتراض

وما قیل — ان للفظ العبد معنیین المتصف بالعبودیة وبمعنی المملوك وهو المراد فی عبدالنبی

کیا جائے ——— کہ عبد کے لفظ کے دو معنے ہوتے ہیں ایک معنی عبودیت (بندگی) کے ساتھ جو متصف ہو، اور دوسرا معنی عبد کا مملوک ہوتا ہے اور عبدالنبی اور عبدالرسول وغیرہ

Marfat.com

وعبد الرسول. اعنی ھذا الابن
مملوك النبی او الرسول والنبی
او الرسول مولاہ ، واطلاق المولی
علی الرسول ، والمملوك علی المسمی
بطریق الاستعارة جائز۔

یہاں یہی دوسرا معنی مراد ہے۔ یعنی مراد یہ ہوگی کہ یہ لڑکا نبی یا رسول
کا مملوک ہے اور نبی اور رسول اس کا مولیٰ اور آقا ہے اور مولیٰ
کے لفظ کا اطلاق رسول پر اور مملوک کے لفظ کا اطلاق اس پر جسکا نام
رکھا گیا ہے بطور استعارہ کے جائز ہے۔

ممنوع ——— اما اولاً فلما ذکر
فی المرقات ، وشرعة الاسلام
ولا حاجة الی التوجیه بعد النقل
من الکتب ۔ وایضاً المراد من المملوك
اما المملوك حقیقة الذی یجوز
بیعه وعتقه وتوابعه فهو غیر
مستقیم اذ لیس فی کتب من الفقه
انه یجوز للرسول علیه السلام
بیع احد من الحرائر۔ فیکون
المراد منه کالمملوك وهو مجاز
فی مجاز ولا شاهد له۔

اس کا جواب ——— یہ ہے کہ اولاً جب مذہب کی معتبر کتب
(مرقات و شرعۃ الاسلام وغیرہ) سے صراحت کے ساتھ منقول
ہے کہ ایسا نام رکھنا درست نہیں تو پھر کسی توجیہ کی ضرورت نہیں
ثانیاً ہم کہتے ہیں کہ مملوک سے مراد یا تو حقیقۃً غلام ہوگا جس کا
بیچنا اور آزاد کرنا درست ہو تو یہ معنے تو یہاں مراد نہیں کیونکہ
فقہ کی کتب میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے لئے کسی آزاد آدمی کو فروخت کرنا جائز ہے۔ تو لامحالہ
مملوک سے مراد ہوگا مملوک کی طرح (خدمت گذار وغیرہ) اور یہ مجاز
در مجاز ہے۔ اور اس کے لئے کوئی شاہد نہیں

وقول علی کرم الله وجهه انا عبد
من علمنی حرفاً ان شاء باع وان شاء
اعتق من باب التواضع ے
وکم من عائب قولاً صحیحاً
وآفته من الفهم السقیم
ولفظ بخشش ان کان مرخم بخشیده شده
یکون معناه ابنی موهوب للپیر

اور حضرت علیؓ کا قول جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ میں تو اس
شخص کا غلام ہوں جس نے مجھکو ایک حرف بھی سکھلایا ہے۔ اگر
چاہے تو بیچ دے۔ چاہے تو آزاد کردے۔ یہ قول باب تواضع سے
یعنی ازراہ تواضع وانکساری حضرت علیؓ نے ایسا فرمایا۔ اس سے
مراد حقیقی معنی نہیں صرف یہ بتانا مقصد ہے کہ استاذ کا حق بڑا
ہوتا ہے متنبی کا یہ شعر ہے کہ بہت سے لوگ ایک صحیح بات کو
غلط سمجھتے ہیں اور اس کی بیماری سب فہم ناقص کی وجہ سے ہوتی ہے۔

Marfat.com

والپیرواھبه، فالترکیب علی
ھذا یکون ترکیبًا اضافیًا یعنی
بخشیدہ شدہ پیر، فیکون مخالفا
للآیۃ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ اِنَاثًا
وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ الذُّکُوْرَ۔
والترخیم فی الالفاظ الفارسیة
شائع ذائع کما قال الشیخ السعدیؒ
کورمقری بخوابنے چشم روشن۔ یعنی کور
مادرزاد نہ بیند بخواب چشم روشن
فکذا لفظ بخش۔

اور لفظ بخش اگر بخشیدہ شدہ کا مخفف ہے تو اس کا معنیٰ ہوگا کہ میرا بیٹا پیر کا بخشا ہوا ہے، تو پیر بخشنے والا ہوا۔ اور یہ معنیٰ تو اس آیت کے بالکل خلاف ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سورۃ شوریٰ آیت ۴۹ کہ اللہ تعالیٰ ہی بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور بیٹے، اور فارسی زبان میں بھی الفاظ کی یہ تخفیف ثابت ہے جیسا کہ سعدیؒ کے کلام میں یہ تخفیف پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ سعدی کا یہ قول ہے کورمقری بخوابنے چشم روشن۔ یعنی مادرزاد اندھا خواب میں اپنی آنکھ کو روشن دیکھتا ہے۔ یا یہ معنیٰ ہے کہ خواب میں بھی اپنی آنکھ کو روشن نہیں دیکھتا۔

وان کان ھذا الترکیب من قبیل
الترکیب التوصیفی ویکون الپیر
موصوفًا وبخش صفة له یکون معنًا
ابنی پیر بالمعنی اللغوی۔ موھوب
وھبه الله تعالی والپیر بالیونانیة
المحب والعربیة معروف بالھندیة
الاخ۔ ولا وجه للاخیرین ھھنا
وبقی الاول۔ لکن الکلام فی الھندیة
لا الیونانیة۔ وان کان مرخم بخشندہ
فمخالفته للآیة اظھر من ان
یخفی۔ ولا عبرة بما شاع وذاع
بین الناس لان العبرة لما ثبت
فی الکتاب والسنة والاجماع

اور اگر یہ ترکیب توصیفی ہو۔ کہ پیر موصوف ہو۔ اور بخش اس کی صفت ہو، تو پھر معنیٰ ہوگا کہ میرا بیٹا پیر ہے بخش کا لغوی معنیٰ بخشا ہوا یعنی خدا نے اس کو بخشا ہے اور اگر یہ لفظ بخشندہ کا مرخم ہو تو پھر تو اس کا آیت کے مخالف ہونا اظہر من الشمس ہے اور پیر یونانی زبان میں محب کو کہتے ہیں اور عربی زبان میں بھی اس کا معنیٰ معروف مشہور ہے اور ہندی میں پیر بھائی کو کہتے ہیں اور یہاں پر عربی اور ہندی معنیٰ مراد نہیں ہو سکتا۔ باقی صرف یونانی زبان کا اعتبار ہو سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ بات تو ہندی زبان میں ہو رہی ہے نہ کہ یونانی زبان میں۔ بہرحال لوگوں میں جو اس قسم کے نام پھیلے ہوئے ہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں اعتبار تو اس کا ہوگا جو چیز کتاب وسنت اور اجماع اور مجتہدین کے قیاس سے ثابت ہو۔ ہاں ان لوگوں کی بات حجت بن سکتی ہے جن کے حق میں پاکیزگی اور عصمت ثابت ہے۔

Marfat.com

وقیاس المجتهدین - الا الذین ثبت فی حقهم التطهیر او العصمة -

(١٠) الشرك فی الحلف

منها الشرك فی الحلف وهو ان یحلف بغیره تعالیٰ، ولا شك فی بطلانه الا ترى الى قوله علیه الصلوة والسلام من حلف بغیر الله فقد اشرك لانه قد اثبت له شریكاً فی التعظیم وقوله علیه من الصلوات افضلها والتسلیمات اكملها، من حلف فقال فی حلفه باللات والعزى، فلیقل لا اله الا الله - وقوله علیه من التحیات انماها - والتعظیمات اعظمها من كان منكم حالفا فلیحلف بالله او لیذر وقد مر بعض ما تعلق ههنا فانظر -

(١٠) قسم میں شرک کا بیان

قسم میں شرک اس طرح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے نام سے قسم اٹھائے، ظاہر ہے کہ اس کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں - کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے ساتھ قسم اٹھائی تو اس نے شرک کیا - کیونکہ اس قسم اٹھانے والے نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعظیم میں اس کو شریک ٹھہرایا ہے - نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ جس شخص نے لات اور عزیٰ کے نام سے قسم اٹھائی تو اسکو فوراً لا اله الا الله کہنا چاہیئے (کیونکہ اگر تعظیم سے قسم اٹھائی ہے تو پھر شرک ہوا - اس شخص کو تجدید ایمان کرنی چاہیئے - اور اگر تعظیم کے خیال سے قسم نہیں اٹھائی تو پھر بھی اس کے ناجائز ہونے میں شک نہیں کیونکہ مظنہ شرک ضرور ہے) نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص تم میں سے قسم اٹھاتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے قسم اٹھائے - یا پھر قسم نہ اٹھائے -

(١١) الشرك فی الذبح

منها الشرك فی الذبح وهو ان یذبح شیئاً لغیره تعالیٰ مثلا علی قبر احد او بحر او نهر او غدیر او بیر او بناء او صنم

(١١) جانور کے ذبح کرنے میں شرک کا بیان

ذبح میں شرک اس طرح ہوتا ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے لئے ذبح کرے - مثلاً کسی قبر پر یا دریا کی تعظیم کے لئے یا نہر اور کسی حوض یا کوئیں یا کسی عمارت کی تعظیم کے لئے یا کسی بت کے لئے یا سلطان (بادشاہ) اور امیر کی آمد پر ان کی تعظیم

Marfat.com

اولغيره من سلطانٍ او اميرٍ او اشجارٍ او اجنةٍ فالذابح كافر والذبيحه ميتة، والامر فى بطلانه، الا ترى الى قوله تعالى بعد تعداد بعض المحرمات "وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ" بان ذبح على اسم غيره بان نوى، و ان سمى عنده، وقوله عزوجل "وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ"، واحده الانصاب وهى احجار كانت منصوبة حول البيت يذبحون عليها ويعدون ذالك قربة - وقيل هى الاصنام اللتى نصبت للعبادة فعلى بمعنى اللام -

کے لئے - یا درختوں کی تعظیم کے لئے یا کسی بن اور جنگل کی تعظیم کے لئے ذبح کرے - ایسی صورت میں ذبح کرنے والا کافر ہوگا اور یہ ذبح کیا ہوا جانور مردار ہوگا ، دیکھو قرآن کریم میں اللہ تعالے نے بعض حرام چیزوں کو شمار کرنے کے بعد یہ فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے اس کو بھی حرام قرار دیا ہے جو چیز اللہ تعالی کے سوا غیر کے نام پر پکاری جائے - کہ اللہ تعالی کے نام کے سوا غیر کے نام پر ذبح کرے - بایں طور کہ غیر کی نیت ہو، گو ذبح کرتے وقت خدا تعالی کا نام لے ہر صورت میں وہ حرام ہوگی - نیز اللہ تعالی نے استھانوں پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کو بھی حرام قرار دیا ہے - نصب انصاب ان پتھروں کو کہتے ہیں جو بیت اللہ شریف کے گرد مشرکین نے رکھے ہوئے تھے - اور ان پر جانوروں کو ذبح کرتے تھے - اور اس کو قربت اور نیکی خیال کرتے تھے - بعض نے یہ کہا ہے کہ انصاب سے وہ بت مراد ہیں جن کو مشرکین عبادت کے لئے مقرر کرتے تھے (بہر حال بت یا پتھر یا تکیہ یا کوئی ایسی جگہ جہاں خدا تعالے کے سوا غیر کی تعظیم مقصود ہو یہ سب انصاب میں داخل ہیں)-

والسر فيه ان اراقة الدم و ازهاق الروح من ذى الروح لم يعرف قربة الا فى مكان مخصوص او زمان مخصوص للذى وهب الدم والروح، فلا يجوز ان يفعل لغيره جل شانه، وما يذبح للاكل او البيع فهو مذبوح لله

اور اس میں راز کی بات یہ ہے کہ خون کا بہانا اور جان و روح کا نکالنا جاندار چیز کے جسم سے یہ قربت و نیکی اور عبادت نہیں سوائے مخصوص مکان یا مخصوص زمان کے یعنی یا تو یہ خاص مکان اور جگہ میں قربت ہوگی جیسا کہ حرم شریف میں ہدی وغیرہ کا ذبح کرنا یا خاص زمانہ میں قربت ہوگی جیسا کہ عید الاضحی کے تین دنوں میں قربانی کے جانوروں کا ذبح کرنا قربت اور عبادت ہے اور ذبح کرنا اس ذات کے لئے جس نے خون اور روح بخشی ہے ، لہذا

Marfat.com

تعالیٰ۔ الا تری انھم یا کلون منه
ولا یا کلون مما یذبح لقدوم
الامیر مثلا۔ وھو الفارق علی ما
ذکر فی درالمختار ان شئت فطالعه

اس اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے لئے یہ ذبح کرنا جائز نہیں ہوگا باقی جو جانور عام طور پر کھانے کے لئے ذبح کیئے جاتے ہیں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کیئے جاتے ہیں۔
(چنانچہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے یہ شرط لگائی ہے کہ ایسے جانوروں کا گوشت مت کھاؤ جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو۔)
درمختار میں اس مسئلہ کی پوری تشریح درج ہے، جو جانور کھانے کے لئے ذبح کیئے جاتے ہیں انکو لوگ کھاتے ہیں لیکن جو جانور امیر کی تعظیم کے لئے ذبح کیا جاتا ہے اس کو نہیں کھاتے۔ اور یہی فرق ہے اس قسم کے ذبح کیئے ہوئے جانوروں کے جائز اور ناجائز ہونے میں مثلاً اگر کہا جائے کہ امیر یا سلطان کے آنے پر اتنی مقدار کو لے آؤ اور اسکو پکا کر کھلا دو۔ اگر ایسا کرنے کے لئے تیار ہو تو سمجھا جائے گا کہ واقعی یہ شخص ضیافت کرتا ہے لیکن اگر اس کے لئے وہ آمادہ نہ ہو اور جانور کو ضرور ہی ذبح کرے تو سمجھا جائیگا کہ اس کی غرض تعظیم تقرب ہے اس لئے یہ ناجائز ہوگا۔

(۱۲) الشرک فی التاثیر

منھا الشرک فی التاثیر وھو
ان یعتقد ان الماء یروی
والطعام یدفع الجوع والسکین
یذبح ویقطع العروق بالاستقلال
وعلی ھذا القیاس، ولا مراء فی
کونه مردودًا لانه لوکان
کذالک لاروی الماء المستسقی
ودفع الطعام الجوع البقری،

(۱۲) شرک فی التاثیر کا بیان!

شرک فی التاثیر یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص یہ اعتقاد کرے کہ پانی سیراب کرتا ہے اور کھانا بھوک کو دفع کرتا ہے اور چھری ذبح کرتی ہے اور رگوں کو کاٹتی ہے مستقل طور پر یعنی بالذات ان میں یہ تاثیر ہے، اور ظاہر ہے کہ اس عقیدے کے باطل اور مردود ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا کہ ان چیزوں میں بالذات تاثیر ہوتی تو پانی ضرور استسقاء کے مریض کو بھی سیراب کرتا اور کھانا جوع بقر والے کی بھوک کو بھی دفع کرتا۔ اور یقیناً چھری حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حلق

Marfat.com

وقطع السكين حلق اسماعيل على نبينا وعليهما الصلوة والسلام مع ان تلك السكين قطع الحجر بل كل ذالك بخلق الله عز وجل بطريق جرى العادة. وههنا لم يجعل تلك الامور مؤثرة، وكذالك حال الانبياء والاولياء ليسوا بمستقلين فى التاثير الا ترى الى نفى كشف الضر من الملائكة وغيرهم،

"وان يمسسك (يا محمد صلى الله عليه وسلم) الله بضر فلا كاشف (لا مزيل) له الا هو- ونفى ازالة الخير- وان يمسسك بخير (كصحة وغنى فلا راد له) فهو على كل شيئ قدير" والزامه تعالى لمن اعتقد التاثير قل ارئيتكم (اخبرونى) ان اتكم عذاب الله (ههنا) او اتتكم الساعة (هولها) اغير الله تدعون ان كنتم صادقين (فادعوه فاجاب سبحانه وتعالى بنفسه)

کو کاٹتی جب کہ اسی چھری نے پتھر کو کاٹ دیا۔ لیکن اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر اثر نہ کر سکی بلکہ حقیقت یہ ہے یہ سب چیز اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہی ظاہر ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا دستور ایسا ہے کہ پانی سے پیاس اور کھانے سے بھوک، اور چھری چلانے سے کاٹنے کا عمل اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ظاہر ہوتا ہے یہ چیزیں بالذات مؤثر نہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء کرام بھی مستقل طور پر تاثیر کا اختیار نہیں رکھتے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے سوا دوسرے لوگوں سے خواہ وہ ملائکہ ہوں یا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ضرر کو ہٹانے کی نفی کی ہے۔

سورۃ انعام آیت ۱۷ میں ہے کہ اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی سختی یا تکلیف پہنچائے تو اس سختی کو اس کے سوا کوئی زائل کرنے والا اور ہٹانے والا نہیں۔ اور اگر وہ تجھے کسی بھلائی سے بہرہ ور کرے (جیسا صحت و غنا وغیرہ) تو اس کو کوئی رد کرنے والا نہیں پس وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اس طرح اتمام حجت کیا ہے جو اللہ کے سوا غیروں کے لئے مستقل تاثیر کے قائل ہیں چنانچہ سورۃ انعام آیت ۴۰ و ۴۱ میں ارشاد ہوتا ہے، آپ فرما دیجئے کہ مجھے بتلاؤ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا کوئی عذاب آجائے۔ یا قیامت کی ہولناک گھڑی آجائے۔ تو کیا تم خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو۔ (پھر پکارو اگر وہ تمہیں کچھ کام دے سکتے ہیں۔ پھر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا) بلکہ تم تو اللہ تعالیٰ ہی کو (شدائد میں) پکارنے لگو گے۔ پھر جس مصیبت کے لئے اس کو پکارتے ہو وہ اگر چاہتا

Marfat.com

بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ (فی الشدائد) فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ (الی کشفہ عنکم) اِنْ شَاءَ (او لا یشاء فی الآخرۃ) وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ"۔ (آلهتکم فی ذالک الوقت)

تو اس کو دُور کر دیتا ہے اور ایسے حالات میں تم ان سب خود ساختہ معبودوں کو بھول جاتے ہو جن کو تم خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے رہتے ہو۔

ونفی ملك قدر ذرۃ من خیر وشر۔ وامر نبیه صلی اللہ علیه واله واصحابه وسلم بان یقول لهم قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ (بانفسهم واختیارهم) مِثْقَالَ (قدر) ذَرَّۃٍ (من خیر وشر وهی اقل المقادیر فلهذا ذکر وللمراد النفی رأسا) فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (فی امر ما ذکرهما للعموم العرفی، اولان آلهتهم بعضها سماویة کالملائکة وبعضها ارضیة۔ کعیسی علیه السلام والاصنام، اولان الاسباب الغریبة للشر والخیر سماویة وارضیة۔ وانکارہ تعالیٰ من اتخاذ ولایة من لا یملك لنفسه

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے سوا غیروں سے ایک ذرے کے برابر بھی خیر و شر کی ملکیت و اختیار کی نفی کر دی ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ آپ کہدیں (سورۃ سبا آیت ۲۲) کہ اے شرک کرنے والو بلاؤ ان کو جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا معبود خیال کرتے ہو۔ وہ تو ایک ذرہ کے برابر بھی خیر و شر کے مالک نہیں (ذرہ کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ یہ کم سے کم مقدار ہے اور مراد مطلقاً نفی ہے کہ کسی قسم کا اختیار بھی ان کو حاصل نہیں) نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں (زمین و آسمان کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ عرف عام میں عموم اس طرح ہی سمجھا جاتا ہے۔ یا زمین و آسمان کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ ان کے بعض معبود سماوی ہیں جیسا کہ ملائکہ اور بعض ارضی ہیں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر اصنام۔ یا زمین و آسمان کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ خیر و شر کے اسباب کچھ ارضی اور کچھ سماوی ہوتے ہیں، نیز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کارساز بنانے پر نکیر فرمائی ہے جو اپنے لئے بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ چنانچہ سورہ رعد آیت ۱۶ میں فرمایا آپ کہدیں کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے لوگوں کو کارساز بنا رکھا ہے جو اپنے لئے بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ اب ایسے لوگوں کی عبادت کرنا جو عابد کے لئے

Marfat.com

نفعا ولا ضرا" قل افاتخذتم
من دونه اولیاء لا یملکون
لانفسهم نفعا ولا ضرا"
والعبادة لمن لا یملک للعابد
النفع علی تقدیر العبادة والضر
علی ترکها مذلة لیس فوقها اخری

عبادت کرنے کی صورت میں نفع پہنچانے پر قادر نہ ہوں اور ترک عبادت پر نقصان نہ پہنچا سکیں۔ تو ایسوں کی عبادت کرنا ایسی ذلت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی ذلت متصور نہیں ہو سکتی۔

وانکاره عبادته "قل اتعبدون
من دون الله ما لا یملک لکم
ضرا ولا نفعا والله هو السمیع
العلیم" ونفی الممسک لما فتح
الله تعالی والمرسل لما امسک
عز وجل "ما یفتح الله للناس
من رحمة فلا ممسک لها و
ما یمسک فلا مرسل له من
بعده وهو العزیز الحکیم"۔
وملک شیئ والعقل "ام اتخذوا
من دون الله شفعاء قل اولو
کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون"
والعجب من اخذ ما لا ینفع
ولا یضر شفیعا عند الله والعباد
له "ویعبدون من دون الله
ما لا یضرهم ولا ینفعهم و
یقولون هؤلاء شفعاؤنا

اور اللہ تعالیٰ نے ان کی عبادت پر نکیر فرمائی ہے۔ سورہ مائدہ آیت ۷۶ ارشاد ہے آپ کہدیں کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے بے کسوں اور بے بسوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لئے نقصان اور نفع کے مالک نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہر بات کو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے سورہ فاطر آیت ۲ میں فرمایا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے کھول دے رحمت سے پس کوئی اسکو روکنے والا نہیں۔ اور جس کو بند کردے تو کوئی خدا تعالیٰ کے سوا اس کو کھولنے والا نہیں۔ وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان کے معبودانِ باطلہ سے نفی کی ہے کہ وہ کسی چیز کے مالک نہیں اور یہ کہ وہ تو عقل اور سمجھ بھی نہیں رکھتے۔ چنانچہ سورۃ زمر آیت ۴۳ ہے کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو سفارشی بنالیا ہے۔ آپ کہدیں اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں یا انکو سمجھ اور عقل ہی ہو تو کیا پھر بھی وہ تمہاری سفارش کرینگے۔ اور ان لوگوں پر تعجب کا اظہار فرمایا ہے جو ایسی ہستیوں کو سفارشی بناتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے سامنے کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ اور ان کی عبادت کرنا کس قدر تعجب انگیز ہے۔ سورۃ یونس آیت ۱۸ میں فرمایا۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے

Marfat.com

عِنْدَ اللّٰهِ"۔

وتنفیه تعالیٰ شفاعتهم و اثباتها لمن شهد بكلمة التوحيد مع التصديق القلبي بما شهد به "وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ (لاحد) اِلَّا (يملك الشفاعة) مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ (بكلمة التوحيد) وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ" - (يصدقون بقلوبهم ما شهدوا به) والرد والكشف منهم - "وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ (كمرض وفقر) فَلَا كَاشِفَ (رافع) لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ (كصحة وطيب عيش) فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" - والامر بنفي الملك للنبي صلی الله عليه و آله وسلم "قُلْ (يا محمد) لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ" فكيف يملك لغيرها "قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ

ہیں جو ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور نہ انکو کچھ نقصان دے سکتے ہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

اور خدا تعالیٰ نے ان کی شفاعت کی نفی فرمائی ہے۔ اور شفاعت کا اثبات اس شخص کے لئے کیا ہے جس نے کلمہ توحید کی شہادت دی۔ اور اس کے ساتھ قلبی تصدیق بھی ہو۔ چنانچہ سورۂ زخرف آیت ۸۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور نہیں مالک وہ جن کو یہ مشرک لوگ پکارتے ہیں کسی کے لئے سفارش کرنے کے ہاں سفارش کرنے کا اختیار اس کے لئے ہوگا جس نے حق یعنی کلمہ توحید کی گواہی دی۔ اور وہ اس کو جانتے بھی ہیں یعنی دل کے ساتھ اس کی تصدیق بھی موجود ہے، تو ایسے لوگ ہی سفارش کرسکیں گے اور ایسے ہی لوگوں کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت بھی ہوگی۔ نیز اللہ تعالیٰ نے تکلیف کو رد کرنے اور مصیبت کو ہٹانے کی نفی فرمائی ہے۔ چنانچہ سورہ ہود آیت ۱۰۷ میں فرمایا ہے کہ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے (مثلاً بیماری یا فقر وغیرہ) تو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو ہٹانے والا نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کسی قسم کی بہتری پہنچانے کا ارادہ فرمائے (مثلاً صحت اور خوشگوار زندگی وغیرہ) تو اس کے فضل کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے۔ اور وہ بخشش کرنے والا اور مہربان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملکیت کی نفی فرمائی ہے، چنانچہ سورہ اعراف آیت ۱۸۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیں کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے وہی ہوتا ہے۔ تو دوسروں

Marfat.com

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ"۔

ونفی الاسماع من نبیہ علیہ
السلام "اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى
وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ (الدعوة)
اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ"۔ والرمی الصادر
منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام "وَمَا
رَمَيْتَ (یا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم بقبضۃ التراب فی وجوههم
الی اعینهم) اِذْ رَمَيْتَ (صورۃ)
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" حتی انهزموا،
والهدایة التی کانت طریقته
"اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ
(اسلامه کابی طالب) وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ
اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ"۔ وازالة الضر
والرحمة "قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا
تَدْعُوْنَ (تعبدون) مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ
بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖ
(عنی) اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ
هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ (عنی)

کے لئے نفع ونقصان کے مالک کیسے ہوں گے۔ چنانچہ سورہ مائدہ آیت ۷۶ میں ہے کہ آپ کہدیں میں اپنے نفس کے لئے ضرر اور نفع کا مالک نہیں، اللہ تعالیٰ ہی سننے اور جاننے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسماع (سنانے) کی نفی کی ہے سورہ نمل آیت ۸۰ میں فرمایا ہے بیشک آپ نہیں سنا سکتے مُردوں کو اور آپ نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار جبکہ وہ پشت پھیر کر چلے جائیں۔ (یعنی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے سنانا اور ہدایت عطا فرمانا) نیز اللہ تعالیٰ نے ان سنگریزوں کے بارے میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نفی فرمائی ہے جن کو آپ نے پھینکا تھا۔ سورہ انفال آیت ۱۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم آپ نے نہیں پھینکا ان مٹھی بھر سنگریزوں کو (جن کو بظاہر آپ نے ان کافروں کے چہروں اور آنکھوں کی طرف پھینکا تھا) لیکن اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو پھینکا۔ یہاں تک کہ وہ کافر شکست کھا گئے اور مغلوب ہو گئے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی نفی بھی فرمائی حالانکہ ہدایت کرنا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق اور مشن تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سورہ قصص آیت ۵۶ میں فرمایا کہ آپ نہیں ہدایت کر سکتے جس کو چاہیں (مثلاً ابو طالب وغیرہ کو) لیکن اللہ تعالیٰ ہی ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ضرر اور رحمت کے ازالہ کے بارہ میں فرمایا ہے سورۃ الزمر آیت ۳۸ میں ہے آپ کہدیں کہ اے شرک کرنے والو بتلاؤ جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا، اگر اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے مجھے ضرر پہنچانے کا تو کیا وہ جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ اس ضرر کو مجھ سے ہٹانے کی طاقت

Marfat.com

قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ۔

والتحویل الی الغیر والملک "قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ (انہا اٰلِہَۃٌ) مِّنْ دُوْنِہٖ (کالملائکۃ وعیسی علیہم السلام) فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا (الی غیرکم فعجبہم بقولہ) اُولٰٓئِکَ (الملائکۃ وغیرہم) الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ (یدعونہم آلہۃ) یَبْتَغُوْنَ (یطلبون) اِلٰی رَبِّہِمُ الْوَسِیْلَۃَ (القربۃ بالطاعۃ) اَیُّہُمْ اَقْرَبُ (فما بتغاءہ اکبر) وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَہٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَہٗ" فکیف یکونون الٰہۃ والخلق عنہم "اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ" واثبات کونہم امواتا ونفی العلم منہم "وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّہُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ (فما کذا الاموات) غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ

رکھتے ہیں؟ یا پھر اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے نوازنا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو مجھ سے روک سکتے ہیں، آپ کہدیں کہ کافی ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ اسی پر چاہیئے کہ بھروسا کریں بھروسا کرنے والے۔

اور اسی طرح مصیبت کو پھیر کر دوسرے کی طرف ڈال دینے کی نفی فرمائی ہے چنانچہ سورہ بنی اسرائیل آیت ۵۶ میں فرمایا ہے۔ کہ آپ کہدیں پکارو ان کو جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا معبود خیال کرتے ہو۔ (جیسے ملائکہ اور عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ) پس وہ تو مالک نہیں تم سے تکلیف کو دُور کرنے کے۔ اور نہ اس کے مالک ہیں کہ اس تکلیف کو تم سے ہٹا کر دوسروں کی طرف پھیر دیں (پھر فرمایا کہ کیا یہ بات تعجب انگیز نہیں) کہ وہ لوگ جن کو یہ مشرک لوگ اپنے زعم باطل میں معبود خیال کرتے ہیں، وہ تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ کے متلاشی ہیں یعنی اطاعت کے ساتھ اس کا قرب چاہتے ہیں ہر ایک کی ان میں سے یہی خواہش ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ اپنے رب کا قرب حاصل ہو۔ اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، تو وہ کیسے معبود بن سکتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان سے پیدا کرنے کی بھی نفی فرمائی ہے، سورہ نحل آیت ۱۷ میں فرمایا بھلا وہ ذات پاک جس کا کام پیدا کرنا ہے، وہ ان کی طرح ہو گی جو نہیں پیدا کر سکتے۔ کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے اور غور نہیں کرتے۔ نیز خدا تعالیٰ نے ان کے لئے مردہ ہونا ثابت کیا ہے اور ان سے علم کی نفی کی ہے، سورہ نحل آیت ۲۱ میں فرمایا کہ اور وہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ تو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ اور حقیر سے حقیر چیز کو بھی نہیں پیدا کر سکتے وہ تو خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ وہ تو مردہ ہیں، زندہ نہیں اور ان کو اس کا شعور بھی

Marfat.com

(متی) "یُبۡعَثُوۡنَ" وفود جہنم

نہیں کہ وہ (مردے) کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ اور جہنم کی طرف وفد بن کر جائیں گے [1]

واصرار الکفرۃ علی معصیۃ اللہ تعالیٰ "وَیَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُہُمۡ وَلَا یَضُرُّہُمۡ وَکَانَ الۡکَافِرُ عَلٰی (معصیۃ) رَبِّہٖ ظَہِیۡرًا" (معینا مصرا)

اور کافروں کے معصیت پر اصرار کرنے کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ الفرقان آیت ۵۵ اور یہ لوگ پرستش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے بیکسوں کی جو ان کے لئے کسی قسم کے نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ اور کافر اپنے رب کی نافرمانی پر بڑا دلیر اور اصرار کرنے والا ہے۔

ونفی ملک الضر والرشد عن ذات الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام وآمر لہ بہ "قُلۡ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِکُ لَکُمۡ ضَرًّا (رغیا) وَّلَا رَشَدًا" او المجیر والملتجا "قُلۡ اِنِّیۡ لَنۡ یُّجِیۡرَنِیۡ (من عذاب اللہ) اَحَدٌ وَّلَنۡ اَجِدَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مُلۡتَحَدًا (ملتجا) اِلَّا (ان لا ابلغ) بَلٰغًا (تبلیغا کائنا) مِّنَ اللّٰہِ وَرِسٰلٰتِہٖ"

اور خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ضرر اور ہدایت کے مالک ہونے کی نفی فرمائی ہے اور آپ سے اس کا اعلان کرایا ہے۔ سورۂ جن آیت ۲۱ میں فرمایا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہدیں کہ بے شک میں نہیں مالک تمہاری گمراہی کا اور نہ تمہاری ہدایت کا۔ نیز آپ سے کسی پناہ دینے والے اور جائے پناہ کی نفی کی گئی ہے۔ اور یہ اعلان بھی کرایا۔ سورۂ جن آیت نمبر ۲۲، ۲۳ میں ہے کہ آپ کہدیں اپنے بارہ میں کہ ہرگز کوئی بھی مجھ کو پناہ نہیں دے سکتا اللہ کی پکڑ سے اور میں کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا جائے پناہ نہیں پا سکتا۔ ہر حال میرا کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچانا اور اس کے پیغامات کو ادا کرنا ہے (یعنی اگر میں اس تبلیغ میں او راللہ تعالیٰ

---

[1] حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی اس کا ترجمہ اور تفسیر اس طرح کرتے ہیں: وہ (معبودین) مردے (بے جان) ہیں (خواہ دواماً جیسے بت، یا فی الحال جیسے جو مر چکے ہیں یا فی المآل جو مریں گے مثلاً فرشتے اور جن اور عیسیٰ علیہ السلام وغیرہم) زندہ رہنے والے) نہیں (پس خالق تو کیا ہوتے) اور ان (معبودین) کو (اتنی بھی) خبر نہیں کہ (قیامت میں) مردے کب اٹھائے جاویں گے (بعض کو تو علم ہے ہی نہیں۔ اور بعض کو تعین معلوم نہیں اور معبود کے لئے علم تو محیط چاہیے مخصوصاً بعث کا کہ اس پر جزا ہو گی۔ عبادت و عدم عبادت کی، تو اس کا علم تو معبود کے لئے بہت ہی مناسب ہے بس خدا کے برابر تو علم میں کیا ہوں گے۔ بیان القرآن ج ۱۲ ص ۳۹ سوالی

Marfat.com

مرسلاته عطف على الله ۔ والدليل
جواب ان ما قبله ۔ واثبات
عجز المعبودات والعابدين
مطلقا "يٰاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ
مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ
الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ (تعبدون)
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا
وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ (لخلقه) وَاِنْ
يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ (لو اختطفت
منهم شيئا من الطيب الذى
يطلون الاصنام به) لَا يَسْتَنْقِذُوْهُ
(لا يستخلصوه منه) ضَعُفَ
الطَّالِبُ (العابد) وَالْمَطْلُوْبُ
(المعبود) فاذا كانوا عاجزين
فكيف يكون التاثير منهم منصورا
بالاستقلال۔

کے پیغامات کے پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی کروں تو اللہ تعالےٰ کی گرفت سے کوئی مجھے پناہ نہیں دے سکتا اور نہ کوئی جائے پناہ ہے)

اور خدا تعالیٰ نے معبودین اور عابدین کا عجز اس طرح ثابت کیا ہے سورۃ الحج آیت ۷۳ ' اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی کان لگا کر سنو بے شک وہ لوگ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو ایک مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے اگرچہ سارے اکٹھے ہو جائیں اس کے پیدا کرنے کے لئے۔ پیدا کرنا تو کجا اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے (وہ خوشبو یا مٹھائی وغیرہ جو بتوں پر مشرک لوگ چڑھاتے ہیں) تو وہ اسکو چھڑا نہیں سکتے کس قدر کمزور اور بودا ہے عبادت کرنے والا اور جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ جب وہ خود عاجز ہیں تو ان سے مستقل تاثیر کیسے متصور ہو سکتی ہے۔

فان قيل :۔ هذه الآيات
نزلت فى الاصنام فكيف تعمها
فيها وغيرها كالملائكة وعيسى
وعزير (عليهما السلام) والاولياء
وغيرهم،

اعتراض :۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ آیات تو اصنام کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں تم نے ان کی ان اصنام اور ان کے علاوہ دوسرے انبیاء مثلاً عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام اور ملائکہ اور اولیاءٔ کرام کے بارہ میں کیسے تعمیم کر دی۔

قلنا :۔ لا عبرة لخصوص السبب
بل العبرة لعموم اللفظ كما ذكر

جواب :۔ اصول فقہ میں یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ سبب کی خصوصیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ بلکہ اعتبار الفاظ کی عمومیت کا ہوا کرتا ہے تو الفاظ عام ہیں جو ان سبکو شامل ہیں۔

Marfat.com

فی اصول الفقه، مع انا قد ذکرنا فی اثناء الترجمة بعموم بعضها فتذکر، وقد نفی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن نفسه تملك شیئ بعد دعوة جمیع قبائل قریش بقوله یا بنی عبد مناف لا املك لکم من الله شیئا الی ان قال لفاطمة یا فاطمة بنت محمد صلی الله علیه وآله وسلم اتقی الله و اعملی لا املك لك من الله شیئا، فاذا انفی التاثیر عن ذاته المقدسة فعن غیره اولی۔

پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذات مبارکہ سے کسی چیز کے مالک ہونے کی نفی فرمائی ہے جبکہ آپ نے قریش کے تمام قبائل کو دعوت دی اور پھر ہر ایک سے خطاب فرمایا۔ عام خطاب بھی اور خاص خطاب بھی۔ آپ نے فرمایا اے بنی عبد مناف میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں (یعنی ایمان اور عمل ہی تمہیں فائدہ پہنچائیگا) پھر آپ نے اپنی پیاری بیٹی نور چشم جگر خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یوں خطاب فرمایا۔ کہ اے فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اللہ سے ڈرنا اور نیک عمل کرنا میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز کا مالک نہیں۔ تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مقدسہ سے تاثیر کی نفی کر دی تو دوسرے تو بطریق اولیٰ تاثیر کے مالک نہیں ہو سکتے۔

(۱۳) الشرك فی الاستعانة

(۱۳) شرک فی الاستعانت یعنی مدد طلب کرنے میں شرک کا بیان

منها الشرك فی الاستعانة و طلب الحوائج من الموتی والتوجه الیهم لینفعوا وهو من قبیح القبائح الاتری الی خصوصیة العبادة والاستعانة به عز وجل "ایاك نعبد وایاك نستعین" ای نخصك بالعبادة والاستعانة

استعانت یعنی مدد طلب کرنے میں شرک اور مردوں سے حاجتیں طلب کرنے اور ان کی طرف توجہ مبذول کرنے میں شرک کا ارتکاب کرنا۔ یہ شرک کی قبیح ترین صورت ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ عبادت اور استعانت تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ سورۃ فاتحہ میں ہر نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اقرار و اعتراف کیا جاتا ہے۔ کہ اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور اپنی تمام حاجتوں میں صرف تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ نہ

Marfat.com

فی الحوائج ولا نعبد غیرك ولا نستعین من غیرك، ونفی المدد والنصرة من غیره تعالیٰ "وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ"، والشفاعة "مَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ" وحصر النصرة فی ذاته تعالیٰ "وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" وکفایته الله بکونه ولیا ذا مدد ونصیرا "وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا"۔

تیرے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں اور نہ کسی سے مدد طلب کرتے ہیں (اس سے مراد غائبانہ اور مافوق الاسباب استعانت ہے۔ کیونکہ ظاہری اور عالم اسباب کے تحت ایک دوسرے سے مدد طلب کرنا شرک نہیں) اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی ذات کے سوا غیر سے مدد اور نصرت چاہنے کی نفی فرمائی ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ آیت ۱۰۷ میں فرمایا کہ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مددگار نہیں۔ اور اسی طرح شفاعت کی نفی فرمائی سورہ سجدہ آیت ۴ میں ارشاد ہوتا ہے، تمہارے لئے اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور شفیع (سفارش کرنے والا) نہیں۔ کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے نصرت کو اپنی ذات میں منحصر فرمایا ہے۔ سورۂ انفال آیت ۱۰ میں ہے۔ اور نصرت نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیشک اللہ تعالیٰ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔ اور کفایت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی خاص ہے کیونکہ وہ کارساز، مدد کرنے والا اور نصرت دینے والا ہے، سورہ نساء آیت ۴۵ میں ہے۔ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز اور کافی ہے اللہ تعالیٰ نصرت کرنے والا۔

واثبات ملك السمٰوٰت والارض والاحیاء والاماتة والامداد والنصرة له۔ والنفی عن غیرہ سمت تعالیٰ "اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ"۔ والانکار

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور ملکیت، زندہ کرنا اور مارنا، امداد و نصرت سب اسی اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں اور اس کے سوا دوسروں سے خدا تعالیٰ نے ان چیزوں کی نفی فرمائی ہے۔ چنانچہ سورۂ توبہ آیت ۱۱۶ کا ارشاد ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کارساز اور مددگار نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کسی کو کارساز بنانے سے منع فرمایا ہے۔ سورۂ انعام

Marfat.com

اتخاذ غیرہٖ جلّت آلاءہٗ ولیاً
قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ(الحال) هُوَ
يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ (والمدد والشفيع
دونہ تعالٰی) لَيْسَ مِنْ دُوْنِهٖ
وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ،
وَذَكِّرْ (يا محمد الناس) بِهٖ
(بالقرآن مخافة) اَنْ تُبْسَلَ
(تسلم) نَفْسٌ (الى الهلاك) بِمَا
كَسَبَتْ (بسوء عملها) لَيْسَ لَهَا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ
يدفع عنها العذاب، وقرب
نصر الله اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔
ونفی نصرة غيره تعالى ان خذل
الله سبحانه وغلبته غيره ان نصر الله
اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ (كما في بدر)
فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ
(كما في احد) فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُ
كُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ (الخذلان) وَعَلَى اللّٰهِ
(خاصة) فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔
ووصفه تعالى لمن دعا بجعل الولي
من عند الله والنصر منه له مَا لَكُمْ
لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

آیت ۱۴ میں ہے، آپ کہدیں، کیا میں اللہ تعالیٰ جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے کے سوا کسی اور کو کارساز بناؤں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کھلاتا ہے اور اس کو نہیں کھلایا جاتا سورۂ انعام آیت ۵۱ میں ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور سفارشی نہیں ان لوگوں کو سمجھا دیں تاکہ یہ لوگ بچ جائیں سورۂ انعام آیت ۷۰ میں ہے اور اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم! آپ لوگوں کو اس قرآن کریم کے ذریعہ نصیحت و فہمائش کردیں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی نفس اپنی بد عملیوں کی وجہ سے ہلاکت کی طرف نہ سونپ دیا جائے۔ پھر اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور سفارشی نہ ہوگا۔ جو اس سے عذاب کو ہٹا سکے، پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ذکر ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ آیت ۲۱۴ ہے سو بیشک اللہ تعالیٰ کی نصرت قریب ہے (نصرت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوسکتی ہے)۔

اگر اللہ تعالیٰ اپنی مدد روک دے۔ اور رسوا کردے تو کوئی دوسرا نہیں جو امداد کرسکے۔ چنانچہ سورۂ آل عمران آیت ۱۶۰ میں فرمایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری نصرت فرمائے (جس طرح بدر میں فرمائی تھی) تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ اور اگر وہ بے یار و مددگار چھوڑ دے (جیسا کہ احد میں) تو کون ہے جو اس کے بے یار و مددگار چھوڑنے کے بعد تمہاری امداد کرسکے۔ اور اللہ تعالیٰ پر ہی خاص طور پر ایمان والوں کو بھروسا کرنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ سے کارسازی اور نصرت کی دعائیں کرتے ہیں چنانچہ سورۂ نساء آیت ۷۵ فرمایا اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں لڑائی نہیں کرتے اور کمزور دین کو کافروں کے

Marfat.com

(فی تخلیص) المُستَضعَفِینَ (عن ایدی الکفار وقال ابن عباسؓ کنت وامّی منهم) مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالوِلدَانِ الَّذِینَ یَقُولُونَ (یا) رَبَّنَا اَخرِجنَا مِن هٰذِهِ القَریَةِ الظَّالِمِ (مکة الکافر) اَهلُهَا وَاجعَل لَّنَا مِن لَّدُنکَ وَلِیًّا (یتولّی امورنا) وَاجعَل لَّنَا مِن لَّدُنکَ نَصِیرًا" وقد استجیب دعاءهم بان تیسّر لبعضهم الخروج الی المدینة وجعل من بقی منهم رسول الله صلی الله علیه وسلّم ناصِرًا وَوَلِیًّا وسلب الولایة والنصرة للنبی صلی الله علیه وسلّم من کلّ احدٍ لو اتبع اهواء الکفرة "وَلَئِنِ اتَّبَعتَ (فرضًا) اَهوَاءَهُم بَعدَ الَّذِی جَاءَکَ مِنَ العِلمِ مَا لَکَ مِن عذاب اللّٰهِ مِن وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیرٍ۔

ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ کمزور مرد عورتیں اور بچّے کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس بستی (مکہ) سے جس کے رہنے والے کافر ہیں نکال دے۔ اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی ایسا متولی مقرر فرمادے جو ہمارے معاملات کی کفالت کرے۔ اور ہمارے لیئے اپنی طرف سے کوئی خاص مدد کرنے والا مقرر فرمائے چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی۔ بعض کے لئے خدا تعالیٰ نے مدینہ طیبہ کی طرف نکلنے کا راستہ آسان کر دیا۔ اور باقیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کو مددگار اور معاون بنا دیا (مکّہ فتح کرانے کے بعد) اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ کسی کی نصرت اور امداد آپ کو حاصل نہ ہو سکے گی اگر آپ نے ان کافروں کی خواہشات کی پیروی کی چنانچہ سورہ بقرۃ آیت ۱۲۰ میں ہے۔ اگر بالفرض آپنے ان کی خواہشوں کی پیروی کی بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم آچکا ہے تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بھی آپ کو بچانے والا نہیں ہوگا اور نہ کسی طرف سے کوئی نصرت کرنے والا ہوگا۔

والاستمداد والاستغاثة التی جاء فی الاحادیث فصورتها

باقی استمداد اور استغاثہ جس کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ تو اس کی صورت اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کامل شخص

Marfat.com

ان يقول عند مرقد الكامل
كالنبي والشهيد والذي بشر
له بدخول الجنة "يا الٰهي" ان
هذا الشخص محبوب ومقرب
لك في اعتقادي تسهّل امري
فلانًا بحبه وبحرمته فهي جائز
بلا خلاف في حضور المرقد وعدمه
وبهذا اندفع التعارض بين
احاديث الاستغاثة والآيات
النافية لها - واما ان قال يا نبي
الله مثلاً في الحالين اعطني ولدًا
او حفظ علم او اشف مريضي
او سهل حاجتي كذا وكذا فقد كفر
لانكاره القرآن "وما لكم من
دون الله من ولي ولا نصير"
نیست براے شما بجز خدا تعالیٰ کسے
مددکنندہ ونصرة دہندہ!
وان قال عند حضور مرقده
اے فلان اسئل من الله تعالیٰ
ان يعطيني ولدا او حفظ علم
او سهل لي حاجة كذا، او يشفي
مريضي فهو مختلف فيه، فالبعض
قالوا بعدم جوازه، لكن في غير

مثلاً نبی یا شہید یا ایسا شخص جس کو جنت کے داخلہ کی بشارت سنائی گئی ہو اس کے مرقد (قبر) پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا کرے۔ کہ یہ شخص تیرا محبوب اور مقرب ہے میرے اعتقاد میں پس اس کی محبت اور اس کی حرمت وبرکت سے میرے فلاں کام کو آسان فرما دے تو اس قسم کی استمداد اور استغاثہ بلا خلاف جائز ہے۔ خواہ قبر کے نزدیک ہو یا دور۔ اس توجیہہ و تعبیر سے یہ اشکال رفع ہو جاتا ہے۔ کہ قرآن کی آیات سے تو استغاثہ اور استمداد کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ تو احادیث میں اس کا جواز کیسے ہو گیا (کیونکہ استغاثہ اور استمداد جو احادیث میں مذکور ہے اس سے مراد طریق مذکور پر خدا تعالیٰ سے دعا کرنا ہے) اور اگر صورت ایسی ہے کہ قبر کے نزدیک ہو یا دور لیکن یوں کہتا ہے۔ کہ اے اللہ کے نبی یا اے شہید! آپ مجھے بیٹا دیں۔ مجھے علم یاد کرا دیں یا میرے مریض کو شفا بخشیں یا میرے فلاں کام اور ضرورت کو پورا کر دیں۔ تو ایسی صورت میں یقیناً ایسا کہنا کفر ہو گا۔ کیونکہ اس شخص نے صریح قرآن کریم کا انکار کیا سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کارساز اور مددگار نہیں اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری ہستیوں کو کارساز اور حاجت روا بنا رہا ہے لہذا یہ کفر ہے۔ اور اگر کوئی شخص قبر پر حاضر ہو کر کہے اے فلاں اللہ تعالیٰ سے تم سوال کرو کہ وہ مجھے بیٹا دے یا مجھے علم حاصل اور یاد ہو جائے۔ یا میری فلاں حاجت کو میرے لئے آسان کر دے۔ یا میرے مریض کو شفا دے۔ تو اس طرح دعا کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں لیکن عدم جواز ان لوگوں کی قبروں پر ہے جو ان کے علاوہ ہیں جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے۔

Marfat.com

ماذكرنا لانهم جماد لاحيوة لهم من كل وجه وليس لنا علم بانتقالهم بالايمان لان خوف الزوال باقٍ في حق كل من سوا من ذكرنا، وشعورهم وعلمهم بالزائر في كل وقت يزور ر د (والحال) في بعض الاحاديث ثبت التوقيت وفي بعضها الاطلاق، وجهل التاريخ حتى يثبت النسخ والقطع على كونهم مغفورين، والاستعانة بهذا الطريق موقوفة على الايمان قطعًا والشعور والعلم بالزائر في كل وقت يزور وكون المزور مغفورا قطعًا۔ ولا يدل دليل على المغفورية قطعًا فكيف يجوز الاستعانة بالطريق المذكور.

(یعنی انبیاء، شہداء اور وہ لوگ جن کو جنت کی بشارت خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے فرمان سے مل چکی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی قبروں پر اس قسم کی دُعا کرنا جائز نہیں) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو یہ بالکل بے جان ہستیاں ہوں گی اور ان میں کسی قسم کی حیات نہیں اور اگر وہ ذی حیات ہوں، تو پھر ان کا اس دنیا سے ایمان کے ساتھ منتقل ہونا ہمیں معلوم نہیں، کیونکہ سوائے انبیاء علیہم السلام اور ان لوگوں کے جن کے بارے میں بشارت وارد ہو چکی ہے۔ باقیوں کے حق میں زوال ایمان کا خوف باقی ہے۔ پھر قبر پر آنے والے اور زیارت کرنے والے کے متعلق انکو ہر وقت اس کا علم ہو اس کا بھی یقین نہیں دراں حالیکہ بعض احادیث میں ان کا سننا اور جاننا خاص اوقات کے ساتھ موقت معلوم ہوتا ہے، اور بعض احادیث میں اطلاق ہے۔ تاریخ کا پتہ نہیں تاکہ نسخ ثابت کیا جا سکے اور پھر ان کا مغفور ہونا بھی قطعی طور پر ثابت نہیں اور اس طریقہ سے دُعا اور استعانت موقوف ہے قطعی ایمان پر، اور ساتھ یہ بھی کہ زائر کا انکو علم و شعور بھی ہو جس وقت وہ زیارت کے لئے آتا ہے، اور جس کی زیارت کی جا رہی ہے وہ قطعی مغفور ہو۔ اور کوئی قطعی دلیل نہیں جس سے ان کے مغفور ہونے کا قطعی یقین ہو۔ تو اس طریق سے استعانت کیسے درست ہو گی (کیونکہ یہ طریق دراصل شفاعت ہے اور شفاعت کے لئے دو شرائط ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے، تو اس طرح دُعا کرنی درست نہ ہو گی)۔

وبعضهم مالوا الى جوازها بهذا الطريق لانهم يقولون للاولياء بعد الممات قربًا مثل الحيات او ازيد منه، فلا بعد لعلهم يعرض

اور بعض علماء کا میلان اس طرف ہے کہ اس طریق پر دُعا کرنی درست ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اولیاء کرام کو مرنے کے بعد بھی قرب حاصل ہوتا ہے، زندگی کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ یعنی اللہ تعالےٰ کا تقرب ان کو حاصل ہوتا ہے، تو کیا بعید ہے کہ کسی سائل کی حاجت کو وہ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

حاجة السائل فی جنابہ تعالیٰ ویصل فی معرض القبول وتحصل الحاجة من جنابہ تعالیٰ ولیس لهم فعل ولا تصرف فی الحالین الا للہ عزوجلّ، والارواح باقیة لا فناء لها، والتصرف الحقیقی لیس الا للہ تعالیٰ فلا بعد فی ان یُعطی احد شیئًا بوسیلة واحد منهم بمکانته کانت لهم عند اللہ تعالیٰ، واما الاستعانة بهذا الطریق عند غیبته عن المرقد فهو کفر یقتضی ادعاء علم الغیب للموتٰی "وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ" ولا یعلم الغیب الا اللہ۔

کی بارگاہ میں پیش کر دیں اور وہ شرف قبولیت حاصل کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اسکی حاجت پوری ہو جائے۔ اب دونوں حالتوں میں ان اولیاء کرام کو کوئی اختیار اور تصرف تو حاصل نہیں اختیار اور تصرف تو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور ارواح پر تو فنا نہیں وہ تو باقی رہتی ہیں اور حقیقی تصرف تو صرف اللہ تعالیٰ کا ہے تو اس میں کیا بعد ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی حاجت براری فرما دیں کسی کے وسیلہ سے اور اس کے اس مرتبہ کے طفیل سے جو اسکو اللہ تعالیٰ کے ہاں حاصل ہے۔ لیکن اس قسم کی دعا قبر سے دور رہ کر اور غائبانہ کرنی جائز نہیں بلکہ یہ کفر ہوگا۔ کیونکہ ایسی صورت میں دعا کرنے والا گویا مُردوں کے لئے غیب کا ادعاء کرتا ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

چنانچہ سورہ انعام آیت ۵۹ میں ہے کہ اسی اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں خزانے یا چابیاں غیب کی اس کے سوا انکو کوئی نہیں جانتا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عالم الغیب کوئی نہیں۔

والاول مذهب جمهور الفقهاء ومخالفة البعض فی مقابلتهم لا یعتبر کما هو مذکور فی الهدایة

اور پہلا مسلک[1] جمہور فقہاء کرام کا ہے۔ اور بعض کی مخالفت جمہور کے مقابلہ میں معتبر نہیں جیسا کہ ہدایہ اور جامع الرموز میں مذکور ہے۔ اور یہ مخالفت بے اختلاف نہیں۔ فتاوی حمادیہ کے باب دفن میں یہ

---

[1] قولہ مذہب جمہور الفقہاء۔ مؤلف کا یہ قول محل غور ہے، یہ تسامح پر مبنی ہے اور صحیح نہیں۔

اولاً:- اس لئے کہ مالکی، شافعی، اور حنبلی فقہاء کرام تقریباً سبھی سماع موتی کے حق میں ہیں اور فقہاء احناف کا ایک معتدبہ گروہ بھی سماع کا قائل ہے، تو مجموعی حیثیت سے جمہور فقہاء کرام سماع موتی کے حق میں ہیں نہ کہ مخالف اور ان کا اختلاف اختلاف ہے نہ کہ خلاف اور یہ اختلاف معتبر ہے مردود نہیں۔

ثانیاً:- ہدایہ اور جامع الرموز وغیرہ میں باب الایمان کے سلسلہ میں جو بات بیان (باقی حاشیہ ص۱۱۴ پر)

Marfat.com

وجامع الرموز وهذا اخلاف وليس باختلاف، في وقف الحماديه فيما اجتمع الجمهور

بیان کیا گیا ہے کہ جس پر جمہور کا اجماع ہو جائے، اس کے خلاف بعض کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں ایسی صورت میں ایسے متروک اور مہجور قول پر فتویٰ دینا جائز نہیں کیونکہ اس سے ضرر و نقصان

(صفحہ ۱۱۳ کا بقیہ حاشیہ) کی گئی ہے اور عرف پر مبنی ہے۔ اس کو اختلافی مسئلہ کے حق میں حرف آخر سمجھنا بالکل غلط ہے۔

ثالثاً:۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ جمہور کے مقابلہ میں بعض کا قول متروک و مہجور ہے۔ اور اس پر فتویٰ کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی لیکن سماع موتیٰ کے مسئلہ کی نوعیت یہ نہیں ہے کیونکہ یہاں جمہور سماع کے حق میں ہیں، اور ان کا اختلاف معتبر ہے۔ اور ان کا فتویٰ بھی امت کے لئے قابلِ قدر اور درست ہے، اس مقام پر مسئلہ سماعِ موتیٰ کی کسی قدر تفصیل ضروری ہے تاکہ حقیقتِ حال زیادہ واضح ہو جائے۔

تفصیل مسئلہ سماعِ موتیٰ:۔ یہ ایک پیچیدہ اور مشکل سا مسئلہ ہے جس میں اکابر علماء اور سلف صالحین باہم مختلف ہیں، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وقت سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ چنانچہ ایک طرف اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں جو سماعِ موتیٰ کا انکار کرتے ہیں، اور دوسری طرف امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات ہیں جو سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں۔ اس لئے ایسے مسئلہ میں کسی ایک جانب شدت اختیار کرنی، اور دوسری جانب والوں کو باطل گمراہ یا بدعتی وغیرہ کہنا انتہائی درجہ کی جسارت بے جا ہوگی، جو کسی طرح درست نہیں اور یہ غلو ہے۔ ایسے علمی مسائل میں ہر ایک کو حق حاصل ہے کہ دلائل پر نظر رکھتے ہوئے کسی جانب کو راجح، اصح یا اقویٰ قرار دے، یہ تو درست ہے جیسا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے عدمِ سماع کو راجح اور اقویٰ اور اصح[1] فرمایا ہے لیکن دوسری جانب صحیح اور قوی بھی فرمایا ہے، اور اس کے ساتھ ہی مسئلہ میں قطعی فیصلہ کو محال فرماتے ہیں اس لئے اس مسئلہ میں کسی پہلو میں شدت اختیار کرنی درست نہ ہوگی، اعتدال کی راہ اختیار کرنی بہتر ہے، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں مُردے سنتے ہیں یا نہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال اس میں مختلف ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (باقی حاشیہ صفحہ ۱۱۵ پر)

---

[1] جیسا کہ کوکب الدری میں منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت وما انت بمسمع من فی القبور کی تفسیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے باعلم منهم سے کی ہے، اور پھر فرمایا ہے، فالظاهر انكار السماع وهو الاصح عندنا پس ظاہر سماع سے انکار ہی ہے اور یہی بات ہمارے نزدیک زیادہ اصح ہے (کوکب الدری ج ۱ ص ۳۱۵) ۱۲۔ سواتی

Marfat.com

علیہ لا یعتبر مخالفۃ البعض بہت زیادہ اور عام ہوگا۔
ولا یجوز ان یفتی بقولِ المہجور
لان ضرر ذلک اعم واتم۔

(صفحہ ۱۱۴ کا بقیہ حاشیہ) اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سماع کے قائل ہیں حضرت عائشہؓ اس کی منکر ہیں ان کا انکار صرف قیاس و عقل پر مبنی نہیں بلکہ وہ اپنے دعوی پر آیاتِ ذیل سے ثبوت پیش کرتی ہیں (۱) اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی :۔ (نمل) اے پیغمبر تو مُردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا (۲) وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ (فاطر) اور نہ ان کو سنا سکتا ہے جو قبروں میں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مُردے موت کے بعد سماعت سے محروم ہیں (الّا یہ کہ بعض خاص حالات میں انکو کوئی خاص آواز سنا دی جائے۔ (سیرت عائشہ صدیقہ ص ۲۲۹)

اور حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے ہیں اور قبور اولیاء اللہ سے دعا چاہنا ہی مسئلہ مختلف فیہا ہے جن کے نزدیک سماع موتیٰ ثابت ہے وہ جائز کہتے ہیں اور جو انکار سماع کا کرتے ہیں وہ لغو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سنت سے اس طرح دعا کرانا ثابت نہیں لہذا بدعت ہے، بندہ کے نزدیک مختلف فیہا مسائل میں فیصلہ نہیں کرسکتا البتہ احوط کو پسند کرتا ہوں فقط والسّلام (فتاوی رشیدیہ ص ۴۶۲ مطبوعہ کراچی)

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں" اور تفصیل یہ ہے کہ استمداد تین قسم کا ہے، ایک یہ کہ اہل قبور سے مدد چاہے اسکو سب فقہاء نے ناجائز لکھا ہے دوسرے یہ کہ کہے اے فلاں! خدا تعالیٰ سے دعا کر کہ فلاں کام میرا پورا ہوجائے یہ مبنی ہے اوپر مسئلہ سماع موتیٰ کے، جو سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں ان کے نزدیک درست ہے، اور دوسروں کے نزدیک ناجائز، اس کو شیخ (عبدالحق محدث دہلویؒ) نے لکھا ہے، وان الاستمداد باھل القبور الی قولہ فقد انکرہ کثیر من الفقہاء الخ انبیاء علیہم السَّلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کہا کہ ان کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں تیسرے یہ کہ دعا مانگے الٰہی بحرمت فلاں میرا کام پورا کردے، یہ بالاتفاق جائز ہے اور تمام شجروں میں موجود ہے، اسی وجہ سے اقوال علماء میں اختلاف ہے، کہ استمداد لفظ مشترک ہے کسی نے کسی کو لیا اور کسی نے کسی کو، قول ہر ایک کا اپنے معنی و مراد پر صحیح ہے فقط (فتاوی رشیدیہ ص ۲۳۰ طبع کراچی) استعانت باہل القبور کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں جواب اس مسئلہ کی پہلے تحریرات ہوچکی ہیں کہ مائۃ مسائل اور اربعین مسائل مولانا محمد اسحٰق صاحب مرحوم دہلوی کو دیکھئے چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے، تو جواب مختصر لکھنا ضرور ہوا استعانت کے تین معنے ہیں (۱) ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دعا کر

(باقی حاشیہ ص ۱۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

قال الحامد ذكر في الدرر خلاف الواحد في مسئلة لايكون معتبرا ويكون ردا عليه كذا

چنانچہ حامدؔ نے بیان کیا ہے کہ دررؔ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ کسی مسئلہ میں ایک شخص کا اختلاف باقی فقہاء کے ساتھ معتبر نہیں ہوگا۔ بلکہ اس شخص پر رد کردیا جائیگا۔ غایۃ التحقیق میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے۔

(صفحہ ۱۱۵ کا بقیہ حاشیہ) کہ بحرمت فلاں میرا کام کردے یہ بالاتفاق جائز ہے، خواہ عند القبر ہو خواہ دوسری جگہ اس میں کسی کو کلام نہیں (۲) دوسرے یہ کہ صاحبِ قبر سے کہے کہ تم میرا کام کردو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے اور بعض روایات میں جو آیا ہے۔ "اَعِيْنُوْنِيْ عِبَادَ اللّٰه"[1] تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالےٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے تو وہ اس باب سے نہیں ہے اس سے حجت جواز پر لانا جہل ہے معنی حدیث سے" (۳) تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جاکر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالےٰ میرا کام کردیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے، مجوزِ سماعِ موتیٰ اس کے جواز کے مقر ہیں، اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے، مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے، اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے، پس جواز کے واسطے کافی ہے، اور جس کو قاضی صاحب (قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ) نے منع لکھا ہے، وہ دوسری نوع کی استعانت ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ مسئلہ مخلوط ہورہا ہے اور سماع موتیٰ کا مسئلہ بھی صحابہؓ کے وقت سے مختلف فیہ ہے، مع ہذا سلام کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا، بہرحال یہ مسئلہ مختلفہ ہے، اس میں بحث مناسب نہیں" فقط والسلام فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بھی اگرچہ سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں لیکن اس مسئلہ میں شدت اختیار کرنے سے منع فرماتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں "سماعِ اموات کے قصہ میں اوّل تو یہ معروض ہے کہ یہ امر قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ دوسری ضروریاتِ دین اور عقائد ضروریہ میں سے نہیں اس کی تنقیح قرار واقعی تو بعد از مرگ ہی معلوم ہوگی، اگر بعد مرگ ہم نے اوروں کا سلام و پیام سن لیا تو سماع نہیں تو عدم سماع متحقق ہو جائیگا" (فیوض قاسمیہ ص ۱۸)

---

[1] کہ اے اللہ کے بندو! میری اعانت کرو ایسے بندوں کو رجال الغیب کہتے ہیں چنانچہ حصن حصین میں مسند بزار، مصنف ابن ابی شیبہ طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب کسی کا جانور بھاگ جائے تو بلند آواز سے کہے کہ اے اللہ کے بندو میری امداد کرو، اللہ تم پر رحم فرمائے ۱۲ سواتی

Marfat.com

فی غایۃ التحقیق ۔ وقد قال تعالیٰ وَاسْتَعِیْنُوْا (علی حوائجکم) بِالصَّبْرِ (عن المعاصی) وَالصَّلٰوۃِ

اور ادھر اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے، کہ اے لوگو! اپنی حاجات و ضروریات میں صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ جوام العبادات ہے امداد چاہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، نیز حدیث شریف

(صفحہ ۱۱۶ کا بقیہ حاشیہ) علاوہ بریں طرفین میں بڑے بڑے اکابر اگر ایک طرف میں ہو بیٹھے تو کسی نہ کسی طرف کو برا سمجھنا پڑے گا۔ اس لئے اہل سلام کو یہ ضروری ہے، کہ ایسے مسائل میں خواہ مخواہ ایسے پکے نہ ہو بیٹھیں کہ دوسری طرف کو بالکل باطل سمجھ لیں (جمال قاسمی ص ۹) حضرت مولانا گنگوہی، مولانا عزیز الرحمٰن دیوبندی رحمہ کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں مسئلہ سماع موتی کا قرن اوّل میں مختلف ہوا ہے۔ اب اس کا فیصلہ تو ممکن ہی نہیں، مگر بتقلید اپنے مجتہد کے مقلد کوئی ترجیح کی جانب اگر میلان کرے تو مضائقہ نہیں، سو مسلک حضرت عائشہ صدیقہ رض مثل طریقہ امام ابو حنیفہ رح کے یہ ہے کہ آیت قطعی کو اپنی حالت میں رکھ کر اور معنی حقیقی پر عمل کر کے کہ اصل موضوع لہ ہے حدیث میں کہ شرح قرآن ہے تاویل مناسب ہے جب تک قطعی معنی حدیث پر حاصل نہ ہو جائے۔ چنانچہ اصول میں مبرہن ہے پس آیت اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی قطعی خاص اور احادیث سماع ظنی اخبار آحاد سے تخصیص کس طرح درست ہو سکتی ہے پھر اس آیت میں استعارہ ہے کفار کو اموات وصم سے تشبیہ دیا ہے اور استعار منہ میں معنی وجہ شبہ کے حقیقۃً ہوتے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ میت میں اور صم میں صلاح سماعت نہیں لہذا معنی عدم اجابت کے جو مجاز ہے مشبہ بہ میں لینا کیسے درست ہوگا البتہ مشبہ میں یہی مراد ہے، لہذا حسب قاعدہ مرجح جانب عدم سماع ہے اور حضرت عمر رض نے چونکہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مَا اَنْتَ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ سنا تھا، تو ان کے نزدیک یہ حدیث قطعی تھی سو جو کچھ معنی انہوں نے سمجھے اس فہم کی وجہ سے اگر تخصیص کریں تو ہو سکتا ہے ورنہ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے تو خود حدیث میں تاویل کی اور آیت کو بحال خود رکھا اور جمع کر دیا، الحاصل راجح مذہب عدم سماع کا ہے حسب قواعد، پس احادیث سماع میں تاویل مناسب ہے ورنہ دوسری جانب بھی مذہب قوی ہے اور زیادہ بسط کی گنجائش نہیں اگر بغور مطالعہ فرماؤ گے تو توقع ہے کہ اصل مراد کی آپ تصدیق فرما دیں فقط واللہ اعلم (لطائف رشیدیہ ص ۹،۸) لیکن دوسری جانب علماء کرام نے اس پر کلام کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے عدم سماع اموات پر استدلال تام نہیں اس لئے کہ اموات سے یہاں مراد کفار ہیں جن کے دل مُردہ ہیں اور کفار سے مطلق سماع کا منفی ہونا تو مشاہدے کے خلاف ہے، اور کفار کی تشبیہ موتی کے ساتھ اس وقت درست ہوگی (باقی حاشیہ ص ۱۱۸ پر)

Marfat.com

(التی ھی امّ العبادات) اِنّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ وکان علیہ الصلوٰۃ والسلام اذاحزبہ امر اسرع الی الصلوٰۃ۔

میں آتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی رنج دہ اور پریشان کن بات پیش آتی تھی تو آپ فوراً نماز کی طرف رجوع فرماتے تھے۔

(صفحہ ۱۱۷ کا بقیہ حاشیہ) جب کہ مُردے قطعاً بالکل نہ سنتے ہوں حالانکہ احادیث میں قریب جگہ سے موتی کا سننا وارد ہے۔ آخر حضرت انس رضی کی روایت میں جو متفق علیہ ہے جس کو بخاری مسلم (ص ۳۸۶ ج ۲) مستدرک حاکم ابوداؤد اور موارد الظمآن فی زوائد ابن حبان میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت کو دفن کر کے لوگ پلٹتے ہیں تو یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِہِمْ اور ایک روایت میں خَفْقَ نعالھم ہے وہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے اس لئے یہ علماء فرماتے ہیں کہ وجہ شبہ عدم سماع نہیں کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان یہ صفت مشترک نہیں حالانکہ وصف مشترک ہونا چاہیئے کفار زندہ ہیں اور سنتے ہیں لا محالہ وجہ شبہ بطور وصف مشترک کے عدم انتفاع اور عدم اجابت ہوگا یہ درست ہے کہ معنی وجہ شبہ کا مشبہ بہ میں حقیقی ہوتا ہے تو عدم انتفاع حقیقی ہوگا۔ کیونکہ اموات کو قطعاً وعظ وتلقین یا نصیحت سے کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب رح اسی آیت پر بحث کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عمر رض کی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

قلت اذا صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الموتٰی تسمع کلام الحی فمعنی قولہ تعالٰی انک لا تسمع الموتٰی باختیارک وقدرتک کما انت تسمع الحی علی ماجری بہ عادۃ اللہ لکن اللہ یسمع الموتٰی کلام الاحیاء اذا شاء او انک لا تسمع الموتٰی سماعا تترتب علیہ الفائدۃ (منہ) (حاشیہ تفسیر مظہری ج ۷ ص ۲۵۲)

جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم سے صحیح طریق پر ثابت ہو چکا ہے کہ مُردے زندوں کا کلام سنتے ہیں تو پھر اس آیت لَا تسمع کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ اپنے اختیار اور اپنی طاقت سے نہیں سُنا سکتے جیسا کہ آپ زندوں کو سُناتے ہیں اس کے مطابق جیسا کہ عادۃ اللہ جاری ہے (زندوں سے کلام کیا جائے تو وہ سنتے ہیں) لیکن اللہ تعالیٰ زندوں کا کلام مُردوں کو سناتا ہے جب چاہے یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے ایسا سنانا کہ جس پر (باقی حاشیہ ص ۱۱۹ پر)

Marfat.com

وقد مر بعض ما تعلق بهذا المقام وبالجملة فالعلم بالغيب تفرد به سبحانه وتعالى لا سبيل للعباد

اس مقام سے متعلق کچھ تحقیق پہلے بیان ہو چکی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ علم غیب مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ خدا تعالیٰ ہی اس کے ساتھ متفرد ہے۔ بندوں کے لئے اس تک کوئی راستہ

(صفحہ ۱۱۸ کا بقیہ حاشیہ) فائدہ مرتب ہو کیونکہ مُردے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے اس لئے کہ وہ دار العمل سے نکل کر دار الجزاء میں پہنچ چکے ہیں تو سماع کا کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوگا رہا جیسا کہ دوسری آیت میں اس کا ذکر ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مسلک اس حدیث سے بھی واضح ہے جس کو امام مسلمؒ نے نقل کیا ہے۔ ابی نوفل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہر (مکہ) کی ایک گھاٹی پر سولی پر لٹکتا ہوا دیکھا قریش اور دوسرے لوگ وہاں سے گذرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا گزر ہوا تو وہاں رک گئے اور انہوں نے تین مرتبہ کہا السلام علیک یا ابا خبیب اور پھر تین مرتبہ کہا کہ میں تمہیں اس بات سے منع کرتا تھا پھر فرمایا کہ بخدا بہت ہی بہتر ہوگی وہ اُمت جس نے تمہیں (بُرا خیال کرتے ہوئے) سولی پر لٹکا دیا۔ مسلم ج ۲ ص ۳۱۲ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت پر بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ عائشہ صدیقہؓ کی حدیث انهم ليعلمون الآن میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا میلان حضرت ابن عمرؓ کی روایت (ما انتم باسمع منهم ولكن لا يجيبون) پر رد کی طرف ہے۔ لیکن جمہور نے اس کا خلاف کیا ہے، اور ابن عمرؓ کی روایت کو قبول کیا ہے کیونکہ یہ دوسری روایتوں کے مطابق ہے جو اس بارہ میں نقل کی گئی ہیں۔ باقی حضرت عائشہ صدیقہؓ کا استدلال انك لا تسمع الموتى کی آیت سے ہے تو اس کے جواب میں یہ بیان کیا گیا ہے، کہ آپ انکو ایسا نہیں سنا سکتے کہ جس سے ان کو فائدہ پہنچے یا آپ خود اپنی طاقت سے نہیں سُنا سکتے اللہ تعالیٰ جب چاہے سُنائے اور امام سہیلیؒ نے تو یہ کہا ہے کہ عائشہ صدیقہؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول مستحضر نہیں تھا اور دوسرے صحابہؓ کو مستحضر اور زیادہ یاد تھا۔ اور انہوں نے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا۔ کہ حضرت آپ ایسے لوگوں سے کیسے کلام کرتے ہیں جو مُردار ہو چکے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں کہتا ہوں آپ لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے نیز عائشہ صدیقہ نے يعلمون کا معنی جو بیان کیا ہے تو اس بنا پر کہا جا سکتا ہے۔ جب وہ اس حالت میں جانتے ہیں تو وہ سنتے بھی ہوں گے۔ انہی کانوں سے جیسا کہ جمہور کا قول ہے۔ یا روح کے کانوں سے ان کے نزدیک جو سوال و جواب جسم کے بغیر روح کی طرف متوجہ کرتے ہوں۔ (باقی اس آیت کا مفہوم ایسا ہی ہے جیسا کہ اس آیت افانت (باقی حاشیہ ص ۱۲۰ پر)

Marfat.com

الیه الا باعلام منه او بالالهام	نہیں بجز اسکے کہ وہ خود اطلاع دے دے یا معجزے کے طریقہ پر کسی
بطریق المعجزة او الکرامة	کو الہام کر دے یا بطریق کرامت کسی پر کچھ ظاہر فرما دے یا پھر آیات سے
او ارشاد الی الاستدلال بالآیات	استدلال کی طرف رہنمائی فرمانے جہاں یہ بات ممکن ہو۔

(صفحہ ۱۱۹ کا بقیہ حاشیہ) تسمع الصم او تھدی العمی، کا مفہوم ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی سناتا ہے اور ہدایت دیتا ہے۔ فتح الباری جزء ۳ ص ۴۷۷ طبع، مصر۔

حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے اس مسئلہ کی تحقیق اس طرح کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میّت سے کلام کرنا اور اس کا سُننا یہ ایک ہی مسئلہ ہے۔

ہم عصر حنفی علماء نے اس سے انکار کیا ہے حالانکہ حضرت ملا علی قاریؒ کا ایک غیر مطبوعہ رسالہ ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے ائمہ میں سے کوئی بھی اس (سماعِ موتیٰ کے انکار کی) طرف نہیں گیا بلکہ ان فقہاء نے یہ مسئلہ قسم کے مسئلہ سے استنباط کیا ہے، مثلاً کوئی شخص قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں سے کلام نہیں کرونگا اور پھر اس کے دفن ہونے کے بعد کلام کرتا ہے تو وہ حانث نہیں ہوگا لیکن اس مسئلہ میں ان کی بات کے لئے کوئی دلیل نہیں کیونکہ قسم کا مبنی عرف پر ہوتا ہے اور عرف میں اسکو کلام نہیں کہتے۔

شیخ ابن ہمامؒ نے بھی فتح القدیر میں سماع سے انکار کیا ہے، اور پھر اس اشکال کا جواب بھی دیا ہے کہ اگر سماع ثابت نہیں تو پھر قبر پر سلام کہنے کے کیا معنی ہیں اور پھر جواب دیا ہے کہ اس وقت سنتے ہیں اور اسی طرح قرع نعالھم کی صورت کو بھی مستثنیٰ قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ عموم پر کوئی دلیل نہیں۔

حضرت انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں " میں کہتا ہوں کہ سماعِ اموات کے بارہ میں احادیث حدِ تواتر تک پہنچی ہیں اور ان میں سے زیادہ مشہور وہ حدیث ہے جس کو ابو عمرو بن عبد البرؒ نے بیان کیا ہے اور اس حدیث کی تصحیح بھی کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، کہ جب کوئی شخص میّت پر سلام کرتا ہے تو وہ اسکو جواب دیتا ہے اور اگر اسکو دنیا میں پہچانتا تھا تو یہاں بھی پہچانتا ہے۔ اس روایت کو علامہ ابن کثیرؒ نے بھی نقل کیا ہے پس انکار کرنا سماع سے بے محل بات ہوگی خصوصاً جبکہ ہمارے ائمہ کرام سے اس بارہ میں کوئی بات منقول نہیں پس ضروری ہے کہ سماع کا فی الجملہ التزام (اقرار) کیا جائے۔

ابن ہمامؒ کا انکار اس بنا پر ہے کہ انہوں نے عدمِ سماع کو اصل ٹھہرایا ہے، اور جہاں سماع ثابت ہے اُسکو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور اس کو اسکے مورد پر بند کیا ہے میں (انور شاہؒ) کہتا ہوں کہ پھر باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۱

Marfat.com

فیما یمکن ذلک نہیں بجز اس کے کہ وہ خود اطلاع دے دے یا معجزہ کے طریقہ پر کسی کو الہام کر دے یا بطریق کرامت کسی پر کچھ ظاہر فرمادے یا پھر آیات سے استدلال کی طرف رہنمائی فرمادے جہاں یہ بات ممکن ہو۔

(صفحہ ۱۲۰ کا بقیہ حاشیہ) نفی کا عنوان باندھنے سے کیا فائدہ ہے۔ اور پھر سماع کی نفی اور استثناء مواضع کثیرہ میں اور ادعائے تخصیص کرنے میں اور فی الجملہ سماع کا اثبات کرنے میں کیا فرق ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم ان اموات کے سماع کے قواعد بھی نہیں جانتے جب کہ بعض صورتوں میں زندہ بھی نہیں سنتے تو اموات کے سماع کا کوئی کلی دعویٰ کیسے کر سکتا ہے اس لئے ہم فی الجملہ سماع کا قول کرتے ہیں۔ باقی قرآن کا معاملہ واقعی دشوار ہے کیونکہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى - وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۔ بظاہر تو مطلق نفی سماع پر دلالت کرتا ہے اس لئے بعض نے اس کا جواب یہ دیا ہے۔ کہ سماع اور اسماع میں فرق ہے منفی اسماع ہے نہ کہ سماع اور مطلوب اول ہے نہ کہ ثانی۔

امام سیوطیؒ نے جواب دیا ہے ؎

سماع موتی کلام الخلق قاطبة
قد صح فیھا لنا الآثار بالکتب
وروایة النفی معناه سماع هدی
لا یسمعون ولا یصغون للادب

کہ مردوں کا لوگوں کا کلام سننا اس بارہ ہمارے پاس صحیح آثار کتابوں سے ثابت ہو چکی ہیں اور نفی سماع کی روایت کا معنی ایسا سماع ہے جس سے ہدایت حاصل ہو واقعی ایسا سماع تو نہیں اور نہ وہ کان دھرتے ہیں اس لئے کہ وہ سن کر ادب حاصل کر سکیں۔ میں (انور شاہ) کہتا ہوں شیخ سیوطیؒ نے غرض کو ملحوظ رکھتے ہوئے کلام کیا ہے۔ آیت کا مطلب ان کے طریق پر یہ ہے کہ یہ کفار موتی کی طرح ہیں پس تیری ہدایت ان کو فائدہ نہیں دیتی کیونکہ ہدایت کا نفع تو حیات میں تھا اور اس کا وقت گزر چکا ہے۔ اسی طرح کفار بھی گرچہ زندہ ہیں لیکن آپ کی ہدایت ان کے حق میں غیر نافع ہے کیونکہ عدم انتفاع میں یہ مثل اموات کے ہیں پس اس سے غرض سماع کی نفی نہیں بلکہ انتفاع کی نفی ہے۔ میں (انور شاہ) کہتا ہوں عدم سماع بمع استماع بسبب عدم عمل کے معنی میں ہیں کیونکہ سمع عمل کے لئے ہوتا ہے پس جب عمل نہ کیا تو گویا سنا ہی نہیں مثلاً تم کہتے ہو کہ میں نے اس کو کہا کہ نماز ترک نہ کرو لیکن اس نے میری بات ہی نہ سنی یعنی عمل نہ کیا۔ فارسی میں نشنود کہتے ہیں یعنی عمل نمیکند پس اگر شیخ یوں کہتے کہ جو مردوں میں ہیں وہ عمل نہیں کرتے تو کلام لغت میں اصل ہو جاتا (باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۲ پر)

Marfat.com

انفاذ کرنی الفتاوی ان قول القائل عند رویته ھالۃ القمر ای دائرتہ یکون مطرا | اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ بندے علمِ غیب کو جان سکیں نیز فتاوی میں استدلال یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص چاند کا ہالہ یا دائرہ دیکھ کر علمِ غیب کا دعویٰ کر بیٹھے اور یہ کہے کہ بارش

(صفحہ ۱۲۱ کا بقیہ حاشیہ) اور وہ تاویل نہ رہتا بلکہ بہتر یوں ہے کہ کہا جائے کہ مانتے نہیں،

اگر تم یہ اعتراض کرو۔ کہ جب اموات کے لئے سماع ثابت ہے تو کیا انتفاع بھی ان کے لئے ممکن ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو خیر اور نیکی پر مرا ہو۔ اس کو فائدہ ہوگا اور جو شر پر مرا ہو اس نے جب دنیا میں فائدہ نہ اٹھایا تو وہاں بھی سوائے آواز کے کچھ بھی نہ ہوگا۔

دوسرا جواب آیت کے متعلق یہ ہے کہ یہ سماع جس کو ہم ثابت کرتے ہیں یہ عالم برزخ میں ہے جس کی خبر مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اس پر ہم ایمان لائے ہیں، باقی ہمارے اس مادی جہان میں وہ معدوم ہے اور قرآن پر یہ تو ضروری نہیں کہ جو چیز بھی تمام جہانوں پر وارد ہوتی ہے۔ اس کی تعبیر کرے۔
پس ہو سکتا ہے کہ نفی سماع ہمارے جہان کی بنا پر ہو کیونکہ تشبیہات تو صرف توضیح کے لئے ہوتی ہیں اور جب قبور والے ہمارے عالم کی نسبت عدم کی طرح ہیں ان کے لئے نہ سماع نہ علم اور نہ کوئی اور چیز، تو جائز ہے کہ ان سے سماع کی نفی کی جائے۔

اور یہ بات کہنی کہ جب ان کے لئے سماع عند القرآن ثابت ہوا تو پھر مردوں کے ساتھ تشبیہ ٹھیک نہیں ہوگی۔ یہ بات جہل اور سفاہت پر مبنی ہے کیونکہ تشبیہ تو ہمارے علم اور عالم کی نسبت سے ہے گو اس کے نزدیک سماع ثابت ہو اور اگرچہ وہ لوگ ہمارے عالم کے اعتبار سے معدوم ہی کیوں نہ ہوں۔
(فیض الباری ج ۲ ص ۴۶۷، ۴۶۸ کتاب الجنائز) اور نیز عرف الشذی میں جو حضرت انور شاہ صاحبؒ کی تقریر منقول ہے اس میں بھی وہ فرماتے ہیں والمحقق ان ابا حنیفۃ لا ینکر سمع الاموات کہ تحقیقی اور پختہ بات یہ ہے۔ کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ سماع موتی سے انکار نہیں کرتے اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ لم یرد الانکار عن ائمتنا الثلاثۃ۔ کہ ہمارے ائمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) سے سماع موتی کا انکار منقول نہیں اور پھر فرماتے ہیں۔

وان انکر ابن الھمامؒ وان ذخیرۃ الاحادیث تدل علی سمع الموتی (عرف الشذی ص ۳۵۲) | کہ اگرچہ امام ابن الہمام نے انکار کیا ہے لیکن احادیث کا ذخیرہ سماعِ موتی پر دلالت کرتا ہے۔

(باقی حاشیہ ص ۱۲۳ پر دیکھیں)

Marfat.com

مدعیا علم الغیب لا بعلامۃ کفر، ومن اللطائف ما حکاہ بعض ارباب الظرائف ان منجما صلب فقیل لہ ھل رأیت ھذا فی نجمک فقال رأیت رفقۃ ولکن ما عرفت انہا فوق خشبۃ۔

ہو گی اور یہ بات بطور علامت کے نہ ہو بلکہ علم غیب کے ادعا سے یہ کہے تو وہ کافر ہوگا۔

لطیفہ:۔ بعض اربابِ ظرافت نے بیان کیا ہے کہ ایک نجومی کو سولی پر لٹکا دیا گیا اس سے کسی نے سوال کیا کہ تم نے اپنے نجوم میں یہ بات نہیں دیکھی تھی تو اس نجومی نے یہ جواب دیا کہ میں نے اس کی رفاقت تو دیکھی تھی لیکن یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ لکڑی پر ہو گی (یعنی سولی پر لٹکا دیا جاؤں گا۔

(صفحہ ۱۲۲ کا بقیہ حاشیہ) خاص طور پر قرع نعال والی حدیث اور حضرت عمرؓ کی روایت جس میں ہے کہ

قال عمر یا رسول اللہ کیف تکلم اجسادا لا ارواح فیھا۔ قال ما انتم باسمع لما اقول منھم غیرانھم لا یستطیعون ان یردوا علی شیئا۔ (مسلم ج۔۲ ص ۳۸۷)

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ آپ کیسے کلام فرماتے ہیں ان اجسام سے جن میں روحیں نہیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن فرق یہ ہے کہ وہ مجھ پر جواب لوٹانے کی طاقت نہیں رکھتے ہے۔

نیز استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنوی نے اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے

وبالجملۃ لم یدل دلیل قوی علی نفی سماع المیت وادراکہ وفھمہ وتاملہ لا من الکتاب ولا من السنۃ بل السنن الصحیحۃ الصریحۃ دالۃ علی ثبوتہا لہ والحق فی ھذا المقام ان ھذا کلہ من تقریرات المشائخ وتوجیہاتھم وتکلفاتھم ولا عبرۃ بہا حین مخالفتہا للاحادیث الصحیحۃ وآثار الصحابۃ واما ائمتنا فھم بریئون عن انکار ھذہ الامور وانما حکموا فی الحلف بالضرب والکلام والدخول علیہ ونحوھا بعدم الحنث عند وجود ھذہ الاشیاء

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کوئی قوی دلیل ایسی نہیں جو میت کے سماع اور ادراک اور فہم اور تامل کی نفی پر دلالت کرتی ہو نہ قرآن سے نہ سنت سے بلکہ سنت کی صحیح اور صریح روایات تو سماع میت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اور حق بات اس مقام میں یہ ہے کہ مشائخ نے جو قسم کے باب میں سماعِ میت کے بارہ میں قول کیا ہے یہ محض ان کی تقریرات اور توجیہات اور تکلفات پر مشتمل ہے اور اس کا اعتبار نہیں جب کہ صحیح احادیث اور آثارِ صحابہ کے مخالف ہے باقی ہمارے ائمہ کرام تو ان امور کے انکار سے بری ہیں باقی قسم کے باب

(باقی حاشیہ ص ۱۲۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمهم الله تعالیٰ احیاناً

پھر اسباب کو اچھی طرح جان لو کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کی باتوں میں صرف انہی باتوں کو جانتے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ ان پر بعض اوقات ظاہر فرماتا ہے۔ اسی واسطے فقہاء حنفیہؒ نے تصریحاً تکفیر کی ہے۔ اس

(صفحہ ۱۲۳ کا بقیہ حاشیہ)

بالمیّت لکون الایمان مبنیۃ علی العرف والعرف قاض علی ان ہذہ الامور یراد بہا ارتباطہا ما دام الحیاۃ لا بعد الموت فالکلام بالمیت وان کان کلاما حقیقۃً ویوجد فیہ الاسماع والافہام لکن العرف یحکم بان المراد فی قولہ لا اکلمک ہو الکلام فی حالۃ حیاتہ و کذا الایلام وان کان یتحقق فی المیّت لکن العرف قاض علی ان المراد فی قولہ لا اضربک ہو ضربہ حیا لا ضربہ میتاً۔ وبالجملۃ فالوجہ فی تقیید ہذا الایمان ہو حکم العرف لا ما ذکروہ (عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح وقایۃ ج۔۲ ص۲۵۴ کتاب الایمان)

کہ ضرب کلام، اور داخل ہونے وغیرہ کے ساتھ قسم اٹھانے کی صورت میں جب یہ باتیں میّت کے ساتھ موجود ہوں تو یہ ائمہ کرام اور مشائخ عظام قسم واقع نہ ہونے کا قول جو کرتے ہیں تو یہ اس بنا پر ہے کہ قسموں کا مدار عرف پر ہوتا ہے اور عرف فیصلہ کرتا ہے کہ ان امور سے مراد ان کا ارتباط اس وقت تک ہوتا ہے جب تک کہ حیات موجود ہے موت کے بعد میّت کے ساتھ کلام کرنا اگرچہ حقیقۃً کلام ہے اور اس میں سماع اور افہام بھی موجود ہے لیکن عرف فیصلہ کرتا ہے کہ لا اکلمک (میں تجھ سے کلام نہیں کرونگا) اس سے مراد اسکی حیات میں کلام کرنا ہے اور اسی طرح ضرب سے دکھ اگرچہ میّت کے اندر بھی متحقق ہوتا ہے لیکن عرف فیصلہ کرتا ہے کہ اسکی مراد لا اضربک (میں تجھ کو نہیں مارونگا) سے اس کا مارنا اسکی حیات میں مراد ہے نہ کہ مرنے کے بعد خلاصہ کلام یہ ہے کہ قسموں کا مفید ہونا یہ عرف کے حکم کی بنا پر ہے نہ اس وجہ سے جس کو ان مشائخ نے ذکر کیا ہے۔ کہ میت سنتا نہیں۔

اور اسی طرح مولانا عبدالحیؒ نے یہ بھی فرمایا ہے۔

واما ما ردّ عائشۃؓ بعض تلک الاحادیث

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو ان سماع

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۵ پر ملاحظہ کریں)

Marfat.com

ولهذا ذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى

اعتقاد رکھنے پر اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں کیونکہ یہ اعتقاد اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف ہے سورہ نمل آیت ۶۵ میں ارشاد ہوتا ہے۔ آپ کہدیجئے کہ جس قدر مخلوقات

(صفحہ ۱۲۴ کا بقیہ حاشیہ)

فلم يعتد به جمهور الصحابة رض ومن بعدهم (عمدة الرعاية ج ۲ ص ۴۵۵)

کی بعض احادیث کی تاویل کی ہے تو جمہور صحابہ رض اور بعد میں آنے والے حضرات نے اس کا اعتبار نہیں کیا۔

اور مفسر قرآن امام ابن کثیر فرماتے ہیں:-

قد استدلت ام المؤمنين عائشة بهذه الآية انك لا تسمع الموتى على توهيم عبد الله بن عمر رض في رواية مخاطبة النبي صلى الله عليه وسلم القتلى الذين القوا في قليب بدر بعد ثلاثة ايام ومعاتبته اياهم وتقريعه لهم حتى قال له عمر يا رسول الله ما تخاطب من قوم قد جيفوا فقال والذي نفسي بيده ما انتم باسمع لما اقول منهم ولكن لا يجيبون وتاولته عائشة على انه قال لهم انهم الآن ليعلمون ان ما كنت اقول لهم حق - وقال قتادة احياهم الله تعالى له حتى سمعوا مقالته تقريعاً وتوبيخاً ونقمة والصحيح عند العلماء رواية عبد الله بن عمر لما لها من الشواهد على صحتها من وجوه كثيرة من اشهر ذلك ما رواه ابن عبد البر مصححا له عن ابن عباس رض مرفوعاً ما من احد يمر بقبر اخيه المسلم كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض نے اس آیت انک لا تسمع الموتیٰ سے استدلال کیا ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض کی اس روایت کو جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد ان مقتولوں سے جن کو قلیب بدر میں پھینک دیا گیا تھا، ان کو عتاب اور سرزنش کرتے ہوئے جو خطاب کیا حتی کہ حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ حضور آپ ایسے لوگوں سے کلام فرماتے ہیں جو مردار ہو چکے ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو کچھ میں کہتا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔ حضرت ام المؤمنین رض نے حضرت عبد اللہ بن عمر رض کی اس روایت کو وہم پر مبنی قرار دیا ہے اور اسکی تاویل یوں بیان کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ وہ لوگ اس وقت جانتے ہیں کہ جو کچھ میں ان کو کہتا تھا وہ حق ہے اور حضرت قتادہ رح نے اسکی یہ تاویل کی ہے ان کو

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ" — آسمانوں میں اور زمین میں جو موجود ہے کوئی بھی سوائے خدا تعالی کے غیب کی بات نہیں جانتا۔

انتہی ما فی الملحقات

(صفحہ ۱۲۵ کا بقیہ حاشیہ)

الا رد اللہ علیہ روحہ حتی یرد علیہ السلام وثبت عنہ علیہ السلام لامتہ اذا سلموا علی اھل القبور ان یسلموا علیھم سلام من یخاطبونہ فیقول المسلم السلام علیکم دار قوم مؤمنین وھذا خطاب لمن یسمع ویعقل ولولا ھذا الخطاب لکانوا بمنزلۃ خطاب المعدوم والجماد والسلف مجمعون علی ھذا وقد تواترت الاثار عنھم بان المیت یعرف بزیارۃ الحی لہ ویستبشر فروی ابن ابی الدنیا فی کتاب القبور عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس عندہ الا استانس بہ ورد علیہ حتی یقوم وروی عن ابی ھریرۃ رض قال اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام۔

(ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳۸)

اس حالت میں اللہ تعالی نے زندہ کیا تھا تاکہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بات سن سکیں اور یہ سرزنش، ڈانٹ اور عذاب دینے کے لئے تھا لیکن صحیح بات علماء کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر رض کی روایت ہے، کیونکہ اس کی صحت پر متعدد طرق سے شواہد موجود ہیں ان میں سے زیادہ تر مشہور وہ روایت ہے جس کو ابن عبدالبر رح نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اسکی قبر پر گزرتا ہے، اور اسکو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکی روح کو اس کی طرف لوٹاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسکے سلام کا جواب دیتا ہے، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ کی امت کے حق میں کہ وہ اہل قبور پر سلام کریں تو اس طرح کریں ...... جیسا کہ کسی سے خطاب کے وقت کیا جاتا ہے اور مسلمان کو اس طرح کہنا چاہیئے۔ کہ اے مومنین کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلام ہو اور یہ ایسا خطاب ہے، جو اس شخص سے کیا جاتا ہے جو سنتا اور سمجھتا ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو ان سے خطاب ایسا ہوتا جیسا معدوم چیز یا بے جان چیز سے خطاب ہوتا ہے اور سلف کا اس پر اتفاق ہے اور متواتر روایات ہیں سلف

(باقی حاشیہ ص ۱۲۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

وایضا لوکان عالماً بها لکان سیاحۃ الملائکۃ فی الارض و ابلاغ الصلوٰۃ والسلام عبثاً اعاذنا اللہ منہ، اِنَّ لِلّٰہِ تعالٰی ملائکۃ سیّاحین فی الارض یبلغون من امتی السلام ومن صلی علیّ نائیاً ابلغتہ ومن صلی عند قبری سمعتہ۔

نیز اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب کی بات جانتے ہوتے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیاحت کرنے والے فرشتوں کا مقرر کیا جانا اور ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صلوٰۃ و سلام پہنچانا ایک فعل عبث ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حدیث میں موجود ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کے لوگوں کی طرف سے مجھ تک سلام پہنچاتے ہیں۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی صحیح حدیث میں موجود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص دور سے مجھ پر درود بھیجے گا وہ مجھ تک (ملائکہ کے توسط سے) پہنچایا جائیگا۔ اور جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھے گا تو میں خود اس کو سنتا ہوں۔

(صفحہ ۲۶ کا بقیہ حاشیہ) سے منقول ہے، کہ میت کی زیارت کے لئے جو شخص جاتا ہے تو میت اسکو پہچانتا ہے، اور خوش ہوتا ہے چنانچہ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے کسی بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے۔ تو وہ اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب لوٹاتا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی قبر پر گزرتا ہے جس کو وہ پہچانتا ہے اور پھر سلام کرتا ہے۔ تو وہ اسکے سلام کا جواب لوٹاتا ہے۔

ہم نے نہایت اختصار سے دونوں طرف سے چند عبارات نقل کر دی ہیں تاکہ ناظرین کرام اس مسئلہ میں صحیح طریق کار سمجھ سکیں ایسا نہ ہو کہ جلد بازی یا ذاتی رجحان کی وجہ سے اکابر سے بدگمان ہو بیٹھیں مسئلہ کی حقیقت کو سمجھ کر جس پہلو کو راجح قرار دیں تو دوسری جانب کا خیال رہے کہ ادھر بھی دلائل ہیں اور انصاف کو کسی طرح مجروح نہ ہونے دیا جائے۔

۱۲- سواتی

Marfat.com

وهذه الاستعانة وان اثبتها المشائخ الا ان العبرة باقوال الفقهاء لانها اساس الدين وقوام اليقين وكيف يجوز ترك جنابه عزوجل وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ والالتجأ الى غيره عزوجل الذى لا يعلم انه يسمع او يعلم فى كل الاوقات او بعض منها۔

اور اس قسم کی استعانت اور دعاء اگرچہ مشائخ نے اسکو ثابت کیا ہے لیکن اس سلسلہ میں اعتبار اور اعتماد فقہاء کرام کے اقوال پر ہے کیونکہ دین کی بنیاد اور یقین کا سلسلہ اس پر قائم ہے کیونکہ فقہاء کرام کتاب و سنت کی تشریح کرنے والے ہیں لہٰذا ان کے اقوال ہی قابل اعتماد ہیں پھر یہ کیسے درست ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست پیش کرنے کے بجائے غیر کے سامنے التجا کی جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم تو بندہ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، پھر جس غیر کے سامنے التجاء و درخواست کرتا ہے اس کے بارہ میں یہ بھی علم نہیں کہ وہ سنتا اور جانتا بھی ہے یا نہیں۔ تمام اوقات میں یا بعض اوقات میں۔

وانه معذب او مغفور، بعيد عن الانصاف، وحديث الكشف غير معتبر ولا دين فيه بل هو متابعة الرسول والنبوى۔

پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ مغفور ہے یا معذب ہے، تو ایسے حالات میں انصاف سے بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کو چھوڑ کر کسی غیر کے سامنے التجا کی جائے۔ باقی رہ گئی کشف کی بات تو وہ معتبر نہیں اور دین کا مدار کشف پر نہیں بلکہ دین تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا نام ہے۔ کشف اگر شریعت کے مطابق ہوا تو فبہا ورنہ اس کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔

اللهم وفقنا متابعته و احينا عليها وامتنا على اتباعه حتى لا نكون فى يوم القيامة منك ومن جناب رسولك خجلاً ولا تخجلنا بحرمته آمين

دعا ــــ اے اللہ ہم کو اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع نصیب فرما، اسی پر زندہ رکھ اور اسی پر موت دے۔ تاکہ ہم قیامت کے دن تیرے سامنے اور تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ اے خداوند کریم ہم کو اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور برکت سے اس دن کی ندامت اور خجالت سے بچا۔ آمین۔

وقال الحامد القادریؒ۔ الحديث الذى اشتهر على السنة الخواص

قادری حامدؒ نے فرمایا ہے کہ وہ حدیث جو عوام و خواص کی زبان پر مشہور ہے جس کا معنی یہ ہے کہ جب تم لوگ اپنے کاموں میں

Marfat.com

والعوام "اذا تحيرتم في الامور فاستعينوا من اهل القبور" موضوع من محمد بن سعيد الكذاب المنسوب الى الزندقة ذكره قاضي زكرياؒ وابو بكر عبد الله الحلبيؒ وابراهيم الحلبيؒ والآخرون۔

حیران و پریشان ہو تو اہلِ قبور سے امداد طلب کرو۔ یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے اس کو محمد بن سعید کذاب نے جو زندقہ کی طرف منسوب تھا وضع کیا ہے، اس کا ذکر قاضی زکریاؒ اور ابوبکر بن عبداللہ حلبیؒ اور ابراہیم حلبیؒ اور دوسرے علماء نے کیا ہے۔

قالوا هذا الحديث واشباهه موضوعات، وقال الشيخ ابن حجر المكيؒ وغيره على العلماء ان يبلغوا الناس بان "يا عباد الله اعينوني" موضوع صرح به في قاطع البدعة انتهى۔ وضعه محمد بن ابراهيم بن علي الشامي الكذاب الوضاع وادرجها في النسخ المجهولة او ادرجها متعبدة القبور۔

اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ حدیث اور اس قسم کی اور احادیث یہ موضوعات ہیں۔ اور شیخ ابن حجر مکیؒ نے بھی فرمایا ہے کہ علماء پر لازم ہے کہ وہ لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ یا عباد اللہ اعینونی کہ اے اللہ کے بندو میری امداد کرو۔ یہ حدیث موضوع ہے اس کی تخریج کتاب قاطع البدعت میں کی ہے۔ اور اس حدیث کو وضع کرنے والا ابراہیم بن علی الشامی کذاب اور وضاع ہے، اور ان احادیث کو اس نے مجہول نسخوں میں درج کیا ہے۔ اور یا پھر قبر پرستوں نے ان کو کتابوں میں درج کیا ہے۔

؎ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس سے استعانت من اہل القبور ثابت کرنا درست نہیں کیونکہ اس قسم کی استعانت تو شرک ہے بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنے معاملات میں حیران و پریشان ہو جاؤ اور کچھ فیصلہ نہ کر سکو تو پھر جو لوگ مر چکے ہیں (اہل قبور) ان کے علوم اور علمی ذخیروں سے فائدہ اٹھاؤ تو اس حدیث کو اہل قبور سے استعانت اور امداد طلب کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔ ۱۲ سواتی

؎ اس حدیث کو بھی صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں اس کا محمل مُردوں سے یا غائبانہ امداد طلب کرنا نہیں بلکہ اس کا مصداق وہ رجال الغیب ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے صحرا وغیرہ میں اس کام کیلئے متعین فرمایا ہے جیسا کہ حصن حصین کی روایات سے ظاہر ہے واللہ اعلم ۱۲ سواتی

Marfat.com

وان قال بالفارسية
برہان مرا فهو ایضا لا یجوز
لان رہانیدن فعل من هو غالب
علی غیرہ ولیس علی اللہ غالب
"واللہ غالب علی امرہ ولکن
اکثر الناس لا یعلمون
وھو القاھر (الغالب) فوق
عبادہ" یفعل ما یشاء ویحکم
ما یرید۔

اگر فارسی زبان میں یوں کہے کہ برہان مرا یعنی مجھے چھڑاؤ تو یہ بھی ناجائز ہوگا کیونکہ چھڑانا تو اس کا کام ہے جو غالب ہو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی بھی غالب نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سب پر غالب ہے، جیسا کہ اس نے سورۂ یوسف آیت ۲۱ میں فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے کاموں پر پوری طرح با اختیار اور غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور اسی طرح سورۂ انعام آیت ۱۸ میں ہے کہ وہی غالب ہے اپنے بندوں پر کرتا ہے جو چاہے اور فیصلہ کرتا ہے جس کا ارادہ کرے۔

وبالجملة العلم بالغیب امر
تفرد به سبحانه وتعالیٰ لا
سبیل للعباد الیه الا باعلام
منه عزوجل والالہام وقد مر
"قل لا یعلم من فی السموٰت
والارض الغیب الا اللہ"
الا ترى انه جل شانه بین
اختصاصه بالقدرة التامة
العامة بعلم الغیب، وھو
ما لم یقم علیه دلیل ولم
یطلع علیه احد من مخلوقه
فالمعنی لا یعلم اصلا الغیب
الا اللہ والانبیاء لا یعلمون
شیئا من المغیبات۔

خلاصہ یہ ہے کہ علم غیب ایک ایسا معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے، بندوں کے لئے کوئی راستہ نہیں بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ خود بتلا دے جیسا کہ سورۂ نمل آیت ۶۵ میں فرمایا آپ کہدیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو بھی موجود ہیں علم غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ یہ خدا تعالیٰ کے ساتھ مختص اور علم غیب کی قدرت تامہ اور عامہ صرف اسی کو حاصل ہے، اور علم غیب وہ ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور مخلوق میں سے کوئی اس پر مطلع نہ ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے بتانے کے۔ مطلب یہ ہے کہ علم غیب کو قطعاً کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے سوا نہیں جانتا۔ اور انبیاء علیہم السلام بھی مغیبات کا علم نہیں رکھتے۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بتلا دیا۔

Marfat.com

وَمَا هُوَ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِينٍ (علی قراءۃ الظاء المعجمۃ بمتہم) وتبارک اللہ ما وحی بمکتسب ولا نبی علی غیب بمتہم، الا ما علمہم اللہ احیاناً "عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ (لا یطلع) عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَّسُولٍ" وفیہ اشعار بانہ تعالیٰ لا یظہر الغیب الا علی رسول۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جو سورہ التکویر آیت ۲۴ ہے کہ وہ (یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم) غیب کی باتوں پر یعنی پوشیدہ باتیں جو ان کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں۔ ان کے بتانے میں بخیل نہیں، (کاہن لوگ تو بغیر اجرت کے کچھ بھی نہیں بتاتے) لیکن اگر یہاں قرأت ظاء سے ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ وحی کوئی کسبی بات نہیں اور نہ نبی غیب کی باتوں پر متہم ہے۔ انبیاء علیہم السلام غیب نہیں جانتے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ انکو بتائے چنانچہ قرآن کی اس آیت سے جو سورہ جن آیت ۲۶ میں ہے کہ وہی اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب کی کسی کو خبر نہیں دیا کرتا۔ مگر ہاں اپنے کسی برگزیدہ رسول کو اور وہ بھی بڑے اہتمام سے اور جس قدر مناسب سمجھتا ہے مطلع فرماتا ہے۔

فالاستعانۃ من الموتی بغیر حضور مرقدہم من الانواع الثلثۃ الاخیرۃ لا یکون الا بعلمہم حاجۃ الداعی وحضورہم وسماعہم حاجتہ وھذہ الامور غیر معلومۃ بل اعتقاد کونہم حاضرین ناظرین سامعین حاجۃ السائلین کفر کما ذکرنا من قبل فتذکر۔

پس مُردوں سے ان کی قبروں پر حاضر ہونے کے بغیر دُعا و استعانت ان تین قسموں کے سوا نہیں ہوسکتی کہ یا وہ دُعا کرنے والے کی حاجت کو جانتے ہوں یا حاضر ہوں اور اس کی ضرورت و حاجت کو سنتے ہوں۔ اور یہ باتیں تو معلوم نہیں بلکہ یہ اعتقاد رکھنا کہ مردے حاضر و ناظر ہیں یا سائل کی حاجت کو سنتے ہیں یہ اعتقاد ہی کفر ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے (اور قبر پر حاضر ہو کر استعانت کی جو صورت جائز ہے اس کی تفصیل گزر چکی ہے)۔

فالعلم بالغیب بغیرہ تعالیٰ مطلقاً زیادۃ علی النص والزیادۃ نسخ وھو لا یجوز بالسنۃ فکیف

پس علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے لئے ثابت کرنا قرآن کریم کی نص پر زیادتی ہے اور زیادتی تو نسخ ہوتا ہے اور قرآن کا نسخ تو سنت کے ساتھ بھی جائز نہیں تو کسی اور چیز کے ساتھ اس کا نسخ

Marfat.com

یجوز بغیرھا۔ والعمل بالنصوص واجب، والقیاس فی معرضھا باطل،

کیسے درست ہوگا۔ نص پر عمل کرنا واجب ہے اور نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا باطل ہے۔

فلا یقید ولا یحمل المطلق علی المقید۔ والتعامل والعرف بخلاف النص باطل غیر معتبر اذ لا عمل علی العرف بوجودہ ولنعم ما قیل۔

علم غیبے کس نمیداند بجز پروردگار
گر کسے گوید از و باور مدار
مصطفےٰ ہرگز نہ گفتے تا نگفتے جبرئیل
جبرئیلش ہم نگفتے تا نگفتے کردگار

نص مطلق ہو تو اس کو مقید کرنا بھی درست نہیں۔ نص کے خلاف تعامل اور عرف پر عمل کرنا بھی باطل ہے کیونکہ نص کی موجودگی میں عرف پر عمل کرنا جائز نہیں۔ مثنوی میں مولانا رومیؒ نے خوب فرمایا ہے

علم غیبے کس نمیداند بجز پروردگار گر کسے گوید کہ من دانم از او باور مدار
مصطفےٰ ہرگز نہ گفتے تا نگفتے جبرئیل جبرئیلش ہم نگفتے تا نگفتے کردگار

علم غیب سوائے پروردگار کے کوئی نہیں جانتا۔ اگر کوئی دعویٰ کرے علم غیب کے جاننے کا تو اس کی بات پر ہرگز یقین نہ کرو۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ کہتے تھے جب تک جبرئیل علیہ السلام نہ کہتے۔ اور جبرئیل علیہ السلام بھی نہ کہتے تھے جب تک اللہ تعالےٰ نہ فرماتے۔

(۱۴) الشرك فی النداء

(۱۴) پکار و ندا میں شرک کا بیان

الشرك فی النداء وھو ان ینادی شخص بعد ایجادہٖ[1] مثلاً یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ لان یا حرف نداء وھو

پکارنے میں اور ندا میں شرک اس طرح ہوگا کہ کوئی شخص ایجاد یعنی موجود ہونے کے بعد کسی کو پکارے (ایجاد سے احتراز کیا ہے اسبات سے کہ اگر ایجاد کے لئے ندا کرے تو اس کے لئے حاضر ہونا معتبر نہیں جیسا کہ قرآن کے سوالات میں مذکور ہے) مثلاً یوں کہے کہ یا شیخ

---

[1] احترز بہ عن نداء الشیٔ للایجاد فان الحضور فیہ لا یعتبر کما ھو مذکور فی اسولۃ القرآن (منہ)

مصنفؒ نے یہ عبارت بطور حاشیہ کے لکھی ہے، اور اس عبارت میں یہ بتایا ہے کہ ایجاد کا لفظ لکھ کر احتراز کیا ہے۔ کہ اگر ایجاد کے لئے ندا ہو تو اسمیں حاضر ہونا معتبر نہیں جیسا کہ قرآن مجید کے سوالات میں مذکور ہے۔

Marfat.com

لا یکون الا لحاضر لاحضاره وتوجهه واعتقاد الحضور للمشائخ الغیبة مطلقا، باطل وکفر لانه یلزم منه اعتقاد علم الغیب بهم "لا یعلم الغیب الا الله" "ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء"۔

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شیئاً للہ یعنی اللہ کے لئے کوئی چیز عنایت فرمائیں۔ یا تو حرف ندا ہے اور وہ حاضر کے لئے ہوتا ہے اس کی توجہ مبذول کرنے کے لئے۔ اوران مشائخ کرام کے بارہ میں جو غائب ہیں مطلقاً حاضر ہونے کا اعتقاد رکھنا باطل اور کفر ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ غیب داں ہوں، حالانکہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی غیب داں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن میں اعلان کرایا ہے۔ سورہ اعراف آیت ۱۸۸ اگر میں غیب داں ہوتا تو بہت سے فائدے اپنے لئے جمع کر لیتا اور مجھکو کوئی نقصان نہ پہنچتا۔

فان قیل ماتقول فی غوث الثقلین، ومحمد ان الموصلی ؎ یاحبیب الالٰہ خذ بیدی مالعجزی سواک مستندی ؎ ویا اکرم الخلق مالی من الوذبه سواک عند حلول الحادث العمم مثلا۔۔۔ قلنا۔۔۔ یجوزان تثبت الحضورلهما مثلا۔ لکون غوث الثقلین قدس سرہ محبوب رب العالمین۔ کماهوالمشهور فلا بعد فی الحضورله۔ ومحمدن الموصلی عاشقا فانیا افنی ذاته فی الرسول علیه الصلوٰۃ والسلام۔ فلا بعد له فی الحضو

اگر یہ کہا جائے کہ تم حضرت غوث الثقلین (شاہ عبدالقادر جیلانیؒ) اور شیخ محمد موصلیؒ کے بارہ میں کیا کہتے ہو۔ اگر ان کو ندا کی جائے اور پکارا جائے۔ جیسا کہ ان اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کی گئی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے حبیب میری دستگیری فرمائیں، میری عاجزی کے لئے آپ کے سوا کوئی سہارا نہیں، یا جیسا کہ قصیدہ بردہ کے اس شعر میں ندا کی گئی ہے۔ اے مخلوق میں بزرگ ترین ہستی میرے لئے کون ہے کہ جس کی میں پناہ لوں۔ تیرے سوا جب کہ بڑا حادثہ درپیش ہو۔

ہم کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہ دونوں بزرگ ندا کے وقت حاضر ہوں۔ کیونکہ شیخ عبدالقادر جیلانی اللہ کے محبوب ہیں تو ان کے حاضر ہونے میں کوئی بعد نہیں۔ اور محمد موصلیؒ بھی عاشق فانی تھے فنا فی الرسول کے مرتبہ میں، لہذا ممکن ہے کہ وہ حاضر ہوں۔ نیز ان بزرگوں کے نفوس قدسیہ کو ہم اپنے نفوس پر قیاس نہیں کر سکتے ہمارے نفوس تو نجاستوں گندگیوں سے آلودہ ہیں، لہذا

Marfat.com

ایضًا۔ علی ان لھولاء الکرام نفوسًا قدسیۃ۔ فلا یقاس نفوسنا الملوثۃ بالارجاس والادناس۔ علی نفوسھم۔ فلھذا جاذ ندائھما۔

انکی ندا سے سب کی ندا تو نہیں ثابت ہوسکتی۔ اس زمانہ میں بھی اگر کسی کے لئے حضوری ثابت ہو تو اس کو پکارنا جائز ہوگا۔ لہ

واذ قال شیئًا للّٰہ یکون معناہ امددنی او اعطنی للّٰہ ویکون استعانۃ من غیرہ عزوجل وھو لایجوز الا ماجاز (مالکم) نیست برائے شما (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) بجز پروردگار (مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ)

اور اگر اس شخص نے شیئًا للّٰہ کہا تو اس کا معنیٰ ہوگا کہ میری امداد کریں یا کوئی چیز للّٰہ دیں اور یہ اللّٰہ تعالیٰ کے سوا غیر سے استعانت ہوگی اور یہ جائز نہیں کیونکہ استعانت وہی جائز ہے جو اسباب ظاہرہ کے تحت ہو۔ اللّٰہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تمہارے لئے اللّٰہ کے سوا کوئی کارساز اور مددگار نہیں۔ لیکن اگر اس طرح کہے کہ الٰہی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی حرمت سے کچھ دے (شیئًا للّٰہ) تو اس طرح کہنے میں کوئی حرج

لہ (مصنفؒ نے یہ بات بر سبیل فرض اور تنزل فرمائی ہے ورنہ اس کے بارہ میں کوئی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ بزرگ ندا کے وقت حاضر ہوتے ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ کسی کو حاضر کردے تو یہ الگ بات ہے لیکن اس کے لئے ثبوت اور دلیل کی ضرورت ہے۔ باقی اشعار جو ذکر کئے گئے ہیں ان میں شفاعت کی درخواست ہے۔ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے حادثِ غم سے بھی مراد قیامت کی بڑی ہولناکی ہے۔ جبکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی نفسی نفسی پکاریں گے آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم شفاعت کبریٰ وصغریٰ فرمائیں گے۔ نیز امداد و اعانت کے لئے بزرگانِ دین اور اولیاء اللّٰہ شہید اور صالحین یا ملائکہ وغیرہ کو ہی پکارا جاتا ہے۔ ماوشما کو تو کوئی پکارتا ہی نہیں۔ ان بزرگ ہستیوں کو غائبانہ حاجات میں پکارنے کی وجہ سے ہی اکثر شرک نواز لوگ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لئے مصنفؒ کا یہ جواب قطعًا بے بنیاد اور غلط ہے۔ کتاب پر نظر ثانی نہ کرنے کی وجہ سے اس قسم کی فحش غلطیاں بھی رہ گئی ہیں۔ اور یہ جواب خود مصنف کی اپنی اسی کتاب میں تحریر کی ہوئی باتوں کے بھی خلاف ہے پہلے مصنف کہہ چکے ہیں کہ فقہاء کرام نے اس شخص کی تکفیر کی جو مشائخ کرام کی ارواح کو حاضر و ناظر یقین کرتا ہے۔ اور قرآن و احادیث اور فقہاء کرام کے فتاوٰی سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ غائبانہ حاجات میں پکارنا اور ہر جگہ حاضر ہونا صرف اللّٰہ تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے ہے۔ ۱۲ سواتی

Marfat.com

کسے مدد کنندہ و نہ نصرۃ دہندہ -
اما لو قال الٰہی بحرمت الشیخ
عبد القادر الجیلانی شیئاً للہ
فلا باس بہ، علی ان یکون قولہ
للہ من قبیل وضع الظاہر
موضع المضمر للتلذذ حتی لا
یکون مشرکا و خجلاً من اللہ عز
وجل بانکارہ القرآن و لا
من الرسول صلی اللہ علیہ
وسلم لانکارہ الحدیث لاعلم
لی من الغیب، ولا من المشائخ
الذین اشرکھم باللہ تعالیٰ
لانہ یصل الیھم العتاب من
جنابہ تعالیٰ انتم امرتم بان
یشرکونکم بی فیخجلون بہ کما
قال یعیسیٰ ءانت قلت
للناس اتخذونی و امی
الٰہین من دون اللہ ۔

نہیں۔ کیونکہ اس میں بہر حال اللہ تعالیٰ سے ہی درخواست ہے۔ شیخ کی حرمت سے اور للہ کا ذکر محض تلذذ کے لئے ہے ظاہر کو ضمیر کی جگہ رکھنے سے تو اس طرح وہ شخص مشرک نہ ہوگا اور نہ اسکو خدا تعالیٰ کے روبرو شرمندگی اٹھانی پڑے گی قرآن کے انکار سے، اور نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے انکار سے وہ خجل ہوگا۔ جس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی نفی اپنی ذات سے فرمائی ہے۔ اور نہ مشائخ کرام کے روبرو اسکو شرمندہ ہونا پڑے گا جن کو شریک بنایا ہے اللہ کے ساتھ۔ کیونکہ ان مشائخ کو بارگاہ الٰہی سے عتاب ہوگا کہ کیا تم نے ان کو حکم دیا تھا کہ یہ لوگ تمہیں میرا شریک بنائیں، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن ان سے فرمائیں گے کیا تم نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ دونوں کو اللہ کے سوا معبود بنالو۔

نعم فرق بین نداء النبی
وغیرہ لان نداء النبی لا
یصال الصلوٰۃ والسلام یجوز
لمجیٔ الخطاب للایصال فی قولہ
تعالیٰ صلوا علیہ وسلموا ۔

البتہ نبی کی نداء میں اور غیر کی نداء میں فرق ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا تو ایصال صلوٰۃ وسلام کے لئے جائز ہے کیونکہ ایصال صلوٰۃ وسلام کے لئے خطاب قرآن کریم میں موجود ہے سورۃ احزاب آیت ۵۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ درود بھیجو اس پر اور سلام اور اسی طرح تشہد میں بھی نداء کی جاتی ہے کہ سلام ہو تجھ پر اے اللہ

Marfat.com

الایة ۔ والنداء لہ فی
التشہد السلام علیک
ایھا النبی ۔ وفی غیرہ لایجوز
لعموم النصوص المذکورة۔
وان نادی باعتقاد انہ
اذا ناداہ یسمع او یقدر
استقلالا فی نجاح الحاجة
او یعتقد انہ متصرف فی
العالم او شریک فی التدبیر
فی الامور الالٰھیة فھو شرک
وکفر کما یدل علیہ الآیات
والاحادیث والایات مرت۔
واما الاحادیث قالت احدا
ھن فینا نبی یعلم ما فی غد۔
فقال دعی ھذہ وقولی ماکنت
تقولین۔ وقال الرسول
صلی اللہ علیہ والہ وسلم
لا ادری وانا رسول اللہ م
ما یفعل بی ولا بکم کذا فی
المشکوة۔ وایضا ما ثبت علی
خلاف القیاس یقتصر علی مورده
کما ھو الاصل المقرر عند
الفقہاء والنداء عند القبور

کے نبی لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے حق میں ندا کرنا درست نہیں کیونکہ نصوص میں عام طور پر اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اور اگر کوئی شخص بایں اعتقاد کسی کو ندا کرے کہ جب وہ ندا کرے گا تو وہ سنتا ہے۔ یا اس کو مستقل طور پر حاجت روائی کی قدرت حاصل ہے، یا یہ اعتقاد رکھے کہ وہ عالم میں متصرف ہے۔ یا اسکو اللہ تعالیٰ کے کاموں کی تدبیر میں شراکت حاصل ہے تو یقیناً ایسا شخص شرک اور کفر کا مرتکب ہوگا جیسا کہ احادیث اور آیات سے ظاہر ہے۔ آیات تو پہلے ذکر ہو چکی ہیں۔ احادیث کے سلسلہ میں ایک حدیث وہ ہے جس میں ان بچیوں کا ذکر ہے جب وہ گانا گا رہی تھیں، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے تو ایک بچی نے یوں کہا کہ ہمارے درمیان ایک نبی موجود ہے جو آنے والے کل کی بات جانتا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو۔ اور دوسرے اشعار جو تم پڑھ رہی تھی وہی پڑھو۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں لیکن بایں ہمہ مجھے کچھ علم نہیں کہ مجھ سے اور تم سے کیا کچھ واقعات ظہور پذیر ہونے والے ہیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں مذکور ہے۔ نیز جن احادیث و آثار میں ندا کا ثبوت ہے چونکہ وہ خلاف القیاس ہے اس لئے فقہاء کرام اور اصول فقہ والوں کے نزدیک طے شدہ قاعدہ کے مطابق اسکو اسی مورد میں بند رکھا جائیگا چنانچہ قبور کے پاس اہل قبور پر سلام کرنے کے لئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ندا بھی اسی قبیل سے ہے (یعنی خلاف القیاس ہے جو اسی پر منحصر ہوگی اور دوسری جگہوں میں اس کو عام کرنا درست نہ ہوگا)

Marfat.com

فی السلام علی اهلها وندائه
علیه الصلوة والسلام من
هذا القبیل کما لا یخفی۔

فان قیل ـــ اذا ذکرت
الموتی یحضر ارواحهم فحینئذٍ
لا غیب بالنسبة الیهم
فیجوز النداء لهم۔

قلنا ـــ هذا مخالف
للآیة والحدیث لا علم لی
بالغیب الا ان یوحی الله تعالی
الی فلا یعتبر۔ فی فتح القدیر
لا علم لهم بالغیب لیحضر ارواحهم
بذکرهم۔ کذا قال الحامد رح
وما یقول بعض المشائخ ان
للاولیاء تصرفا وکرامة بعد
الممات کما کان فی الحیاة۔

فالجواب عنه ان لهم کرامة
فی الحیاة فقط لا بعد الممات
ولنعم ما قال ؎

کرامات الولی بدار دنیا
لها کون فهم اهل النوال

وفی المکتوبات من الروضة
یاتی ارواح الموتی فیقولون کتبنا

اگر یہ کہا جائے ـــ کہ جب مردوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کی ارواح حاضر ہو جاتی ہیں تو لہذا انکو پکارنا غیب نہ ہوا۔ تو ندا درست ہو گی۔

اس کا جواب ـــ یہ ہے کہ یہ قرآن کی آیات اور حدیث کے خلاف ہے جس میں صراحت ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے علم غیب نہیں حاصل ہاں اگر اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی یا الہام مطلع فرمادے تو معلوم ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ فتح القدیر (فقہ حنفی کی معتبر کتاب) میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے ان مردوں کو علم غیب نہیں حاصل تاکہ ان کا ذکر کیا جائے تو ان کی روحیں حاضر ہوں، حامد قاری رح نے اسی طرح ذکر کیا ہے باقی بعض مشائخ نے جو یہ کہا ہے کہ اولیاء کرام کو مرنے کے بعد بھی تصرف اور کرامت حاصل ہے جیسا کہ زندگی میں تھی،

تو اس کا جواب ـــ یہ ہے کہ کرامت صرف حیات میں ہے بعد الممات نہیں جیسا کہ ایک شاعر نے بھی کہا ہے۔ کہ ولی کی کرامت اس دار دنیا میں ہے کیونکہ وہ اہل عطا ہوتے ہیں۔

مکتوبات شریف میں کتاب الروضۃ سے نقل کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ مُردوں کی روحیں آتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ ہماری کتابیں تو لپیٹ دی گئی ہیں اور تمہاری کتابیں کھلی ہیں (یعنی کام اور نیکی حاصل کرنے کا وقت حیات دنیا ہی ہے بعد الممات نہیں)۔

Marfat.com

مطوية وكتبكم منشورة
فعلم منه ان كرامة الاولياء
لايكون الا في الحياة۔
وقال في البزازية وغيرها
من كتب الفتاوى من قال
ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم
يكفر كذا قال الشيخ فخر الدين
ابو سعيد عثمان الجياني بن
سليمان الحنفي في رسالته
من ظن ان الميت يتصرف في
امور دون الله سبحانه و
اعتقد به يكفر كذا في البحر الرائق
والمسائل المائة والدعاء للاموات
ليس الا بمنزلة الهدايا
للاحياء فيدخل الملك على
الميت معه طبق من نور
فيقول هذه هدية لك
من عند اخيك فلان و
من قريبك فلان فيفرح
بذلك كما يفرح الحي بالهدية
وهكذا في الغياثية ذكره
الحامدؒ۔

اور فتاوی بزازیہ میں اور دوسری فتاوی کی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہوتی ہیں اور جانتی ہیں وہ شخص کفر کا مرتکب ہوگا۔ اسی طرح کہا ہے شیخ فخر الدین ابو سعید عثمان جبانی ابن سلیمان حنفیؒ نے اپنے رسالہ میں، جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ میت اللہ تعالیٰ کے سوا معاملات میں تصرف کرتی ہے۔ اور سلبیات کا معتقد ہے تو وہ کفر کا مرتکب ہے۔ بحر الرائق اور مائۃ مسائل میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ باقی اموات کے لئے دعا کرنا ایسا ہی ہے جس طرح زندوں کی خدمت میں ہدیہ اور تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ فرشتے میت کے پاس نورانی طبق میں لے کر پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تمہارے فلاں بھائی اور فلاں رشتہ دار کی طرف سے تحفہ ہے تمہارے لئے وہ اس پر ایسا خوش ہوتا ہے جیسا زندہ لوگ ہدیہ پیش کرنے پر خوش ہوتے ہیں۔ فتاوی غیاثیہ میں اسی طرح مذکور ہے جس کا ذکر حامدؒ نے کیا ہے۔

وذكر ايضا من الفتاوى النسفية

نیز فتاوی نسفیہ میں مذکور ہے کہ مومنین کی روحیں جمعہ کے دن

Marfat.com

ان ارواح المومنین یاتون لیلة الجمعة ویوم الجمعة نیقولون فی فناء بیوتھم ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین یا اھلی ویا اولادی واقربائی اعطفوا علینا بالصدقة واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا فی غربتنا وقلة حیلتنا فی قبر ضیق وسجن وثیق وھم وغم طویل وفقر شدید قد کان المال فی ایدیکم وقد کان فی ایدینا لو ننفق فی طاعته تعالیٰ لم نسئل وانتم تاکلون وتشربون ونخاف ونعذب فیرجعون باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین اللھم اقنطھم من رحمتك کما قنطوا من الصدقة والدعاء۔

اور جمعہ کی رات آتی ہیں اور اپنے گھروں کے صحنوں میں کھڑی ہوتی ہیں پھر ہر ایک ان میں سے نہایت غمزدہ آواز سے اپنے اہل و اولاد اور اقرباء کو آواز دیتی ہیں[1] اور کہتی ہیں کہ ہم پر مہربانی کرو صدقہ خیرات سے۔ ہمیں یاد رکھو فراموش نہ کرو۔ ہم پر رحم کرو ہماری غربت پر ترس کھاؤ ہمارے لئے یہاں تنگ و تاریک قبر میں اور مضبوط قید خانے میں مسلسل غم اور اندوہ طویل اور شدید فقر و محتاجی میں کوئی حیلہ اور تدبیر نہیں۔ یہ اموال کبھی ہمارے ہاتھوں میں تھے۔ آج تم ان کے مالک بن گئے ہو۔ اگر ہم ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرتے تو آج ہم سوال نہ کرتے اور تم بے فکر کھاتے پیتے ہو۔ ہم خوف اور عذاب میں مبتلا ہیں۔ پھر وہ روحیں روتی ہوئی اور غمگین حالت میں واپس پلٹ جاتی ہیں۔ اور غمزدہ آواز میں کہتی ہیں اے اللہ ان کو اپنی رحمت سے مایوس کر دے۔ جس طرح انہوں نے ہمیں صدقہ اور دعاء سے محروم رکھا ہے۔

---

[1] روحوں کے آنے کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں۔ خرق عادت کے طور پر یا اللہ تعالیٰ کسی خاص مصلحت کے لئے کسی روح کو حاضر کردے تو اور بات ہے۔ لیکن اس کے لئے قطعی ثبوت درکار ہے۔ روایات اس بارہ میں اکثر بناوٹی ہیں۔ البتہ لسان عبرت سے اس قسم کا کلام درست ہے۔ ۱۲ سواتی

Marfat.com

وفی الروضۃ فی الباب السادس
والاربعین عن ابن عباس رض
یقول اذا کان یوم عاشوراء
او لیلۃ النصف من شعبان یاتی
ارواح الاموات ویقومون علی
ابواب بیوتہم فیقولون ھل
من احد یذکرنا ، ھل من
احد یترحم علینا ھل من
احد یذکرنا فی غربتنا ، یا من
سکنتم فی بیوتنا ، یا من سعدتم
بما شقینا ، ویا من اقمتم فی
اوسع قصورنا ونحن فی قبور
ضیقۃ ، ویا من نکحتم نسائنا
ھل من یتفکر فی غربتنا وفقرنا
کتبنا مطویۃ وکتبکم منشورۃ
وفی ملتقط الاحیاء ان من
الطعام والکلام یوھب للاموات
یجعل طبقات من نور فیرفعھا
الملائکۃ الی قبورھم وتطلب
الخلاص ، وفی دستور القضات
والروضۃ ان ارواح المومنین
یطلبون الخلاص فی یوم الجمعۃ
ولیلۃ الجمعۃ والایام المتبرکۃ

کتاب الروضہ باب ۴۶ میں ابن عباس رض سے منقول ہے کہ عاشورا کے دن اور شعبان کی پندرھویں شب کو مُردوں کی ارواح آتی ہیں اور اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہوکر کہتی ہیں کوئی ہے جو ہم کو یاد رکھتا ہو کوئی ہم پر رحم کرنے والا ہے ، کوئی ہماری غربت کا خیال کرنے والا ہے اے وہ لوگو جو ہمارے گھروں میں بستے ہو تم تو اپنی ان دنیاوی نعمتوں سے مستفید ہوکر کامیاب بنے ہوئے ہو۔ اور ہم انہیں چیزوں کی بدولت بدبخت ہوئے ۔ تم ہمارے وسیع مکانات میں رہتے ہو ، اور ہم تنگ و تاریک قبروں میں پڑے ہوئے ہیں ۔ تم نے ہماری عورتوں سے نکاح کر لیے کوئی ہے جو ہماری غربت اور محتاجی میں غور و فکر کرے ۔ ہماری کتابیں لپیٹ دی گئی ہیں اور تمہاری کتابیں کھلی ہیں ۔ ملتقط الاحیاء (کتاب کا نام ہے) میں ہے کہ جو کھانا اور کلام مُردوں کے لئے بخشا جاتا ہے ، اس کو نورانی طبقوں میں فرشتے اٹھا کر ان کی قبور کی طرف لے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ان کی رہائی کے طلبگار ہوتے ہیں ۔ اور کتاب دستور القضات اور الروضۃ میں ہے کہ مومنین کی ارواح جمعرات اور جمعہ کے دن اور متبرک ایام میں رہائی طلب کرتی ہیں ، پہلے قبور میں آتی ہیں اور پھر گھروں میں اور نہایت اصرار سے کہتی ہیں کوئی ہے ہمیں یاد رکھنے والا صدقہ اور دعاء سے کیونکہ ہم نہایت تنگ قبر اور مضبوط قید خانے میں پڑے ہوئے ہیں ۔ ان تمام آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مُردوں کا کوئی اختیار نہیں آنے میں یا نہ آنے میں ۔ بلکہ فرشتے ان تک پہنچاتے ہیں ۔

Marfat.com

فیاتون اولا الی القبور ثم الی البیوت ویلحون ویقولون من یذکرنا بالصدقة والله علینا فی قبر ضیق وسجن وثیق، فعلم انه لا اختیار لهم فی الاتیان و عدمه بل الملائکة یبلغونهم۔

وان سلم فلیس ذالک بکلی بل فی الکمل من الانبیاء والشهداء والذین بشروا بدخول الجنة علی لسان النبی صلی الله علیه وآله وسلم وان ثبت من غیرهم فهو علی سبیل الندرة والاحکام الشرعیة مبنیة علی الاصول الاربعة لا علی الکرامات، والالهام، والرؤیا والکشف بل الدین منحصر فی الاتباع النبوی صلوات الله وسلامه علیه فقط، فما یقوله البعض اذا ذکرت اسامی الاموات یحضرون

اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ کوئی روح حاضر ہوتی ہے تو یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر ایک روح حاضر ہوتی ہے۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ کاملین میں سے کسی وقت باذن اللہ حاضر ہو جائے۔ مثلاً انبیاء علیہم السلام یا شہداء۔ اور وہ لوگ جن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت مل چکی ہے۔ اور اگر انکے علاوہ بھی کسی کے بارہ میں ثابت ہو جائے تو وہ بہ سبیل ندرت ہوگا۔ اور احکام شرع تو اصول اربعہ پر مبنی ہیں (کتاب و سنت اجماع قیاس) کرامات یا الہامات، رویا، یا کشف پر مبنی نہیں۔ بلکہ دین تو درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں منحصر ہے۔ پس بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اموات کا ذکر کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہ غلط محض ہے، بالکل باطل اعتقاد ہے۔ کیونکہ ان کو غیب تو نہیں کہ جب کسی نے نام لیا تو فوراً وہاں حاضر ہو جائیں ؎

اللہ تعالیٰ کی ذات عالیشان و بابرکت ہے وحی کسبی چیز نہیں اور نہ نبی غیب کی بات بتانے پر متہم ہے۔ (وحی کے بغیر انبیاء علیہم السلام کو علم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے بتانے پر کاہنوں کی طرح اس وحی میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتے) اگر کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شیخ و بزرگ نے یوں کہا اور فلاں بزرگ کے ملفوظات میں یوں پایا گیا ہے تو اس قسم کا اعتراض نص قرآن اور حدیث نبوی اور کلام فقہاء سے مردود ہوگا۔ کیونکہ مسلمانوں کا عمل عبادات و معاملات میں ان بزرگان دین کے ملفوظات و اقوال پر نہیں بلکہ کتاب و سنت کے بعد عمل فقہاء کرام کے اقوال و فتاویٰ پر ہے۔ جب کوئی شخص اہل فتویٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو مفتی حضرات فقہاء کرام کی مدونہ کتب فقہ سے مسائل کا جواب لکھتے

Marfat.com

فهو غلط محض لعدم معرفة الغیب عندهم ــ تبارك ما وحیٌ بمکتسب ولا نبی علی غیب بمتهم = ولو اعترض احد ان الشیخ فلان قال، وکذا لك فی ملفوظ فلان کتب کذالك. فهذا الاعتراض مردود بالنص والحدیث وکلام الفقهاء لان عمل المسلمین فی العبادات والمعاملات لیس الا علی اقوالهم واذا توجه احد الی اهل الفتیا فهم یخرجون المسائل من کتب الفقه لا من کتب الصوفیه۔

ہیں، نہ کہ صوفیہ کرام کے ملفوظات و مکتوبات سے[1]

زیارۃ القبور

زیارت قبور کا مسئلہ

واعلم ان زیارۃ القبور المستحبۃ ثلاثہ انواع۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ زیارت قبور جو مستحب ہے، وہ تین طرح پر ہے۔

الاوّل :۔ ان یذهب الی القبر لان یذکر آخرتہ و تذھد عن الدنیا ویعتبر عن رویۃ احوال اھل القبور

پہلی صورت ـــــــــ یہ ہے کہ قبر پہ کوئی شخص اس خیال سے جائے تاکہ آخرت کو یاد کرے۔ اور دنیا میں اس کے لئے بے رغبتی پیدا ہو۔ اور اہل قبور کے احوال سے عبرت حاصل کرے تاکہ یہ شخص ان کے عجز و درماندگی کو دیکھ کر اپنے اوقات عزیز کو

[1] ان ملفوظات و مکتوبات میں بڑی بڑی گرانقدر باتیں پائی جاتی ہیں جو انسانی تہذیب و شائستگی اور روحانی تربیت کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن کئی باتیں نقل اور روایت کے اعتبار سے یا فہم و درایت کے اعتبار سے ناقابل قبول ہوتی ہیں اس قسم کی باتوں کو اصول اربعہ کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے اگر کوئی چیز کسی صریح حکم کے خلاف نظر آئے تو اسکو ترک کر دینا چاہیئے یا کوئی بہتر تاویل کرنی چاہیئے

Marfat.com

يشغل اوقات حياته برؤية عجزهم فی طاعته تعالیٰ ويحترز عن اضاعة اوقاته ؎

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کر سکے اور اپنے اوقات کو ضائع ہونے سے بچا سکے ؎

الوقت کالنار والعمر فیه عصی فبادر الی الخیر ان العمر تحرقا

وقت تو آگ کی طرح ہے اور عمر گرانمایہ اس میں لکڑی کی طرح بھلائی کی طرف سبقت کرو عمر عزیز کی یہ لکڑی تو اس آگ میں جل رہی ہے۔

والثانی ـــــ ان یذهب للاحسان علی المیت لانهم یقولون بلسان الحال ؎

دوسری صورت یہ ہے ـــــ کہ کوئی شخص قبر پر اس لئے جاتا ہے تاکہ وہ میت پر احسان کر سکے کیونکہ اہل قبور لسان حال سے گویا ہوتے ہیں ؎

فراموشی مکن مقصود آنست فراموشی نہ شرط دوستان است

ہمیں فراموش مت کرو۔ دوستی کی شرط یہ ہے کہ فراموش نہ کریں۔

والثالث ـــــ ان یذهب للاحسان علی نفسه لے یقول فی نفسه انی قاعد بدون شغل فاذهب الی القبور لادعو لهم واستغفر لیجزی الله تعالیٰ به اخرج الطبرانی عن ثوبانؓ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نهیتکم عن زیارة القبور الا فزوروها واجعلوا زیارتکم لها صلوٰة علیهم واستغفارا لهم۔ کذا فی البرزخ۔ وباقی الاقسام ممنوعة بکل نیة تکون ولای امر یکون بل قد یکون

تیسری صورت ـــــ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اوپر احسان کرنے کے لئے زیارت قبور کے لئے جاتا ہے۔ کیونکہ جب اپنے جی میں وہ سوچتا ہے کہ میں یہاں بے کار پڑا ہوں قبرستان کیوں نہ چلا جاؤں۔ تاکہ اموات کے لئے دعا و استغفار کروں۔ اللہ تعالیٰ اس سے مجھے اچھا بدلہ عطا فرمائے گا۔ چنانچہ طبرانی میں حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب میں اجازت دیتا ہوں تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اور اس زیارت کا مقصد مُردوں کے لئے دعا و استغفار بناؤ۔ ان تینوں قسم کے ماسوا باقی قسمیں ہر طرح ممنوع ہیں خواہ کسی غرض اور کسی نیت سے کیوں نہ ہو۔ بلکہ کبھی بعض قسمیں تو کفر ہوں گی۔ مثلاً اگر زائر قبر پر سجدہ کرے۔ یا اہل قبر سے حصول مراد کا اعتقاد رکھے۔ یا ان کے تقرب کے لئے جانور ذبح کرے۔

Marfat.com

كفر اذا سجد الزائر القبر او علم حصول المراد من اهل القبر او ذبح له۔

تقبيل الارض

واما تقبيل الارض فهو قريب من السجود الا انه اخف من وضع الخد والجبهة على الارض، في المفاتيح وما يفعله كثير من الجهلة من السجود بين ايدي المشائخ فان ذالك حرام بكل حال سواء كان الى القبلة او غيرها۔ او قصد السجود لله تعالى او غفل عنه، وبعض اهل التصوف ياتون بحجة باطلة ويقولون انا لا نسجد بالجبهة بل بالخد ونترك الجبهة بعيدة عن الارض والقبر، ولا يعلم ان اليهود كانوا يسجدون في صلوتهم على الخد وذلك السجدة مشابهة لسجدة اليهود ومتابعة لهم في الامر المختص بهم

زمین بوسی اور آستان بوسی کا مسئلہ

زمین کو بوسہ دینا اور چومنا یہ بھی قریب قریب سجدہ کی طرح ہے۔ لیکن یہ کچھ ہلکا ہے بنسبت زمین پر رخسار ٹیکنے یا پیشانی رکھنے کے چنانچہ مفاتیح میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ بہت سے جاہل لوگ جو مشائخ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں تو یہ ہر حالت میں حرام ہے خواہ قبلہ رخ ہو یا کسی دوسری طرف رخ ہو۔ اور خواہ سجدہ کا قصد اللہ تعالیٰ کے لئے کرے یا اس سے غافل ہو۔ بہر حال یہ حرام ہے۔ بعض اہل تصوف اس سجدہ کے جواز کے لئے ایک باطل دلیل پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم پیشانی سے سجدہ نہیں کرتے۔ بلکہ رخسار سے سجدہ کرتے ہیں اور پیشانی کو زمین سے اور قبر سے دور رکھتے ہیں۔ یہ دلیل سراسر باطل ہے کیا ان لوگوں کو اس کا علم نہیں کہ یہودی اپنی نمازوں میں رخسار پر سجدہ کرتے ہیں۔ تو اس طرح کا سجدہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت ہوگی اور ان کی مخصوص باتوں میں انکے ساتھ متابعت ہوگی تو اس سے کفر لازم آئیگا۔ جیسا کہ زنار باندھنے اور قشقہ کھینچنے سے اکفار اور مشرکین یہود ونصاریٰ کے خاص دینی شعائر کو اپنانا یقیناً کفر کی علامت ہے من تشبہ بقوم فہو منہم) فتاوی ملتقط میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ تواضع ایسی جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے لئے ایسی تواضع کرنا حرام ہے۔

Marfat.com

فیکفرون کما فی الزنار والکتیج
فی الملتقط التواضع لغیرہ
تعالیٰ حرام،

سجود التحیۃ

سجدہ ملاقات

واما سجود التحیۃ لم یکن الا
للاحیاء الذین ختم علی السنتہم
مع انہ مختلف فیہ فعند
البعض فسق لانہ راعی
المنسوخ، وعند البعض
کفر لانہ سجد لغیرہ عز
وجل۔

سجدہ ملاقات پہلی امتوں میں زندوں کے لئے تھا وہ بھی ان کے لئے جن کی زبانیں بند ہوتی تھیں۔ اور پھر یہ علماء میں مختلف فیہ ہے بعض نے اس کو فسق کہا ہے کیونکہ ایسا کرنے والے شخص نے ایک منسوخ بات پر عمل کیا۔ اور بعض علماء کے نزدیک یہ کفر ہے۔ کیونکہ اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے سامنے سجدہ کیا ہے۔ یہ کفر ہوگا۔

فان قیل ــــ الجہال اذا
اصروا علی عادۃ سیئۃ و
استدلوا علیہا ان فی جمیع البلاد
یفعل کذالک او یفعل الشیخ
الفلانی کذالک ہل یجرد
ہذا القول یصیر حجۃ و
عذراً ام لا۔

سوال:۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب جاہل لوگ کسی بری بات پر اصرار کرتے ہیں اور اس کے لئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ بات تمام ممالک میں کی جاتی ہے۔ یا فلاں فلاں شیخ اور بزرگ یہ بات کرتے ہیں تو کیا یہ بات دلیل و حجت بن سکے گی۔ اور ایسا کرنے والا شخص معذور سمجھا جائے گا یا نہیں۔

قلنا ــــ ہذا لیس بعذر
وحجۃ کذا قال الحامد فی
رسالتہ۔

جواب:۔ یہ بات کوئی عذر اور دلیل نہیں بن سکتی حامد القاری نے ایسا ہی اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے (دلیل و حجت کے لئے قرآن وسنت صحابہ کا تعامل اور فقہاء کرام کے فتاوی کی ضرورت ہے۔)

Marfat.com

آداب زیارة القبور

واذا ذھب الی زیارة القبور ینبغی ان
ان یخلع نعلیه فی المقابر ویقول السلام
علیکم یا اھل القبور (لا اله
الا الله) انتم لنا سلف و
نحن لکم تبع - وفی الروضة
ان سلم علی المیت فلا یرد
السلام لان ھناك ملائکة
یردون منه - وعند البعض
لا یقول السلام علیکم بل
یقول علیکم السلام - لان
سنة الموتی کذالك لعدم
اقتضائه للجواب - بخلاف
الاول ثم یقوم مستقبلا
للقبلة ویقراء الفاتحة
والاخلاص سبع مرات -
لانه جاء فی الحدیث الصحیح
من قرأ آیة الکرسی ویھب
للارواح الموتی یرسل الله
تعالی الی کل میت من المشرق
الی المغرب اربعین طبقا
من نور ویوسع قبورھم ویرفع

زیارۃ القبور کے آداب

جب کوئی شخص قبر کی زیارت کے لئے جائے تو مناسب ہے کہ قبرستان میں جوتہ اتار لے - اور یوں دعا کرے کہ اے اہل قبور تم پر سلام ہو - اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تم ہمارے پیش رَو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں -
اور کتاب الروضہ میں ہے کہ اگر میت پر سلام کرے گا تو وہ جواب نہیں دیتا بلکہ وہاں فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی طرف سے سلام کا جواب لوٹاتے ہیں -
اور بعض نے کہا ہے کہ السلام علیکم کے بجائے علیکم السلام کہے کیونکہ مُردوں کے سلام کا یہی دستور تھا کیونکہ یہ طریق جواب کا تقاضا نہیں کرتا - برخلاف پہلے طریق کے -
پھر اس کے بعد قبلہ رُخ کھڑا ہو اور سورۃ فاتحہ اور اخلاص سات مرتبہ پڑھے -

اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص نے آیۃ الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کی ارواح کو بخشا تو اللہ تعالےٰ ہر میت تک مشرق سے مغرب تک چالیس نورانی طبق بھیجتا ہے اور ان کی قبروں کو کشادہ کر دیتا ہے اور ان کے درجات جنت میں بلند فرماتا ہے - اور پڑھنے والے کو بھی ستر[۱] انبیاء کا ثواب ملتا ہے - اور اللہ تعالےٰ

۱؎ اس روایت کی صحت کا دعویٰ غلط ہے - اس قسم کی روایتیں اکثر موضوعات میں شامل ہیں (باقی حاشیہ صفحہ ۱۴۷ پر)

Marfat.com

لهم درجة فی الجنة، وللقاری
یعطی ثواب سبعین نبیاً و
یخلق الله تعالی بکل حرف ملکا
یسبح ویکتب کله فی صحیفته
وان قرء الاخلاص سبع مرات
فان کان المیت غیر مغفور
یغفر الله تعالی ببرکته - وان
کان مغفوراً غفر للقاری -
ومن مر فی المقابر وقال لا اله
الا الله وحده لا شریک له
له الملک وله الحمد یحیی و
یمیت وهو حی لا یموت ابداً
ذوالجلال والاکرام بیده الخیر
وهو علی کل شیئ قدیر نور الله
سبحانه تلک المقابر وکتب
فی صحیفة القاری مائة
حسنة ومحی عنه مائة سیئة

ہر حرف کے بدلے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو تسبیح پڑھتا ہے اور وہ سب اس پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں درج ہوتی رہتی ہے۔ اگر سورۃ اخلاص سات بار پڑھ کر ثواب پہنچائے گا، اگر میت غیر مغفور ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے بخشدیگا۔ اگر مغفور ہے تو پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ بخشدے گا۔ اور جو شخص قبرستان میں گزرا اور یہ دعا پڑھی "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا عظمت اور بزرگی والا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے" تو اللہ تعالیٰ ان قبروں کو منور فرمادیں گے اور پڑھنے والے کے صحیفہ میں سو نیکیاں درج ہونگی اور سو برائیاں مٹ جائیں گی، اسی طرح دستور القضاۃ میں مذکور ہے اور حامدؒ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

(صفحہ ۱۴۶ کا بقیہ حاشیہ) اور بعض انتہائی درجہ کی ضعیف روایتیں ہیں، جو بحیثیت روایت کے قابل قبول نہیں، البتہ اتنی بات مذہب حنفی کے مطابق درست ہے کہ قرآن پاک کو پڑھ کر اگر ایصال ثواب کرے گا تو اس کا ثواب مُردوں کو پہنچے گا کیونکہ قرآن پاک کی تلاوت بھی ایک اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ اور مذہب حنفی میں کوئی نیک عمل کرکے اس کا ثواب بخش سکتا ہے۔ بعض دوسرے ائمہ کرام کے نزدیک قرآن کی تلاوت کا ثواب نہیں پہنچتا بلکہ صرف حج یا صدقہ خیرات وغیرہ کا ہی ثواب پہنچتا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ سواتی

Marfat.com

كذا في دستور القضاة۔ كذا ذكره الحامد۔

مسح القبر

وفي القنية ولا يمسح القبر لان وضع اليد على القبور بدعة ولا يقبل لانه من سنن اليهود والنصارى، في سراج الهداية من قبل قبر احد بالشفة او باليد فقد فعل رسم الكفار فيحشر يوم القيامة معهم، وفي الخبر من زار قبر مومن فيقول اللهم اسألك بحرمة محمد صلى الله عليه واله وسلم ان لا تعذب هذا الميت رفع الله تعالى العذاب عنه الى نفخ الصور كذا في عمدة الابرار والكافر يكون في القبر معذبا دائما لكنه يرفع عنه في يوم الجمعة وليلته وشهر رمضان وبعد مضي الشهر عاد العذاب

قبر کو ہاتھ لگانا

فتاویٰ قنیہ میں مذکور ہے کہ قبر کو ہاتھ نہ لگائے۔ کیونکہ قبر پر ہاتھ رکھنا ناقابل قبول بدعت ہے کیونکہ یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے اور سراج الہدایہ میں لکھا ہے کہ جس شخص نے کسی کی قبر کو ہونٹ کے ساتھ بوسہ دیا یا ہاتھ لگا کر چوما تو اس نے کفار کی رسم ادا کی۔ قیامت میں ان کے ساتھ ہی اس کا حشر ہوگا۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے کسی مومن کی قبر کی زیارت کی اور اس طرح دعا کی کہ اے اللہ میں تجھ سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ اس میت کو عذاب نہ دے، تو اللہ تعالیٰ اس سے صور کے پھونکنے تک عذاب اٹھا دیتے ہیں، عمدۃ الابرار میں اسی طرح مذکور ہے۔ اور کافر کو ہمیشہ قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ لیکن جمعرات اور جمعہ اور رمضان میں عذاب اٹھا لیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد واپس لوٹ آتا ہے۔[1]

اگر مومن مطیع ہو تو اس کو عذاب قبر نہیں ہوتا۔ صرف تھوڑی سی قبر کی تنگی ہوتی ہے جس سے وہ خوف اور ہول محسوس کرتا ہے۔ اور اگر مومن عاصی ہو تو اس کو عذاب قبر ہوتا ہے لیکن جمعہ کی رات اور رمضان میں منقطع ہو جاتا ہے پھر پلٹ کر نہیں آتا۔ اور اگر ایسا مومن گنہگار جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مر جائے تو اس کو

---

[1] کافر سے جمعہ کے روز رمضان المبارک یا متبرک اوقات میں عذاب کے اٹھائے جانے کی کوئی صحیح روایت نہیں ہے البتہ ابو طالب سے تخفیف عذاب ہمہ اوقات صحیح حدیث میں مذکور ہے (باقی حاشیہ صفحہ ۱۴۹ پر)

Marfat.com

وان کان المیت مومنا مطیعا لا یکون لہٗ عذاب القبر بل ضغطۃ قلیلۃ و یکون لہ خوفہ وھولہ، وان کان عاصیاً یکون لہ عذاب وینقطع فی لیلۃ الجمعۃ وشھر رمضان ثم لا یعود، وان مات یوم الجمعۃ او لیلتھا یکون لہ عذاب القبر وضغطتہ ساعۃ ثم ینقطع ولا یعود الی یوم القیامۃ۔

قبر کا عذاب اور تنگی بھی کچھ وقت تک ہوگی پھر وہ منقطع ہو جائیگا۔ اور پلٹ کر نہیں آئے گا قیامت تک، واللہ اعلم

(صفحہ ۱۴۸ کا بقیہ حاشیہ) اور ابولہب کے متعلق بخاری شریف میں آتا ذکر بھی ہے حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی جس کو اس نے آزاد کر دیا تھا اور جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھی پلایا تھا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے خاندان کے کسی آدمی (غالبا حضرت عباسؓ) اس کو خواب میں دیکھا نہایت بری حالت میں، اس سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال رہا۔ ابولہب نے جواب دیا کہ تم سے جدائی کے بعد میں نے کسی اچھی حالت کو نہیں پایا سوائے اس کے کہ مجھے اس مقدار میں (شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) پانی پلایا گیا ہے اور یہ ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے (بخاری ج ۲ ص ۷۶۴) بخاری شریف کے حاشیہ میں فتح الباری اور تیسیر کے حوالہ سے محدث اسماعیلیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان جو چھوٹا سا گڑھا بن جاتا ہے۔ اس کی مقدار میں پانی پلانے کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ بھی محض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس کے ساتھ خاص عنایت کی گئی ہے جیسا کہ ابوطالب کے عذاب میں تخفیف بھی محض حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اکرام کے لئے ہے اور بعض محدثین یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر کافر سے اس کے نیک عمل کی وجہ سے اگر عذاب میں تخفیف ہو تو اس میں بھی کوئی چیز مانع نہیں ہے البتہ کافر سے مطلق کسی وقت بھی رفع عذاب نہیں ہو سکتا۔ ۱۲ سواتی

Marfat.com

و افضل الایام لزیارة القبور اربعة ، یوم الخمیس وقت العشاء ولیلة الجمعة بعد الظهر وفی روایة قبل طلوع الشمس وفی روایة کل یوم ، ویوم السبت قبل طلوع الشمس ، ویوم الاثنین الا ان التزام یوم واحد للزیارة غیر ثابت ، وما ورد من زار قبر ابویه او احدهما فی کل جمعة غفر له وکتب براءة فالمراد به الاسبوع لا یوم الجمعة بعینه ذکره عبد الحق فی الترجمة . لکن لا یعلم الخیر والشر والنفع والضر والضلالة والهدایة والموت والحیاة الا من الله تعالی ، ولو علم شیئاً منها من غیر عز وجل یکفر کذا فی قاطع البدعة ، وفی جمیع الاشیاء یتوجه الی الحق ، فی المشکل والسهل ، وفی جمیع الامور الدینیة والدنیاویة والحرکة والسکون ، وحل المشکلات

زیارت قبور کے لئے افضل دن ——— چار ہیں۔ جمعرات کا دن بعد العشاء اور جمعہ کی رات ظہر کے بعد۔ اور ایک روایت میں طلوع شمس سے قبل، اور ایک روایت میں ہر دن، اور ہفتے کے دن طلوع شمس سے پہلے۔ اور پیر کے دن البتہ یہ بات ہے کہ کسی ایک دن کا التزام کرنا، زیارت قبور کے لئے ثابت نہیں، اور جس روایت میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی زیارت کی ہر جمعہ کے دن تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے، اور اس کے لئے برأة لکھی جائیگی، تو اس سے مراد ہفتہ بھر میں ایک دن ہے نہ کہ کوئی خاص معین دن جیسا کہ شیخ عبد الحق نے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ (قبور کی زیارت کے ساتھ یہ خیال رکھے کہ خیر و شر، نفع وضرر گمراہی اور ہدایت، موت وحیات یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی چیز کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے بارہ میں اعتقاد رکھے گا تو کافر ہوگا۔ اسی طرح کتاب قاطع البدعت میں مذکور ہے، اور تمام چیزوں میں توجہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ہونی چاہیئے خواہ مشکل بات ہو یا آسان اور تمام دینی اور دنیاوی امور اور ہر قسم کی حرکت اور سکون اور مشکلات کا حل۔ اور مہمات میں کفایت کرنا۔ اور عزت وجاہ یہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ ان چیزوں میں اپنے آپ سے اور اللہ تعالیٰ کے سوا غیر سے بھی قطع نظر کرلے۔

اگر عزت ومرتبہ ہے تو بھی اور اگر ذلت و قید ہے تو بھی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہوں نہ زید و عمر کی طرف سے۔

Marfat.com

وكفاية المهمات والعز والجاه
ويقطع النظر عن نفسه، وغيره
تعالى ؎

اگر عز و جاه است اگر ذل و قید
من از حق بدانم نه از عمرو زید

ويترك طريق العابدين الباطلين وغيرهم من المشائخ الذين يثبتون فعل الله تعالى للمشائخ وحل الاشياء يعلمون منهم ويثبتون لهم علم الغيب وكلما وحيثما كان ذكر الحق يذكرون المشائخ، واذا كان حال العلماء كذلك فيكون العوام كذلك بالطريق الاولى، وهو خلاف مقتضى العقل لان ذاته عز وجل مرجع الامور والمعين على كل الاشياء، مع ان حل المشكلات والمهمات منه وهو حاضر وناظر قطعا- وانهم يعلمون حل المشكلات والمهمات من الذين لا يعلمون ولا ينظرون الى احوالكم، الا ترى الى حال

اور (ایک حق پرست انسان کا فرض ہے کہ) ان باطل پرست عبادت گزاروں کے طریق کو چھوڑ دے اور اسی طرح ایسے مولوی پیر اور مشائخ وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کا فعل اور اسکی صفت مشائخ کے لئے ثابت کرتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مشائخ مشکل کشائی کرتے ہیں ضرورت کے وقت، اور نیز ان کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے حالات سے باخبر ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر بھی ہر صورت ہیں کرتے ہیں جب علم والوں کا یہ حال ہوگا تو عوام بطریق اولیٰ گمراہ ہوں گے اور پھر یہ عقل کے مقتضی کے بھی خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی تمام امور کا مرجع ہے اور تمام معاملات میں مددگار بھی صرف وہی ہے مشکلات اور مہمات کا حل بھی وہی کرتا ہے کیونکہ وہ حاضر و ناظر ہے قطعی اور یقینی طور پر۔ اور یہ لوگ اس کے برخلاف مشکلات اور مہمات کا حل ان لوگوں اور ان ہستیوں کی طرف سے سمجھتے ہیں جو نہ جانتے ہیں اور نہ تمہارے حالات کو دیکھتے ہیں۔ تم نے غور نہیں کیا کہ قیامت کے دن سب لوگ جب انبیاء علیہم السلام کے سامنے شفاعت کی درخواست کریں گے تو انبیاء علیہم السلام انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ ہماری طاقت نہیں، اور نفسی نفسی پکار اٹھیں گے۔ صرف ہمارے نبی کریم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم امتی امتی کہیں گے۔

Marfat.com

الانبياء اذا عرض جميع الخلائق الشفاعة اليهم فيقولون لا طاقة لنا فينا دون نفسي نفسي الا نبينا عليه الصلوٰة والسلام يقول امتي امتي لكن لا يعرض امر الشفاعة الا باذن مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فكيف يشفع غيره بغير امره عز وجل كذا ذكره الحامد في الرسالة الفارسية -

وذكر عبد الله ملتاني ان العبد اذا توجه الى غيره تعالى وعلم انه قضاء حاجته من غيره تيسر حاجته بسرعة فيعرض الملائكة في جنابه عز وجل ان هذا العبد لم يلتجئ حاجته اليك ثم اسرعت اسعاف حاجته وبادرت اليه وما الحكمة في سرعة الاسعاف فيقول الله تعالى ان هذا العبد قد باع ايمانه فاخذته منه فكيف لا اسرع في اسعافها به، وذكر في تفسير نفرة كار

لیکن شفاعت کا معاملہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت پر ہی پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "کون ہے جو اس کے سامنے سفارش کو دم مارسکے بغیر اس کی اجازت کے" جب سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بھی بغیر اجازت کے سفارش نہیں فرما سکتے تو آپ کے علاوہ اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم و اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ اسی طرح حامدؒ نے اپنے رسالہ فارسی میں ذکر کیا ہے۔

اور عبد اللہ ملتانیؒ نے بیان کیا ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی شیٔ کی طرف توجہ کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میری حاجت اس سے پوری ہوگی، تو اس کی حاجت جلدی سے پوری ہو جاتی ہے فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ اس بندہ نے اپنی حاجت تیرے سامنے نہیں پیش کی تو نے اس کی حاجت پورا کرنے میں جلدی فرمائی ہے اس کی کیا حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس بندہ نے اپنا ایمان بیچ ڈالا یعنی اس کا ایمان تو میں نے سلب کر لیا ہے، اب اس کی حاجت پورا کرنے میں کیوں نہ جلدی کروں۔ تفسیر نفرہ کار میں لکھا ہوا ہے کہ جب کوئی کافر بت پرست بت کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے ٹھاکر میرا مقصد پورا کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت برآری فرما دیتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ بار الہا تو ہی مالک ہے اس کافر نے تو بت کو پکارا ہے اور تو نے اس کی

Marfat.com

ان الکافر الوثنی اذا سجد للصنم وقال اے ٹھاکر حبیبی مقصودی فیقول اللہ تعالیٰ سبعین مرۃ لبیک عبدی فیعرض الملائکۃ یا الرب و مالکان ھذا الکافر دعی الصنم وانت تقول لبیک فیقول اللہ عزوجل یا ملائکتی ان ھذا الرجل ان نسی عبودیتہ فانا ربہ فلا انسی ربوبیتی لان الخالق والرازق وفعال الامور لیس الا انا۔

آواز پر لبیک فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اے ملائکہ اگر اس بندے نے اپنی عبودیت کو فراموش کر دیا ہے تو میں اس کا رب ہوں میں اپنی ربوبیت کو تو فراموش نہیں کر سکتا کیونکہ خالق، رازق اور تمام امور کو سرانجام دینے والا میرے سوا کوئی نہیں۔

فعاتب اللہ تعالیٰ جل شانہ الذین یلتجون الی المخلوقات "اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّکُمْ اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ" "وَلَا تَدْعُ (یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم) مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ" وَاِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

پس خدا تعالیٰ نے سرزنش فرمائی ہے ان لوگوں کو جو مخلوقات کے سامنے اپنی حاجت روائی کے لئے ملتجی ہوتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ انبیاء آیت ۶۶ کیا تم پرستش کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے بیکس اور بےبسوں کی جو تم کو نہ کچھ فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ اُف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم پرستش کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ اسی طرح سورہ ہود آیت ۱۰۶ فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ نہ پکاریں اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی ہستیوں کو کہ نہ آپکو کچھ فائدہ دے سکتی ہیں نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں پس اگر بالفرض آپنے ایسا کیا تو یقیناً آپ اس وقت زیادتی کرنے والوں میں ہو جائیں گے۔ اور سورہ فاتحہ کی آیت تو ہر وقت لوگ پڑھتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف

Marfat.com

ولنعم ما قال المولوی رومؒ ؎
یاری از غیر حق نہ از دین است
حق اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ
تکیہ بر دیوار کردم بر سرم بارید خاک
خاک باد ا بر سرش کو تکیہ بر غیر کند
قال اللہ تعالیٰ "مَثَلُ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡلِیَآءَ کَمَثَلِ الۡعَنۡکَبُوۡتِ اِتَّخَذَتۡ بَیۡتًا رماوی، وَاِنَّ اَوۡہَنَ الۡبُیُوۡتِ لَبَیۡتُ الۡعَنۡکَبُوۡتِ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ" وھن الاولیاء ما اتخذ وھا اولیاء۔

تجھ سے ہی مرد کے خوشگار ہیں، مولانا رومیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے شعر ؎ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر سے مدد طلب کرنی یہ دین نہیں، حق بات تو ایاك نعبد وایاك نستعین ہی ہے، میں نے دیوار پر تکیہ کیا اس نے مجھ پر خاک گرائی اس انسان کے سر پر خاک ہو جس نے اللہ کے سوا غیر پر تکیہ اور بھروسا کیا۔ سورہ عنکبوت آیت ۴۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اوروں کو کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ اس نے ایک گھر بنا رکھا ہے (جالا) اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے بودا اور کمزور مکڑی کا گھر ہوتا ہے کاش یہ لوگ اتنی بات کو سمجھتے یعنی اولیاء اللہ کے عجز کو جانتے تو کبھی بھی انکو معبود نہ بناتے۔

فان قال احد، ان مقصودی قد حصل مرارا کثیرۃ فان لم یکن کرامۃ وکشفا فکیف حصل مقصودی من الولی بعد موتہ،

اعتراض :- اگر کوئی شخص کہے کہ میری مراد تو بہت دفعہ مُردوں سے حاصل ہوئی ہے، اگر یہ ولی کا کشف و کرامت نہیں تو مراد کیسے حاصل ہوئی۔

فالجواب :- انہ لو عرض احد مشکل فیعرض فی جنابہ تعالیٰ ولو سل الیہ اولیاء اللہ تعالیٰ بھذہ العبارۃ یا الٰہی سھل مشکلی بحرمۃ الفلان الولی لانہ فی اعتقادی من مقرب جناب الکبری فیرحمہ اللہ تعالیٰ د

جواب :- اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی مشکل پیش کرے اور اولیاء اللہ کا توسل کرے ان الفاظ کے ساتھ کہ اے اللہ میری مشکل آسان کر دے فلاں ولی کی حرمت سے۔ کیونکہ وہ میرے اعتقاد میں تیری بڑی بارگاہ میں مقرب ہے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کر دیتا ہے اگر چاہے اور اس کی تقدیر میں ہو، لیکن اولیاء اللہ کو تو کوئی طاقت نہیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں انکو دنیا میں کرامت حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں شفاعت اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اسکے

Marfat.com

یسعف حاجته البتة لوشاء وقدر ولاطاقة للاولیاء الا فی الدنیا ولا فی الاخرة، وانما الکرامة فی الدنیا والشفاعة فی الاخرة باذنه تعالٰی۔ ومن نعمه، قال جل شانہ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ (ربها) لِمَنْ يَّشَآءُ (منهم) وَيَرْضٰى (منه) فان قال احد ان الحضرة الشیخ غوث الثقلین قدس سرہ مثلا قال لی فی النوم ایها الاخ کلما حزبك امر مشکل وحاجة فنادنی فاحل مشکلات واسعف حاجتك۔

فالجواب :- ان رؤیة الولی خیر لکن لا اعتبار لهذا القول فی الشرع بل هو فساد الاعتقاد لانه حصل فی اعتقاد هذا الشخص انی متی ادعوه لیسمع ویمد دمع انه لیس له علم الغیب فیلزم منه انکار القرآن والحدیث۔

احسان سے، چنانچہ اللہ تعالٰی نے سورۃ نجم آیت ۲۶ میں فرمایا ہے اور بہت سے مقرب فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں جن کی شفاعت ذرا بھی نفع نہیں دے سکتی مگر ہاں بعد اس کے کہ اللہ تعالٰی جس کے لیے چاہے سفارش کرنے کا حکم دے دے اور اس کے لیے سفارش پسند بھی کرے۔

اعتراض :- اگر کوئی کہے کہ مجھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں کہا ہے کہ اے بھائی اگر تم کو کوئی مشکل اور حاجت پیش آجائے تو مجھے پکارو میں تمہاری مشکل حل کر دوں گا اور تمہاری حاجت پوری کر دوں گا — جواب — یہ ہے کہ بیشک اللہ تعالٰی کے کسی ولی کو خواب میں دیکھنا اچھا ہے لیکن اس حاجت براری کی بات کا شریعت میں کچھ اعتبار نہیں، بلکہ یہ عقیدہ کا فساد ہے۔ کیونکہ اس شخص کے اعتقاد میں یہ بات ہے کہ میں جب بھی انہیں پکاروں گا وہ سنیں گے اور میری امداد کریں گے۔ حالانکہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو علم غیب نہیں کہ اس کی پکار کو جانیں یا سنیں اس سے تو قرآن اور حدیث کا انکار لازم آتا ہے لہذا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

Marfat.com

ولا اعتبار لرؤيا غير الانبياء
والاولياء عليهم السلام، فانه
لو رأى احد ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم امر بشئ منعه
في حياته صلى الله عليه وسلم
فلا اعتبار بهذا الحكم في الشريعة
والعلماء الراسخون لا يسلمونه
وايضا قال الحامد اني رأيت
مرارا كثيرة في ليال كثيرة اني اسبق
في خدمة الاستاذ فعرضت في
خدمته مرة فقلت يا حضرتنا
تعلمت هذا السبق البارحة في حضرتكم
في الرؤيا وقد كذا ذالك فانتم تعلمون
به ام لا، فقال لا فعرضت ثانيا قلت
ما الحكمة في انكم لا تعلمونه وانا اعلمه فقال الاستاذ
سمعت عن الاساتذة الثقات ورأيت
في الكتب ايضا ان الله تعالى يصور اعتقاد
ذالك المعتقد بنظره عنده ليزيد اعتقاده
ويحصل العلم والدين منه ايضا وتلك توجد في عالم المثال

اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کے خواب[1] کے علاوہ کسی کے خواب کا
اعتبار نہیں (انبیاء کا خواب تو وحی کی قسم ہے باقی لوگوں کے خواب
صحیح بھی ہو سکتے ہیں اور غلط بھی) اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کسی ایسی بات کا حکم دے رہے ہیں جس سے آپ
نے اپنی دنیاوی حیات میں منع فرمایا تھا تو اس حکم کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا
شریعت میں اور علماء راسخین اس حکم کو تسلیم نہیں کرتے (بلکہ اس کی
کچھ اور تعبیر ہوگی) قابل عمل تو وہی حکم ہے جو آپ نے زندگی میں فرمایا۔
حامد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں بار ہا خواب میں دیکھا کہ میں اپنے استاذ سے آگے
کا سبق پڑھتا ہوں۔ میں نے اپنے استاذ سے ایک مرتبہ عرض کیا
کہ میں یہ سبق آپ سے رات کو خواب میں پڑھتا ہوں اور ایسا اکثر ہوتا
ہے کیا آپ کو اس کا علم ہے یا نہیں تو استاذ نے کہا کہ نہیں مجھے
اس کا علم نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس کی کیا حکمت ہے کہ آپ
نہیں جانتے اور میں جانتا ہوں۔ تو استاذ نے کہا میں نے ثقہ اساتذہ
سے سنا ہے اور کتابوں میں بھی پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خواب دیکھنے والے
کے اعتقاد کو اس شکل میں متصور کر کے اس کے سامنے ظاہر کر دیتا
ہے تاکہ اس کا اعتقاد استاذ کے حق میں زیادہ ہو جائے اور اس کو اس
استاذ سے علم اور دین حاصل ہو۔ اور یہ صورت جو اس کو نظر آتی ہے
وہ عالم مثال اور خیال میں ہوتی ہے اور استاذ کو اس کا علم تک نہیں
ہوتا۔

---

[1] انبیاء علیہم السلام کا خواب تو حجت شرعی ہوتا ہے، کیونکہ یہ وحی کی ایک صورت ہوتی ہے صدق اللہ رسوله الرؤیا و صدقت الرؤیا وغیرہ آیات اور احادیث میں اس کا ذکر ہے لیکن اولیاء اللہ اور دیگر مومنین وغیرہ کا خواب حجت شرعی نہیں، مومن کا خواب بشارت کے درجہ میں ہوتا ہے۔ احکام شرع اس سے ثابت نہیں ہو سکتے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ سواتی

Marfat.com

ولو انصفت لکفاك قوله
عليه الصلوة والسلام ما الميت
في القبر الا كالغريق المتغوث
ينتظر دعوة من اب او اخ او
ام او صديق فاذا لحقته كان
احب اليه من الدنيا وما فيها
وينزل الله تعالى من دعاء الاحياء
على الاموات امثال الجبال، الا
ما استثنى قبيل هذا بل الانسان
كيف اعتقد يعامل معه تعالى
معاملة مثله كما لو اعتقد ان
مطلوبه لا يحصل الا من هذا الصنم
حصل المطلوب بسرعة من الله
تعالى وهو يظن ان الصنم يحصل
مطلوبه، وعلى هذا القياس،
ولو اعتقد انه لا يحصل الا
من الله عزّ وجل ايضا لكن
بمهلة كما نطق به قوله تعالى
انا عند ظن عبدي بي يعني
لو اعتقد ان مقصوده لا يحصل
له الا الله عزوجل فامده اعتقاده
لي واسهل امره وارحمه و
امهل في تحصيله لان توجه

اور اگر تم انصاف سے کام لوگے تو تمہارے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلّم کا یہ فرمان کافی ہوگا جس میں آپ نے فرمایا ہے (دوسروں کی امداد کے
کے بجائے) میت اپنی قبر میں اس طرح ہوتا ہے۔ جیسے کوئی پانی میں
ڈوبنے والا جو دوسروں سے فریاد کرتا ہے اور وہ منتظر رہتا ہے کہ
باپ بھائی یا ماں اور کسی دوست وغیرہ سے اس کے لئے دعا پہنچے
جب دعا پہنچتی ہے تو یہ اس کے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب
ہوتی ہے نیز حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا یہ فرمان کہ اللہ تعالیٰ زندوں
کی دعاؤں سے مُردوں پر ثواب اور اجر کے اتنے بڑے بڑے حصے
اتارتا ہے جیسے پہاڑ ہوتے ہیں۔ البتہ جو اس کے مستحق ہی نہ ہوں
تو وہ الگ بات ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا جیسا اعتقاد
ہوتا ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔
اگر ایک آدمی یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ میری مراد تو اس بُت سے ہی پوری
ہوگی، تو اللہ تعالیٰ اس کے مطلوب کو بھی بعض اوقات جلدی پورا کر دیتے
ہے۔ اور وہ آدمی یہ سمجھتا ہے کہ میری مراد اس بُت نے ہی پوری کی ہے
اسی طرح اگر کوئی آدمی ایسا اعتقاد رکھتا ہو کہ میری مراد تو اللہ تعالیٰ
ہی پوری کرتا ہے لیکن مہلت اور تاخیر سے، تو اس طرح بھی ہوتا ہے۔
خدا تعالیٰ کا یہ فرمان جو حدیث قدسی میں ہے اس سے یہ بات ظاہر
ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کا جیسا گمان ہوتا ہے میرے
بارہ میں میں اس گمان کے پاس ہوتا ہوں یعنی اگر اس کا یہ اعتقاد ہو کہ
اللہ تعالیٰ ہی مقصود کو پورا کرنے والا ہے تو میں اس کے اعتقاد میں اس
کی مدد کرتا ہوں، اور اس کے معاملہ کو آسان بناتا ہوں اور اس پر رحم کرتا
ہوں اور اس کے کام بننے میں راستہ ہموار کرتا ہوں، کیونکہ اس بندے
کی توجہ میری طرف اور اس کی زاری و نیاز مندی سے میں خوش ہوتا ہے

Marfat.com

الیّ والحاجۃ یسرتی واعوضہ
فی الدارین۔

ومن اعتقد ان المطلوب من
الفلان الولی او من الصنم
فربیت اعتقادہ الی معتقدہ
واطردہ عن جنابی المقدس
عزوجل نعوذ باللہ منہ
واسرع فی اسعاف امرہ
وحاجتہ کما یلقی الی الکلب
قطعۃ رغیف ویطردہ او
احرمہ عن رحمتی اعاذنا اللہ
منہ آمین یارب العالمین

ولانہ ذکر فی المکتوبات ان
احدا من الصلحاء الامرین
بالمعروف والناہین عن المنکر
مر فی طریق وکان ھناک رجل
قد کشف رکبتیہ وفخذیہ
فاذا بلغ المحتسب المذکور
بمقابلہ امرہ بالمعروف و
نھی عن کشف الرکبۃ و
الفخذ۔ فقال غطہما فلما
مضت مدۃ علی ھذہ الحال
فقال کاشف الرکبۃ ای فلان

اس کو دونوں جہاں میں اس کا عوض عطا کرتا ہوں۔

اور جس کا اعتقاد یہ ہو کہ میرا مطلوب تو فلاں ولی یا فلاں بت سے ہی حاصل ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے گندے اور باطل اعتقاد کو اس کے منہ پر پھینک دیتے ہیں اور اس شخص کو اپنی بارگاہ مقدس سے دھکیل دیتے ہیں لیکن اس کی اس حاجت اور ضرورت کو پورا فرما دیتے ہیں اگرچہ اپنی رحمت سے اس کو دور کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ کتے کی طرف روٹی کا ٹکڑا پھینک کر اس کو بھگا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے غضب سے بچائے آمین۔

کشف اور خواب کا کچھ اعتبار نہیں شرعی حکم کے مقابلہ میں —

مکتوبات شریف میں مذکور ہے۔ ایک صالح اور نیک آدمی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرتا تھا۔ راستے میں ایک شخص پر گذرا جس نے اپنے گھٹنے اور ران کھول کر برہنہ کئے ہوئے تھے۔ یہ محتسب صالح جب اس کے پاس سے گزرا تو اس نے گھٹنے اور ران کو برہنہ کرنے سے منع کیا اور کہا کہ ان کو ڈھانپ لو۔ اس پر ایک مدت اسی طرح گزر گئی وہ شخص اسی حالت پر رہتا تھا اور منع کرنے والا منع کرتا رہتا تھا۔ تو اس گھٹنہ برہنہ کرنے والے نے کہا کہ اے فلاں تم مجھے چھیڑنے اور منع کرنے سے باز نہیں آؤ گے جب تک رسول اللہ صلے اللہ وسلم کی بارگاہ سے تمہارے اوپر عتاب آئے۔

Marfat.com

لا تمتنع من تعرضی حتی یاتیک
العتاب من جناب الرسول
صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔
فرئی ذالک الآمر النائی النبی
علیہ من الصلوات اکملہا ومن
التسلیمات افضلہا، یقول
ان ہذا الفقیر من اہل طور
وکان حاضرا ہناک لا تقل لہ
شیئاً وامتنع عن تعرضہ فلما
مر فی ذالک الطریق فبلغ الی
حیث کان ذالک الفقیر فیہ
شرع بالامر بالمعروف کما
کان دابہ فثار الفقیر الکاشف
وقال لہ لا تمتنع من عادتک
مع انک عوتبت من جناب
سلطان السلاطین صلی اللہ
علیہ وسلم فاجاب الآمر بالمعروف
کیف اترک ما قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
فی حیاتہ واعمل بالرؤیا ہذا
لا یکون ابدا وقطعا ؎
خواب تکیہ زدہ وضو شکند
تکیہ بر خواب ہیچ کس نکند

اس امر بالمعروف کرنے والے شخص نے خواب میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ اس فقیر سے تعرض مت کرو یہ اہل طور میں سے ہے (جیسا طور پر خدا تعالیٰ کی تجلی وارد ہوئی تھی اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے تھے اسی طرح یہ فقیر بھی خاص قسم کی تجلیات کا مورد ہے) اس لئے اس کو کچھ نہ کہو۔ جب وہ امر بالمعروف کرنے والا شخص راستے میں اس فقیر کے پاس سے گزرا تو بدستور اس کو گھٹنے ڈھانپنے کا حکم دیا۔ وہ فقیر جو صاحب کشف تھا بھڑک اٹھا اس نے کہا کہ تم اپنی عادت سے باز نہیں آتے حالانکہ بارگاہ نبوی سے تمہیں عتاب ہو چکا ہے۔

اس امر بالمعروف کرنے والے شخص نے کہا کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان کس طرح چھوڑ سکتا ہوں جو آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں فرمایا ہے اسکو چھوڑ کر میں خواب پر عمل کرنے لگوں یہ کبھی بھی نہ ہوگا شریعت میں تو وہی حکم حجت ہے جو آپ نے زندگی مبارک میں فرما دیا ہے۔ ؎

اگر ٹیک لگا کر کوئی آدمی سو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
خواب پر تو کوئی بھی اعتماد نہیں کرتا۔

Marfat.com

وایضا لا اعتبار للکشف ، والاستخارۃ ، والرؤیا بل للاتباع النبوی صلی اللہ علیہ وسلم قولاً وفعلاً واعتقاداً ، قال الحامد القاری قال الجان محمد الساکن قصاب پورہ فی مرض موتہ علیہ الرحمۃ ، لا تظهر احوال احد بالکشف وکرر بعدہ لا اعتبار للکشف ، والاستخارۃ والرؤیا ، وفی البرهنة لا اعتبار للرؤیا المخالف للشرع وفی المسعودی ان قرء حنفی المذهب خلف الامام واحتج بانه امرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الرؤیا بالقراءۃ خلفه ، لا یجوز له ان یقرء لان ترک المذهب بالرؤیا لا یجوز لما قال فی الیقظة قراءۃ الامام قراءۃ له ، واحتج بقول الاسبیجابی ان بعضهم اختار القراءۃ فهذا اما ان یکون مجتهدا اولا ، و علی کلا التقدیرین لا یصیر قوله حجة علی ابی حنیفة ومعتقدہ

نیز کشف، استخارہ اور خواب کا اعتبار نہیں بلکہ اعتبار فی الحقیقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ہے جو اتباع قولاً فعلاً اور اعتقاداً اتباع نبوی ہو۔ حضرت حامد قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جان محمد جو قصاب پورہ کے باشندہ تھے (ایک صالح آدمی تھے) نے اپنی مرض موت میں کہا کہ کشف سے کسی کے حالات حقیقۃً ظاہر نہیں ہوتے۔ اور اس کے بعد بار بار یہ کہا کہ کشف استخارہ اور خواب کا کوئی اعتبار نہیں، فتاوی برہنہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ایسے کسی خواب کا اعتبار نہیں جو شرع کے مخالف ہو۔

کتاب مسعودی میں لکھا ہے، کہ اگر کوئی حنفی مسلک والا آدمی امام کے پیچھے قرأۃ کرے اور اس سے دلیل پکڑے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں امام کے پیچھے قرأۃ کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو یہ جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ خواب اور رؤیا سے مذہب اور مسلک کو ترک کرنا جائز نہیں۔ جبکہ بیداری کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما چکے ہیں (جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے) کہ امام کی قرأۃ مقتدی کی قرأۃ ہے اور امام اسبیجابی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے دلیل پکڑنا درست نہیں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ بعض نے امام کے پیچھے قرأۃ کو اختیار کیا ہے، کیونکہ یہ بعض یا تو مجتہد ہوں گے یا غیر مجتہد تو دونوں صورتوں میں ان کا قول امام ابو حنیفہ اور ان کے معتقدین پر کیسے حجت ہو سکتا ہے۔ کتاب جواہر میں اسی طرح مذکور ہے۔ (کیونکہ ایک مجتہد کا قول دوسرے مجتہد کے لئے اجتہادی معاملات میں حجت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک مقلد کا قول بھی دوسرے مقلد کے لئے حجت نہیں بن سکتا)۔

Marfat.com

کذا فی الجواہر۔

والاعتبار للرؤیا التی یکون موافقا لامر الشرع کما فی المسعودی ان ابراہیم النخعیؒ کان یقرء ویبنی مدۃ طویلۃ فرأی لیلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، افعل شیئًا کل قلیلا ونم قلیلا واقرأ القرآن کثیرا وصل کثیرا وطہر لکل صلوۃ وافعل السواک لکل صلوۃ۔ فقال النخعی فلما ایقظت من النوم فعلت ھذہ الوصیۃ فاتقنت فی ایام قلیلۃ۔

وایضا ذکر فی راحۃ المؤمنین ان رجلاجاء الی خدمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ الی المدینۃ المنورۃ رای اطفالھا یلعبون فسالہم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم، وکان بین الاطفال الحسنؓ والحسینؓ فقالا توفاہ اللہ تعالی صلوات اللہ علیہ وسلامہ۔

اور شریعت کے مطابق خواب معتبر ہونگے ——— اعتبار اس خواب کا ہوگا جو شرع کے موافق ہو جیسا کہ مسعودی میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ (جلیل القدر تابعی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے استاذ الاستاذ ہیں) قرآن پڑھتے تھے اور تھک جاتے تھے۔ ایک مدت تک یہی حالت رہی پھر خواب میں انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ نے فرمایا اس طرح کرو کہ تھوڑا کھاؤ، اور تھوڑا سو، اور قرآن زیادہ پڑھو، اور نماز بھی زیادہ ادا کرو، اور ہر نماز کے لئے تازہ طہارت کرو، اور ہر نماز کے لئے مسواک استعمال کرو۔ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اس وصیت کے مطابق عمل کیا اور تھوڑے عرصہ میں کامیابی حاصل ہوئی۔ نیز کتاب راحۃ المومنین میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے ارادہ سے مدینہ منورہ پہنچا تو دیکھا کہ کچھ بچے کھیل رہے ہیں۔ انہیں بچوں میں حضرت حسنؓ اور حسینؓ بھی تھے۔ ان سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو عالم جاودانی کے سفر پر روانہ ہو چکے ہیں خدا تعالے نے آپکو وفات دے دی ہے۔

Marfat.com

وكان الرجل مشتاقاً الى لقائه
عليه السّلام فصاح فغشى
عليه فاخبرا رضا عليا كرم الله
وجههٗ فاتاه بعد الافاقة
على رض وسلّى له وقال لاتحزن
يحصل مطلوبك فاذهب الى
مرقده صلى الله عليه وآله
وسلم المبارك اللهم ارزقنا
زيارتها وزيارته صلى الله عليه
وآله وسلم فكرمه، واجتمع
الصحابة رض فتركوا ذالك الرجل
بالمرقد الشريف، فرأى
فى المنام سلطان السلاطين
عليه من الصلوات ازكاها و
من التحيات انماها فرحم عليه
كثيرا واشفق عليه كثيرا عليه
السلام، فعرض الرجل فى جنابه
عليه السلام فقال يا رسول الله
صلى الله عليه وسلم قولو لحفظ
ايمانى شيئاً فقال عليه الصلوة
والسّلام قل بعد الصلوة
الاخلاص اثنا عشر مرة يحفظ
الله تعالى ايمانك عن سلب

اور وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بے حد مشتاق تھا۔ یہ سنتے ہی وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا تو حضرت حسنؓ اور حسینؓ نے اس کی اطلاع حضرت علیؓ کو کرائی۔ جب وہ ہوش میں آیا تو حضرت علیؓ آئے اور اس شخص کو تسلّی دی اور فرمایا کہ غمزدہ مت ہو، تمہارا مطلوب حاصل ہو جائے گا اور حضرت علیؓ اس شخص کو حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کی قبر مبارک پر لے گئے، اور صحابہ رض بھی جمع ہوئے، اور اس شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر چھوڑ دیا۔ رات کے وقت خواب میں اس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ اس شخص کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آئے اس شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور ایمان کی حفاظت کے لئے مجھے کچھ فرمائیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ ہر نماز کے بعد بارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھا کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے ایمان کی حفاظت فرمائیگا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس شخص کے منتظر تھے صبح کے وقت جب وہ قبر مبارک سے واپس پلٹا،

Marfat.com

الشیطان، فاجتمع الصحابۃ رض
وانتظروا له فلما اصبح جاء
من ذالك المرقد،
ساله الصحابۃ رض فقال فقد
رحمنی رسول اللہ صلی اللہ
علیه وآله وصحبه وسلم کثیرا
واشفق علیّ کثیرا فعرضت
لحفظ ایمانی فی جنابه الاقدس
فقال اقرء بعد کل صلوۃ
اثنی عشر مرۃ سورۃ الاخلاص
یحفظ اللہ ایمانك، فقالت
الصحابۃ رض اعرضت ان ھذا
لك خاصة ام لمن عمل من امتك
عامة فقال ماعرضت فی جنابه
ھذا الامر، فقالوا له نم ھناك
اللیلة ایضاً واعرض ھذا الامر
لو رأیته صلی اللہ علیه وآله
وصحبه وسلم فی منامك
اللیلة، فنام ھناك فرأی
فی المنام فعرض فی جنابه
ما قالوا فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیه وسلم من قرأها یکون
خاتمته بفضله تعالی علی الایمان۔

صحابہ رض نے اس شخص سے حال پوچھا تو اس نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر بہت مہربانی اور شفقت کا اظہار فرمایا ہے۔ میں نے آپ کی خدمت اقدس میں ایمان کی حفاظت کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد بارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کی حفاظت فرمائے گا۔ صحابہ رض نے فرمایا کہ کیا تم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دریافت کیا کہ یہ صرف تیرے لئے خاص ہے یا جو بھی آپ کی امت میں سے اس پر عمل کرے تو اس کے لئے بھی اسی طرح مفید ہوگا۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے تو نہیں دریافت کیا۔ صحابہ رض نے فرمایا کہ پھر دوسری رات وہاں جاکر سو جاؤ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو تو دریافت کر لو۔ چنانچہ وہ شخص دوسری رات وہاں جاکر سوگیا، رات کو پھر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت یہ فرمائیں کہ یہ میرے لئے خاص ہے یا سب کے لئے، تو آپ نے فرمایا جو شخص بھی سورہ اخلاص کو (ایمان وصداقت کے ساتھ) پڑھے گا بفضلہ تعالیٰ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

Marfat.com

وفی البرهنة قال رجل صالح رایت ربی عزّ وجل یقول لی انا عند علم ابی حنیفةؒ ای بالحفظ والقبول والرضا۔

اور فتاوی برہنہ میں ہے کہ ایک نیک بخت اور صالح آدمی نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے پروردگار کو دیکھا۔ وہ مجھے فرما رہا تھا کہ میں ابو حنیفہؒ کے علم کے پاس ہوں یعنی ابو حنیفہ کے علم کو میں محفوظ رکھوں گا۔ اور اس کو قبولیت عطا کروں گا۔ اور اس سے میری رضا حاصل ہوگی۔

وفی کشف المحجوب قال یحیی بن معاذؒ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم فی المنام فقلت لہ این اطلبك یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ فقال عند علم ابی حنیفةؒ وقال زید بن کیسانؒ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم وکان ابوبکر الصدیقؓ وعمر الفاروقؓ خلفہ فقلت اسأل شیئاً فقالا اسئل لکن لا تصوت جہرا فسألت عن علم ابی حنیفةؒ فقالا علم من علمہ صلی اللہ علیہ وسلّم ھذا۔

نیز کشف المحجوب میں حضرت خواجہ سید علی ہجویریؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ ابن معاذؒ جو جلیل القدر بزرگ گزرے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا تو میں نے عرض کیا حضرت میں آپ کو کہاں طلب کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے جواب میں فرمایا کہ مجھے ابو حنیفہؒ کے علم کے پاس طلب کرو۔ اور اسی طرح حضرت زید بن کیسانؒ ایک بزرگ ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھا اور دونوں شیخین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ بھی آپ کے پیچھے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ نے فرمایا کہ پوچھو لیکن آواز بلند نہ کرنا۔ چنانچہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کے علم کے بارہ میں دریافت کیا تو دونوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ کا علم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے علم سے مستفاد ہے۔[1]

---

[1] ان رؤیا سے امام ابو حنیفہؒ کے مرتبہ اور فضیلت کا پتہ چلتا ہے چنانچہ مشہور محدث علامہ محمد طاہر پٹنیؒ جنہوں نے احادیث کے مشکل اور غریب الفاظ کی شرح مجمع البحار لکھی ہے تکملہ مجمع البحار ج ۳ ص ۵۴ لکھتے ہیں کہ "اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کی مقبولیت کا کوئی خاص راز نہ ہوتا تو اُمّت کا نصف حصہ کبھی بھی ان کی تقلید پر اکٹھا نہ ہوتا۔" ۱۲ سواتی

Marfat.com

ولا تصغ الی قول الجهلة المتصوفة فی زماننا العلم حجاب اکبر وانه یحصل بالکشف فلا حاجة الی الکسب فانه کذب وضلال واضلال فان العلم فرض وانه بالتعلم وان الصحابة خیر هذه الامة وافضلها، وانهم اجتهدوا واختلفوا، واستدلوا بالکتاب والسنة ولم یقل واحد منهم الهم الیّ انه حرام او حلال او غیر ذالك، فان ادعوا انهم کوشفوا ووصلوا الی ما لم یصل الیه الصحابة رض فهم مبتدعون خارجون عن مذهب اهل السنّة والجماعة۔

ولو سئل احد منهم عن الاخلاق المذمومة مثل الریاء والکبر والعجب والحسد والحقد او عن علاجها، او عن الاخلاق الحمیدة مثل التوبة والتوکل والصبر والشکر والرضا بالقضاء

اور تم کان بھی نہ دھرو ہمارے زمانہ کے بعض جاہل تصوف کے دعویداروں کی بات کی طرف، جو یہ کہتے ہیں کہ علم تو حجاب اکبر ہے یعنی علم خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں سب سے بڑا مانع ہے۔ اور نیز یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ علم تو کشف سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر کسب کی ضرورت ہی نہ رہی کہ محنت سے علم حاصل کیا جائے (ان جاہل صوفیوں کی یہ بات) بالکل جھوٹ ہے اور یہ گمراہی ہے۔ اور دوسروں کو گمراہی میں ڈالنے والی بات ہے، اس لئے کہ علم کا حاصل کرنا تو فرض ہے، اور یہ کہ علم تو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے خود بخود نہیں حاصل ہوتا۔ اور یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ صحابہ کرام رض اس امت میں سب سے بہتر اور افضل ہیں اور صحابہ رض نے اجتہاد بھی کیا ہے۔ اور باہم اختلاف بھی واقع ہوا ہے۔ اور انہوں نے کتاب اور سنت سے استدلال کیا ہے۔ لیکن کسی صحابی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میری طرف الہام ہوا ہے کہ فلاں چیز حرام ہے اور فلاں چیز حلال ہے۔ اگر یہ جاہل صوفی یہ دعویٰ کریں کہ ان کو کشف سے یہ باتیں معلوم ہو چکی ہیں اور یہ اس چیز تک پہنچے ہیں جس تک صحابہ کرام رض نہیں پہنچ سکے، تو یقیناً یہ لوگ اہل بدعت میں سے ہوں گے اور اہل سنت والجماعت کے مذہب سے خارج ہوں گے۔

اور انکی حالت تو یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے اخلاق مذمومہ کی حقیقت دریافت کی جائے، مثلاً ریا، تکبر، خود پسندی، حسد، کینہ وغیرہ یا ان کا علاج دریافت کیا جائے۔ یا اخلاق حمیدہ کی حقیقت ان سے دریافت کی جائے، مثلاً توبہ، توکل، صبر، شکر، رضاء بالقضاء، یا ان اخلاق حمیدہ کے حاصل کرنے کا طریقہ دریافت کیا جائے۔ یا ان میں سے بعض کمزور اخلاق کو

Marfat.com

او عن طريق تحصيلها، او تقوية ضعيفها بهت و خجل وخلط فى كلامه وتكلم بالشطح، والطامات، بل لو سئل من فرائض الصلوة والوضوء والاستجاء تحير واضطرب، بل بعضهم لم يصحح اعتقاده بعد، ويظن ان الله تعالى فى السماء وانه على صورة، وبعضهم يعتقد ان الله لايريد القبائح والمعاصى، وبعضهم يعتقد انه موجد لفعله، واكثرهم يصلون بلا تعديل اركان وتجويد قراءة، ومع هذه القبائح يدعون انهم واصلون مكاشفون فهيهات هيهات نعم انهم واصلون الى الشيطان مغرورون بانانيته عاملون بوساوسه۔

طاقتور بنانے کا طریقہ دریافت کیا جائے۔ تو یقیناً یہ جاہل تصوف کے دعویدار حیران اور شرمندہ ہوں گے، اور اپنے کلام میں خلط ملط کرنے لگیں گے۔ اور شطحیات (یعنی ایسی باتیں جو بعض بزرگوں سے بحالت سکر سرزد ہوتی ہیں اور ان کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔ وہ بزرگ بھی جب سکر سے باہر آتے ہیں تو ان باتوں سے استغفار کرتے ہیں) بولنے لگیں گے، یا طامات سے کلام کریں گے۔

(طامات تصوف کی وہ بلند اور اونچی باتیں جو عام لوگوں کے فہم وادراک سے بہت بلند ہوتی ہیں گویا کہ خاص قسم کے اشارات ہوتے ہیں، ان کو تصوف کے لاف وگزاف سے تعبیر کیا جا سکتا ہے) یہ تو خیر بڑی بات ہے ان کی حالت تو یہ ہے کہ اگر ان سے نماز کے فرائض اور وضوء استنجاء کے مسائل دریافت کئے جائیں تو حیران و مضطرب ہو جائیں گے۔ اور ان میں بعض تو ایسے ہونگے جنہوں نے ابھی تک اپنا اعتقاد تک درست نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں کہ وہ آسمان میں فروکش ہے۔ اور وہ کسی خاص صورت پر ہے۔ اور ان میں سے بعض یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبائح اور معاصی کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ بندہ ہی اپنے کاموں کا موجد ہے۔ اور اکثر ان میں سے ایسے ہیں جو بلا تعدیل ارکان نماز پڑھتے ہیں۔ اور بغیر تجوید کے قرأت کرتے ہیں۔ اور ان تمام قباحتوں اور برائیوں کے باوجود ان کا دعوی یہ ہے کہ وہ تو پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ بات کہاں ہے۔ ہاں اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ پہنچے ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تک نہیں بلکہ شیطان تک پہنچے ہوئے ہیں اور شیطانی اکڑ سے مغرور ہیں اور شیطانی وسوسوں پر عامل ہیں۔

Marfat.com

ولا یبعد ان یقع لبعضہم کشف حِسّیٌ ببعض الاشیاءٗ اونحوہ من خوارق العادات بمقتضی الریاضات، او ارادۃ الشیطان مکرًا واستدراجًا من اللہ تعالیٰ کما نقل عن بعض الکفرۃ المرتاضین فیظنّون انہ کرامۃ، وولایۃ، فیغترّون بہ، وقال سلطان العارفینؒ لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یرتقی فی الھواء فلا تغترّوا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنھی وحفظ الحدود فنعوذ باللہ من شرورھم و اقوالھم وافعالھم فانھم شیاطین الانس قطاع طریق اللہ، و خصماء حبیبہ علیہ السّلام وما یدعیہ بعض المتصوفۃ فی زماننا اذا انکرنا علیھم بعض امورھم المخالف للشرع الشریف ان حرمۃ ذالک فی العلم الظاھر وانّا اصحاب العلم الباطن، و انہ حلال فیہ، وانکم تاخذون

اور یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ ان میں سے بعض پر بعض حسی چیزوں کا کشف بھی ہو جاتا ہو یا اس قسم کی بعض خارق عادت چیزیں بھی ان سے ظاہر ہوتی ہوں۔ یہ ریاضت اور چلہ کشی وغیرہ کی وجہ سے یا شیطان کے ارادہ مکر کی وجہ سے، یا اللہ تعالیٰ نے بطور استدراج یہ چیزیں ان سے ظاہر کی ہوں، جیسا کہ بعض کافروں سے جو ریاضت کرنے والے تھے اس قسم کی چیزیں ظاہر ہوئی ہیں۔ اور یہ لوگ ان کو کرامت اور ولایت خیال کرتے ہیں۔ اور دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ حالاں کہ سلطان العارفینؒ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ہے کہ اگر تم دیکھو کہ کسی شخص کو بظاہر اتنی کرامات حاصل ہیں کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے تو پھر بھی اس سے دھوکہ نہ کھانا جب تک کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ اس شخص کا پایہ شریعت کے امر و نہی اور اس کی حدود کی حفاظت میں کس درجہ پر ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے باطل پرستوں کے شرور اور انکے اقوال و افعال سے بچائے۔ کیونکہ یہ شیاطین الانس ہیں، اللہ تعالیٰ کے راستے کے ڈاکو ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہیں۔

اور ہمارے زمانہ کے بعض جاہل متصوفین جب شریعت کے مخالف کام کا ارتکاب کرتے ہیں اور ہم ان پر جب نکیر کرتے ہیں تو وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان امور کی حرمت ظاہری علم میں ہے اور ہم لوگ تو باطن کا علم رکھنے والے ہیں اور باطنی علم میں یہ بات حلال ہے، اور تم لوگ تو کتاب کے ظاہر سے علم حاصل کرتے ہو۔ اور ہم لوگ صاحبِ کتاب یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست علم حاصل کرتے ہیں۔

Marfat.com

من الكتاب وانا ناخذ من
صاحبه محمد صلى الله عليه
وآله وسلم۔
فان اشكل علينا مسئلة
استفتيناه منه فان حصل
القناعة منه صلى الله عليه
وسلم فيها، والا رجعنا الى الله
تعالى بالذات فناخذ منه
وانا بالخلوة وهمة شيخنا نصل
الى الله عزوجل فيكشف
لنا العلوم فلا نحتاج الى
الكتاب والمطالعة والقراءة
على الاستاذ وان الوصول
الى الله تعالى لا يكون الا برفض
العلم الظاهر والشرع، و
انا لو كنا على الباطل لما حصل
لنا تلك الحالات السنية
والكرامات العلية من مشاهدة
الانوار، ورؤية الانبياء الكبار
وانا اذا صدر منا مكروه او
حرام نبرهنا في النوم بالرؤيا
فنعرف بها الحلال والحرام
وان ما فعلنا مما قلتم انه

(اور یہ جاہل متصوفین یہ کہتے ہیں کہ) اگر ہم پر کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہو جائے۔ تو ہم خود صاحبِ کتاب یعنی حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دریافت کر لیتے ہیں۔ اگر وہاں سے جواب حاصل ہو گیا تو بہتر ورنہ ہم براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس سے وہ بات حاصل کر لیتے ہیں، اور ہم خلوت سے اور اپنے شیخ اور پیر کی ہمت اور توجہ سے اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں تو ہمارے لئے علوم منکشف ہو جاتے ہیں، ہمیں کسی کتاب کی طرف ضرورت نہیں پڑتی اور نہ مطالعہ کرنے کی اور نہ استاد کے سامنے پڑھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی اور وصول اس کے سوائے نہیں ہو سکتا کہ ظاہری علم کو اور شریعت کو ترک کر دیا جائے۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوگ باطل پر ہوتے تو ہم کو یہ عمدہ حالات اور بلند درجہ کی کرامتیں کیسے حاصل ہوتیں۔ مثلاً انوار کا مشاہدہ کرنا، اور انبیاء کبار علیہم السلام کو خواب میں دیکھنا وغیرہ، اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہم سے کوئی مکروہ کام سرزد ہو جائے تو ہم کو خواب میں تنبیہ کر دی جاتی ہے اور ہم حلال و حرام کو پہچان لیتے ہیں۔

اور وہ کام جو ہم لوگ کرتے ہیں اور جس کے بارہ میں تم لوگ (ظاہری کتاب و سنت کا علم جاننے والے) کہتے ہو کہ وہ کام حرام ہے، تو اگر ہمیں خواب میں اس سے منع نہ کیا گیا تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ حلال ہے، وغیر ذالک۔ اس قسم کی سب باتیں الحاد و بے دینی

Marfat.com

حرام لم ننه عنه فی المنام فعلمنا انه حلال، ونحو ذالك كله الحاد و ميل الى الباطل وضلال،۔

اذ فيه ازدراء و تحقير للشريعة الحنيفية والكتاب والسنة النبوية وعدم الاعتماد عليهما وتجويز الخطاء والبطلان فيهما عياذا بالله، فالواجب على كل من يسمع مثل هذه الاقاويل انها باطلة، الانكار على قائله والجزم على بطلان مقاله بلا شك وتردد و توقف ولا تلبث، والا فهو من جملتهم فيحكم بالزندقة عليهم، وقد صرح العلماء بان الالهام ليس من اسباب المعرفة بالاحكام، وكذا الرؤيا فی المنام خصوصا اذا خالف كتاب العليم العلام اوسنة محمد صلى الله عليه وآله وسلم، وقد قال سيد الطائفة الصوفية وامام ارباب

اور باطل کی طرف میلان ہے اور یہ سب گمراہی ہے،

کیونکہ اس بات میں شریعت حنیفیہ اور کتاب و سنت کی کھلی تحقیر ہے، اور کتاب و سنت پر بے اعتمادی کا اظہار ہے (کہ وہ ہدایت کے لئے کافی نہیں) اور نیز کتاب و سنت میں خطاء اور بطلان کو جائز سمجھنا ہے۔ العیاذ باللہ، پس جو شخص بھی اس قسم کی باطل باتیں سنے تو اس پر واجب ہے ایسی بات کہنے والے پر انکار کرے۔ اور یقین سے جانے کہ یہ بات باطل ہے۔ بلا شک و تردد اور بغیر کسی قسم کے توقف و تاخیر کے اس کے باطل اور غلط ہونے کا جزم کرے اور اس کا انکار کرے، ورنہ تو وہ شخص بھی منجملہ انہی لوگوں میں شمار ہوگا، اور ان سب پر زندیق ہونے کا حکم لگے گا۔ اور علماء نے تصریح کی ہے کہ الہام احکام کو پہچاننے اور معلوم کرنے کے اسباب میں سے نہیں (احکام کو معلوم کرنے کے لئے وحی الٰہی درکار ہے جو نبیوں کے ساتھ خاص ہے الہام انبیاء کے ساتھ خاص نہیں) اور اسی طرح خواب بھی (جب کہ وہ نبی کا خواب نہ ہو) احکام کو معلوم کرنے کے اسباب میں سے نہیں خصوصاً ایسا خواب جو کتاب و سنت کے خلاف ہو، اور سید الطائفہ یعنی صوفیاء کرام کے سردار، اور ارباب طریقت و حقیقت کے امام حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے سب راستے بند ہو چکے ہیں بجز اس کے کہ رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر ہی خدا تعالیٰ تک رسائی ہو سکتی ہے۔ اور حضرت

Marfat.com

الطریقه والحقیقة جنید البغدادیؒ الطرق الموصلة الی الملك الجبار کلها مسدودۃ الا علی من اقتفی اثر الرسول صلی الله علیه وسلم، وقال من لم یحفظ القرآن ولم یقرأ الحدیث لا یقتدی به فی هذا الامر ای فی الصوفیة والکرامات، لان علمنا ومذهبنا مقید بالکتاب والسنة۔

جنید بغدادیؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کو قرآن کریم کا علم نہ ہو اور نہ حدیث نبوی اس نے پڑھی ہو تو وہ آدمی اس قابل نہیں کہ اسکی اقتدا کی جائے۔ صوفیہ کرام ایسے شخص کو اپنا مقتدا نہیں سمجھتے کیونکہ جنیدؒ نے فرمایا کہ ہمارا علم اور مذہب کتاب و سنت میں مقید ہے۔

وقال شیخه السری السقطی رح التصوف اسم لثلثة معان وهو الذی لا یطفی نور معرفته نور ورعه، ای لا یترك الورع ولا یتکلم بباطن فی علم ینقضه علیه ظاهر الکتاب ولا یحمله الکرامات علی هتك محارم الله تعالی، وقال ابو یزید البسطامیؒ لبعض صحابه قم بنا حتی ننظر الی هذا الرجل الذی قد شهر نفسه بالولایة فکان رجلاً مقصوداً مشهوراً بالزهد، فمضینا الیه فلما

اور حضرت جنیدؒ کے شیخ اور پیر حضرت سری سقطیؒ نے فرمایا ہے کہ تصوف تو تین باتوں کا نام ہے، ایک یہ کہ تصوف والا وہ ہوگا جس کا نور معرفت اس کے نور ورع کو بجھا نہ دے یعنی ورع اور پرہیزگاری کو جو شخص کسی وقت بھی نہ چھوڑے، اور دوسری بات یہ کہ جو ایسے باطنی علم سے گفتگو نہ کرے جو ظاہر کتاب و سنت کے منافی ہو۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ کرامات اس کو اس بات پر آمادہ نہ کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی پردہ دری کرنے لگ جائے (حدود شرع کی حفاظت کرنے والا اور شعائر دین کے احترام کو قائم رکھنے والا ہو)

اور حضرت ابو یزید بسطامیؒ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو ولایت اور بزرگی کے ساتھ مشہور کر رکھا ہے، وہ شخص ایسا تھا کہ لوگ اس کے پاس حاضر ہوتے رہتے تھے اور وہ زہد و پرہیزگاری کے ساتھ مشہور تھا۔

Marfat.com

خرج من بیته ودخل المسجد رمی بزاقه الی تجاه القبلة فانصرف ابویزیدؒ ولم یسلم علیه، وقال هذا رجل غیر مامونٍ علی ادبٍ من اداب رسول الله صلی الله علیه وسلم فکیف یکون ماموناً علی ما یدعیه من الکرامات العلیة، وقال لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یرتقی فی الهواء فلا تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ الحدود اداء الشریعة۔

(مزید فرماتے ہیں کہ) ہم گئے جب وہ شخص اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں داخل ہوا تو اس نے قبلہ رُخ تھوک دیا۔ ابو یزیدؒ وہاں سے ہی واپس پلٹ آئے اور انہوں نے اس شخص کو سلام تک نہ کیا اور فرمانے لگے کہ یہ شخص جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ایک ادب کی حفاظت نہیں کر سکا۔ اور ہم اس کو اسبارہ میں امین نہیں سمجھتے تو کرامات عالیہ کے سلسلہ میں ہم اسکو کیسے امین خیال کر سکتے ہیں جن کا یہ دعوی کرتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اگر تم دیکھو کہ کوئی شخص ایسا صاحب کرامات ہے کہ تمہارے سامنے ہوا میں اڑتا ہوا نظر آئے تو ہرگز اس سے دھوکہ نہ کھانا جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ خدا تعالی کے اوامر اور نواہی پر یہ پابند بھی ہے یا نہیں۔ اور حدود شریعت کی حفاظت کرتا ہے یا نہیں۔ اور شریعت کے احکامات کو پوری طرح ادا کرتا ہے یا نہیں۔

وقال ابو سلیمان الدارانیؒ ربما یقع فی قلبی النکتة من نکت القوم واهل التصوف ایاما فلا اقبل منه الا بشاهدین عدلین من الکتاب والسنة وقال ذوالنون المصریؒ من علامات المحب لله تعالی متابعة حبیبه صلی الله علیه وآله وسلم فی اخلاقه وافعاله واوامره وسنته، وقال بشر الحافیؒ

اور حضرت ابو سلیمان دارانیؒ نے فرمایا ہے کہ بسا اوقات میرے دل میں اہل تصوف کے نکات میں سے کوئی نکتہ کئی دن تک واقع ہوتا رہتا ہے۔ لیکن میں اس کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ دو شاہد عدل اس کی گواہی نہ دیں۔ یعنی قرآن و سنت کے ساتھ جب تک مطابق نہ ہو قبول نہیں کرتا۔ اور حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے محب کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالے کے حبیب پاک حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کرنے والا ہو۔ آپ کے اخلاق افعال اور اوامر ہیں اور آپ کی سنت کا پیروکار ہو۔ حضرت بشر حافیؒ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا اے بشر تم جانتے ہو کہ اللہ تعالی نے

Marfat.com

رئیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فی المنام فقال لی یا بشرُ ھل تدری لم رفعک اللہ بین اقرانک قلت لا یا رسول اللہ، قال باتباعک لسنّتی وخدمتک الصالحین ولنصیحتک اخوانک ومحبتک لاصحابی واھل بیتی، ھو الذی بلغک منازل الابرار۔ وقال ابو سعید الخزازؒ کل باطن یخالفه ظاهر الکتاب فهو باطل۔

تمہیں اپنے ہمسروں پر اتنی رفعتُ بلندی کیوں عطا فرمائی ہے۔ بشرؒ کہتے ہیں میں نے عرض کیا حضور میں نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا اس لئے تم کو خدا نے رفعت عطا فرمائی کہ تم میری سنّت کا اتباع کرتے ہو۔ اور صالحین کی خدمت کرتے ہو۔ اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کرتے ہو۔ اور میرے صحابہؓ اور اہل بیتؓ سے محبت کرتے ہو۔ اسی چیز نے تمہیں ابرار کی منزلوں تک پہنچایا ہے، اور حضرت ابو سعید خرّازؒ نے فرمایا کہ ہر ایسا باطن جو ظاہر کتاب اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مخالف ہو وہ باطل ہے[۱]۔

وقال محمد بن الفضلؒ ذهاب الاسلام من اربعة لا یعملون بما یعلمون وهم العلماء السوء ویعملون بما لا یعلمون وهم المشائخ الجهال ولا یتعلمون ما یعملون وهم العوام الجهلة والناس من التعلم یمنعون وهم المتزینون بزینة المشائخ

اور حضرت محمد بن فضلؒ نے فرمایا ہے کہ اسلام کا زوال ان چار طبقات کی وجہ سے ہوا ہے۔ پہلا گروہ ان لوگوں کا ہے جو عمل نہیں کرتے اس کے مطابق جو جانتے ہیں اور یہ علماء سوء کا گروہ ہے، دوسرے وہ لوگ ہیں جو عمل کرتے ہیں لیکن علم ان کے پاس نہیں اور یہ جاہل مشائخ کا گروہ ہے۔ تیسرے وہ لوگ علم ہی نہیں حاصل کرتے جس کے مطابق وہ عمل کرسکیں اور یہ جاہل عوام کا گروہ ہے۔ اور چوتھے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو علم حاصل کرنے سے روکتے ہیں اور یہ وہ بگڑے ہوئے اور مفسد لوگ ہیں جو مشائخ کے لباس میں نمودار ہوتے ہیں یعنی خود ساختہ

---

[۱] حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی اپنی کتاب معارف لدنیہ میں فرمایا ہے کل حقیقة ردّته الشریعة فهی زندقة یعنی ہر ایسی حقیقت جس کو شریعت نے تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کا رد کیا ہے تو وہ زندقہ ہے)۔

۱۲ سوانی

الفاسدين المسددين، انتهى
ما قال الجنيد البغدادي
المخلو ايها العاقل الطالب
للحق ان هؤلاء عظماء المشائخ
عملاً، وعلماء الطريقة وكبراء
ارباب السلوك الى الله تعالى
والحقيقة وكلهم يعظمون
الشريعة الشريفة ويبنون
علوم الباطنة على السيرة
الاحمدية والملة الحنيفية
فلا يغرنك الطامات و
داهية الجهال المتنسكين
والمتعبدين وشطحهم
الفاسدين المفسدين
الضالين المضلين لغيرهم
بعد ان كانوا زائغين عن
الشرع القويم ومائلين
عن الطريق المستقيم خارجين
عن مناهج علماء الشريعة
ومارقين عن مسالك
مشائخ الطريقة۔

پیر، یہ سب گروہ اسلام کے زوال کا باعث ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا کلام یہاں تک ختم ہوا۔ اے عقلمند اور طالب حق دیکھو یہ بڑے بڑے مشائخ عظام ہیں۔ اور علماء طریقت اور ماہرین سلوک و حقیقت ہیں یہ سب کے سب شریعت غراء کی کس طرح تعظیم کرتے ہیں۔ اور اپنے علوم باطنہ کو کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک، اور ملت حنیفیہ پر قائم کرتے ہیں پس تمہیں فریب میں نہ مبتلا کریں، طامات (تصوف کے یہ بلند بانگ اشارات) اور جاہل عباد گزار اور ان کی شطحیات (خلاف ظاہر سکر کی حالت میں نکلی ہوئی باتیں) جو خود بگڑے ہوئے ہیں، اور دوسروں کو بھی گمراہی میں مبتلا کرنے والے ہیں، جب کہ یہ لوگ شریعت سے کجروی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور صراط مستقیم سے منحرف ہیں۔ اور علماء شریعت کے راستہ سے الگ ہیں۔ اور مشائخ طریقت کے راستے سے باہر نکلے ہوئے ہیں تو ان کی کسی بات سے فریب نہ کھانا۔

فالويل كل الويل لهم ولمن تبعهم
او حسنوا امورهم فهم قطاع

پس تباہی اور ہلاکت ہے ان کے لئے اور ان کے پیروکاروں کے لئے اور ان کے لئے جو ان کی تحسین کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ

Marfat.com

طريق الله تعالى على العابدين يلبسون الحق بالباطل ويكتمونه وهم يعلمون، ولا يبلغ ولي درجة النبي ولا حيث يسقط عنه الامر والنهي، والنصوص تحمل على ظواهرها ان امكنت والعدول عنها الى معان يدعيها اهل الباطن وردها استكبارا وعنادا و استحلال المعصية والاستخفاف بالشريعة واليأس من رحمة الله والامن من عذابه و سخطه وتصديق الكاهن بما يخبر من الغيب كله كفر، فعليكم باتباع ما ورد القرآن به او السنة بعد العلم بالناسخ والمنسوخ لانه لا يجوز العمل بالمنسوخ وذلك يعلم من اقوال المجتهدين واتباع اقوالهم وافعالهم لانها سند لا باقوال المشائخ وافعالهم واقوالهم اذ لا سند بها الا اذا كانت موافقة لواحد منها۔

راہ خدا کے ڈاکو ہیں، جو عبادت گذاروں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ اور باطل کو حق کے ساتھ ملاتے ہیں، اور دیدہ و دانستہ حق پوشی کرتے ہیں۔ (اور یہ بات یاد رکھنی چاہیئے) کوئی ولی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا، اور نہ کوئی شخص اس مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے کہ اس سے امر و نہی ساقط ہو جائے اور یہ بھی کہ قرآن و سنّت کی نصوص جب تک ممکن ہو ظاہر پر ہی محمول کی جائیں گی۔ اور ان کے ظاہری مفہوم سے جو متبادر ہو اس کو چھوڑ کر ایسے معانی کی طرف رجوع کرنا جن کے یہ باطل پرست مدعی و عویدار ہیں کسی طرح درست نہ ہوگا۔ اور نصوص کو رد کرنا تکبر اور عناد سے اور کسی گناہ کو حلال سمجھنا اور شریعت کا استخفاف کرنا (شریعت کی بات کو حقیر سمجھنا) اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جانا اور خدا تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی سے بے فکر ہو جانا اور کاہن جو غیب کی خبریں بتاتے ہیں ان کی تصدیق کرنا۔ یہ سب باتیں کفر ہیں۔

پس تم پر لازم ہے کہ اُس بات کا اتباع کرو جو قرآن کریم اور سنت نبوی سے ثابت ہے، یہ جان لینے کے بعد کہ اس میں ناسخ کون سا حکم ہے اور منسوخ کونسا ہے۔ کیونکہ منسوخ حکم پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اور اس کا علم مجتہدین کرام کے اقوال سے ہوگا۔ اور انہی کے اقوال و افعال کا اتباع قابل سند ہے نہ کہ مشائخ کے اقوال و افعال کہ وہ سند نہیں جب تک قرآن و سنّت کے ساتھ موافق نہ ہوں۔

Marfat.com

لان احوالهم وافعالهم واقوالهم تغرُ في لغزٍ، الاترى الی ان اباعلی قلندرؒ کان شاربه طویلا ودابه کان کذالك لیفر الناس لمخالفة الشریعة وان وجدت الروایات لکنها ضعیفة، وللکمل یکفی هذ الفدا من مخالفة الشریعة لکونه خطأً فیوما من الایام حضر فی مجلس قاضی شهاب الدینؒ فامرہ بقطع الشارب، فقال له ان اطقت فاقطع فامر القاضی ابنه بالقطع واعطی المقراض له فلما مد یدہ الی شاربه مات فامر ابنه الثانی بقطعه واعطی له المقراض فمد یدہ الیه فمات ایضا حتی مات له سبعة ابناء ثم اخذ المقراض بنفسه فی یدہ وقطع شاربه وجری من شاربه الدم، فقال له مرحباً امتحنت لدینك فان تمنت دعوت الله عزوجل لیحیی ابنائك

کیونکہ ان مشائخ کے احوال وافعال اور اقوال بعض اوقات ایک معمہ اور چیستان کی طرح ہوتے ہیں، جو اتباع کے لائق نہیں ہوتے کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ حضرت ابو علی قلندرؒ کی مونچھیں ہمیشہ دراز ہوتی تھیں، اور انہوں نے اپنی عادت یہی بنا رکھی تھی تاکہ لوگ ان کو مخالف شریعت سمجھ کر ان سے دور بھاگیں، اس سلسلہ میں کچھ روایات بھی پائی جاتی ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اعتماد کے لائق نہیں۔ لیکن کامل لوگوں کے لئے اتنی بات کافی ہے شریعت کی مخالفت کے لئے کیونکہ یہ غلطی ہے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ قلندر صاحبؒ قاضی شہاب الدینؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ قاضی صاحب نے حکم دیا کہ یہ مونچھیں کاٹ دو۔ قلندر صاحب نے کہا کہ اگر تم طاقت رکھتے ہو تو کاٹ ڈالو۔ قاضی صاحب نے اپنے بیٹے کو قینچی دے کر حکم دیا کہ کاٹ ڈالو، اس نے جب ہاتھ آگے بڑھایا تو مر گیا، پھر قاضی صاحب نے اپنے دوسرے بیٹے کو حکم دیا، وہ بھی اسی طرح مر گیا۔ حتیٰ کہ یکے بعد دیگرے سات بیٹے قاضی صاحب کے مر گئے، پھر قاضی صاحب نے خود قینچی لی اور ہاتھ بڑھا کر قلندر صاحب کی مونچھوں کو کاٹا، تو ان سے خون بہنے لگا۔ قلندر صاحب نے قاضی صاحب کو مرحبا اور آفرین کہی کہ تمہارا دین میں امتحان لیا گیا۔ تم اگر کہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تمہارے بیٹوں کو زندہ کر دے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ نہیں میرے بیٹوں کے لئے یہ سعادت مندی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ یہ زبان کی تلوار کے سامنے شہید ہوئے ہیں جس طرح لوہے کی تلوار کے سامنے شہید ہوتے ہیں۔

Marfat.com

فقال لا، السعادة لهم فو تلوا
فی سبیل اللہ تعالیٰ واستشهد
بسیف اللسان کما یستشهد
احد بسیف الحدید۔
وفی ذخیرة الملوك لو احتسب
عالم من احد فقتل العالم
فشهادته اعلیٰ من شهادة
الحسنؓ والحسینؓ و اسفل
من شهادة حمزةؓ۔ وفی
بهجة الاسرار بینما اشتغل
ابو یعقوب یوسف الهمدانیؒ
فی السماع فجاء الفقهاء الیه و
منعوه عن السماع فغضب علیهم
وقال اماتکم الله فماتوا هناك
فعلم ان جواز الشیئ وعدمه
یعلم من الفقه، واذا منعه
الفقهاء مع کونه خواجة الوقت
علم انه یجوز لهم ان یشربوا
کاس الشهادة فی الامر بالمعروف
والحکم الشرعی لا یرتفع
بالامر الخارق للعادة، وذکر
الحامد انه جاء عند استاذ
یوما فقیر فی لباس صوف

اور کتاب ذخیرۃ الملوک میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی عالم احتساب (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) کرتے ہوئے مارا جائے تو اس کی شہادت کا درجہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی شہادت کے درجہ سے اعلیٰ ہوگا اور حضرت حمزہؓ کے درجہ شہادت سے کم ہوگا۔

اور بہجۃ الاسرار میں درج ہے کہ حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانیؒ سماع میں مشغول تھے۔ فقہاء آئے اور انہوں نے ان کو سماع سے منع کیا۔ وہ غصے میں آگئے اور ان فقہاء کے حق میں بد دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تم کو مار دے، وہ سب مر گئے۔

اس سے معلوم ہوا جواز کا علم تو فقہ سے ہی ہو سکتا ہے (جو قرآن وحدیث کی تشریح ہے) اور جب فقہاء کرام نے ان کو منع کیا باوجود اس کے کہ وہ اپنے وقت کے کامل بزرگ تھے۔ تو ان فقہاء کرام کے لئے امر بالمعروف کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر لینے کا پتہ چلا۔ باقی اگر خارق عادت (کرامت وغیرہ) ظاہر ہو تو اس سے حکم شرع اٹھ نہیں سکتا۔ وہ اپنی جگہ قائم رہے گا۔

اور حضرت حامد القاریؒ نے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے استاذ کے پاس ایک ہیبت ناک شکل وصورت میں اون کا لباس پہنے ہوئے ایک فقیر آیا۔ استاذ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے، اس فقیر نے کہا مجھے بھنگ پلا دو۔ استاذ نے ایک شاگرد کو حکم دیا کہ بھنگ کوٹنے کا آلہ (روری ڈنڈا) لاؤ۔ شاگرد بادل ناخواستہ لایا۔ پھر استاذ نے اپنے ہاتھ سے کوٹ کر اسکو پلا دی۔

Marfat.com

مهيب الصورة والشكل
ثائر الراس فقام الاستاذ
لتعظيمه فقال الفقير اشربني
بنجا فقال الاستاذ لاحد
من تلاميذه ليذهب
ويأتي بآلة لدق البنج فجاء
بها مع كراهة ثم دقه الاستاذ
بيده واشربه ؛
فلما ترخص الفقير وذهب
اجتمعت التلاميذ كلهم
فقالوا للاستاذ ما فعلتم هذا
الامر الشنيع فان العوام
يشتغلون به حينئذٍ
فقال الاستاذ نعم انتم
ينبغي لطالب العلم ان
يتقوى على الشريعة والطريقة
المستقيمة والحنيفية
النبوية ، فقال بعضهم
لما كان حالكم كذالك
فكيف لا يكون حالنا هذا -
فقال الاستاذ كان في هذا
سرًا لا تعلمون فقال ذالك

جب اس فقیر نے رخصت کے لئے اجازت طلب کی اور
چلا گیا تو سب شاگرد جمع ہو کر استاذ سے کہنے لگے کہ آپ
نے یہ فعل شنیع کیوں کیا ہے کیونکہ عوام کو پتہ چلا تو وہ اسمیں
مشغول ہو جائیں گے۔ استاذ نے کہا کہ تم لوگوں کو واقعی اس
طرح شریعت اور طریقت اور ملت نبویہ حنیفیہ پر مضبوط
رہنا چاہیئے۔ شاگردوں نے کہا کہ جب آپ کی حالت
یہ ہے تو ہماری بھی حالت یہی ہوگی۔ استاذ نے کہا کہ
اس میں ایک راز ہے تم نہیں جانتے۔ تو شاگردوں نے کہا پھر
اسکو ظاہر کریں تاکہ دین میں فساد نہ ہو اور لوگوں کے لئے
بھنگ نوشی کی سند نہ ہو۔ تو استاد نے بتایا کہ وہ فقیر خضر
علیہ السلام تھے۔ اور یہ بوٹی بھنگ نہیں تھی بلکہ طوبیٰ کے
درخت کے پتے تھے۔ انہوں نے ایسا اس لئے کیا کہ ان کے
احوال ظاہر نہ ہوں۔ تو میں نے بھی اخفاء سے کام
لیا ہے[1]

[1] خضر علیہ السلام کا ظاہر ہونا اور طوبیٰ کے درخت کے پتے یہ سب عالم مثال کی چیزیں ہیں (باقی حاشیہ صفحہ ۱۸۰ پر)

Marfat.com

البعض فاظهر واذالک السر لئلا یکون فی الدین فساد و لا للناس سند، فقال ان ذالک الفقیر کان خضر علیہ السلام و ذالک البنج کان ورقا من شجرة طوبی، فعل ذالک الشرب لاخفاء احوالہ فلہذا اخفیت حالہ۔ و من اراد زیادة اطلاع علی ما ادعینا ہ فلیطالع رسالة للحافظ الحامد القاری اللاھوری وغیرہ رحمہ اللہ معنا الی یوم الدین۔

اور جو شخص اس سے زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو تو وہ حضرت حافظ حامد القاری لاہوریؒ کے رسالہ کا مطالعہ کرے۔

واعلم انہ ینبغی علی العامی ان لا یعمل بکل آیة لان بعض الایات ناسخ والبعض منسوخ ویجب العمل

خوب جان لو کہ ہر عامی آدمی کے لئے مناسب ہے کہ ہر آیت پر عمل نہ شروع کردے کیونکہ بعض آیات ناسخ ہیں اور بعض منسوخ ہیں۔ اور عمل ناسخ پر کرنا ضروری ہے منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں لیکن ایمان لانے کے سلسلہ میں دونوں قسم کی آیتیں

(صفحہ ۱۷۷ کا بقیہ حاشیہ) حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا ہے کہ خضر علیہ السلام اپنا دنیادی زندگی کا دور ختم کر چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں تو انکو عالم مثال میں متشکل کر دیتے ہیں اور وہ دنیا میں اپنے اس مثالی وجود کے ساتھ مختلف بزرگوں سے ملتے رہتے ہیں، اور مختلف باتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے) سلف میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں۔ آثار سے دونوں باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن کسی صحیح حدیث میں ان کی حیات کا ذکر نہیں، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا قطعی اور یقینی طور پر ذکر ہے۔ ۱۲ سواتی

Marfat.com

بالناسخ ولا یجوز بالمنسوخ وفی الایمان بهما سیان ولا بالحدیث الا اذا بین المفسرون والمجتهدون معانیها لان لکل آیةٍ وحدیث ظهرٌ وبطنٌ وکل یحتجون بها فلهذا اجتهد المجتهدون ومیزوا الناسخ عن المنسوخ، وبینوا المعانی الظاهرة والباطنة شفقة علی الخلق واداء للامر فیلزم علیهم ان یحتجوا فی المسائل من الکتب الفقهیة التی فی مذهب ابی حنیفة رح لیکون معتبرا، ولا یقطع القال، وفی دستور السالکین لوکان المقلد غیر المجتهد عالما لا یعرف قواعد الاصول و معانی النصوص والاخبار کان کالعامی لا یجوز له العمل بالنص والسنة بل علی الفقه۔

(ناسخ ومنسوخ) برابر ہیں۔ اور اسی طرح ہر حدیث پر بھی عمل کرنا مناسب نہ ہوگا ایک عامی آدمی کے لئے جب تک کہ مفسرین اور مجتہدین ان احادیث کے معانی بیان نہ کردیں۔ اور ان کو اپنی کتابوں میں درج نہ کریں کیونکہ ہر آیت اور حدیث کا ایک ظاہری مفہوم ہوتا ہے اور ایک باطنی مفہوم اور ہر ایک دونوں سے استدلال کرتے ہیں۔ اس لئے مجتہدین نے اجتہاد کیا ہے اور ناسخ ومنسوخ کو ایک دوسرے سے ممتاز کیا ہے اور معانی ظاہرہ اور باطنہ کو بیان کیا ہے لوگوں پر شفقت کرتے ہوئے اور جو چیز ان پر لازم تھی اسکو ادا کرتے ہوئے لہذا عوام کے لئے ضروری ہے مسائل کی تحقیق میں ان کتب فقہ سے استدلال کریں جو امام ابو حنیفہ رح کے مذہب میں معتبر ہیں اور دستور السالکین میں لکھا ہے اگر ایک مقلد جو مجتہد نہیں عالم ہونے کے باوجود اگر وہ اصول کے قواعد نہیں جانتا۔ اور نصوص واخبار کے معانی بھی جو کما حقہ نہیں جانتا اسکو بھی ہر نص اور ہر حدیث پر عمل کرنا درست نہ ہوگا بلکہ اسکو کتب فقہ پر اعتماد کرنا پڑے گا۔

وفی غایة البیان لما کانت الاحادیث الموضوعة کثیرة وظهرت بین الناس بعضها

اور غایة البیان میں ہے کہ جب بہت سی احادیث موضوعہ ہیں اور وہ لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں، اور بعض منسوخ ہیں بعض ناسخ ہیں۔ (ہر شخص کے لئے ان میں امتیاز کرنا مشکل ہے)

Marfat.com

ناسخ والبعض منسوخ فینبغی ان یعمل فی ھذا الزمان علی الفقه بعد امتیاز الراجح و المرجوح ویعمل علی الراجح و ان عمل علی المرجوح یکون ماخوذا فی یوم القیامة ، وفی فتح القدیر وجب علی العامی الاقتداء بالفقهاء فان سمع حدیثا لیس له ان یعمل به ، وفی البزازی لیس للعامی ان یعمل بالحدیث لعدم علمه بالمنسوخ والمؤول لان وظیفة الاستدلال یختص بالمجتهد لانه شانه ، وللعامی قول المجتهد والمراد من العامی ھھنا غیر المجتهد وان کان عالما کذا فی التلویح وجامع الرموز کذا فی

اس لئے فقہ پر عمل کرنا زیادہ مناسب ہے جب کہ راجح اور مرجوح کا امتیاز کر لیا جائے تو راجح پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ اگر مرجوح پر عمل کرے گا تو قیامت کے دن ماخوذ ہوگا۔

فتح القدیر میں ہے کہ عامی آدمی کے لئے فقہاء کی اقتداء واجب ہے۔ اگر کوئی حدیث سُن لے تو اس پر عمل نہ شروع کر دے۔

فتاوٰی بزازیہ میں ہے کہ عامی شخص کے لئے جب کہ اس کو ناسخ و منسوخ کا علم نہ ہو۔ اور جب تک اسکو حدیث کا مطلب معلوم نہ ہو۔ تو حدیث پر عمل کرنا مناسب نہ ہوگا۔ کیونکہ استدلال تو مجتہد کا کام ہے، عامی کا کام نہیں تو عامی کے لئے مجتہد کا قول مناسب ہوگا۔ اور عامی سے مراد غیر مجتہد ہے خواہ وہ عالم ہو، تلویح وجامع الرموز وغیرہ کتب میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔[1]

---

[1] یاد رہے کہ فقہ کی کتابوں سے بھی مراد وہ کتابیں اور فتاوٰی ہیں جو سلف و خلف میں مشہور و متداول ہیں اور جس پر سلف و خلف عمل کرتے رہے ہیں۔ ہر فقہ کی کتاب مراد نہیں۔ کیونکہ فقہ کی کتابوں میں بھی بعض غلط مرجوح اور ضعیف قسم کے مسائل ہیں۔ بہر حال علماء راسخین کی طرف ہر وقت رجوع کی ضرورت ہے۔ استاذ کے بغیر خود بخود مجتہد اور محقق بننے کا نتیجہ ہمیشہ گمراہی کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو دین کا صحیح فہم عطا فرمائے۔

۱۲ سواتی

Marfat.com

وغیرہ،

(۱۵) الشرک فی الذبح اوالبسملۃ

وھوان یقول الناجح عند الذبح بسم اللّٰہ واسم محمد اومحمد صلے اللّٰہ علیہ وسلّم مثلاً فالذبیحۃ میتۃ والذابح کافر کما ذکر فی کتب الفقہ لکونہ داخلاً فیما اھل بہ لغیر اللّٰہ۔

(۱۵) ذبح کے وقت شرک، یا بسم اللہ میں شرک کا بیان

ذبح میں شرک اس طرح ہوگا۔کہ ذبح کرنے والا شخص ذبح کے وقت یوں کہے بسم اللّٰہ واسم محمد (یعنی اللہ کے نام سے اور محمدؐ کے نام سے) یا یوں کہے کہ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے نام سے مثلاً (یا کسی اور کا نام لے) تو وہ ذبح کیا ہوا جانور مردار ہوگا۔اور ذبح کرنے والا کافر ہوگا۔جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے کیونکہ یہ ما اھل لغیر اللّٰہ میں داخل ہے اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے نام پر ذبح کیا ہوا (حدیث میں ہے لعن اللّٰہ من ذبح لغیر اللّٰہ یعنی اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اللہ کے سوا غیر کے لئے ذبح کیا)۔

(۱۶) الشرک فی الطیرۃ

الشرک فی الطیرۃ وھوان یذھب الی مقصودہ فصاح الکلب، اوابن آوی اولاقت امرأۃ، اوغیرھا۔فیرجع الی بیتہ معتقداً انہ لا یحصل المطلوب، وھو مردود وباطل بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الطیرۃ شرک قالہ

(۱۶) شگون لینے میں شرک کا بیان

شگون لینے میں شرک اس طرح ہوتا ہے کہ مثلاً کوئی شخص اپنے کسی مقصد کے لئے نکلتا ہے۔لیکن آگے راستہ میں کتے کی آواز یا گیدڑ کی آواز سن لیتا ہے یا کوئی عورت وغیرہ سامنے آجاتی ہے، تو واپس پلٹ جاتا ہے شگون لیتے ہوئے، اور یہ اعتقاد جما لیتا ہے کہ بس اب مقصد نہیں حاصل ہوگا۔یہ اعتقاد مردود اور باطل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے، آپ نے تین بار یہ فرمایا کہ شگون لینا شرک ہے۔نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت

Marfat.com

قاله ثلثا، وعن انسؓ ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال لاعدوی ولا طیرة ویعجبنی الفال قالوا وما الفال قال کلمة طیبة لاجل التبرک والتیمن، وکان رسول الله صلے الله علیه وسلم یعجبه اذا خرج لحاجته ان یسمع یا راشد یا نجیح وقوله علیه الصلوٰة والسلام لاهامة ولاعدوی، ولا طیرة، یعنی لاتاثیر لها بالاستقلال ومن العادی الاثری انه علیه السلام اثبت کون العیافة والطرق والطیرة من الجبت ای من الکفر باعتبار الاستقلال او من عمل الجبت فیکون المراد

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کی بیماری دوسرے کو لگنے کا اعتقاد بھی صحیح نہیں۔ اور شگون لینا بھی درست نہیں۔ البتہ مجھے فال پسند ہے، صحابہؓ نے عرض کیا حضور فال کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا کہ کوئی اچھا کلمہ کسی زبان سے سُن لے اور اس سے دل خوش ہو جائے۔ اور یہ محض تبرک کے لیئے ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سُبابات کو پسند فرماتے تھے جبکہ آپ باہر نکلتے تھے کہ آپ راشد یا نجیح جیسے نام سنیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہامہ[1] اور طرق اور طیرہ یہ جبت یعنی کفر کی باتیں ہیں۔ یعنی ان میں اگر کوئی مستقل تاثیر کا قائل ہوگا تو یہ شرک و کفر کی بات ہوگی۔ یا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ باتیں جبت کے عمل سے ہیں، اور جبت سے مراد شیطان ہے یعنی یہ باتیں شیطان کے اعمال سے ہیں، کوئی مومن آدمی ایسی باتیں نہیں کر سکتا۔

---

[1] امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ ہامہ سے مراد اُلّو ہے اسکو لوگ منحوس خیال کرتے ہیں کہ جب اُلّو کسی مکان پر آکر بیٹھ جائے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ بس اس گھر میں اب موت اور ویرانی واقع ہوگی، اور باقی محدثین فرماتے ہیں ہامہ جاہلیت کے زمانہ کے لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ میت کی ہڈیاں یا اسکی روح پرندے کی شکل میں متشکل ہو جاتی ہے۔ اور وہ آوازیں دیتی رہتی ہیں۔ اسکو لوگ منحوس خیال کرتے ہیں۔ یہ دونوں اعتقاد شرکیہ اور باطل ہیں۔ اور طرق کہتے ہیں سنگریزے وغیرہ پھینک کر غیب کی خبریں بتانا جیسا کہ کاہن لوگ کرتے ہیں، یہ سب شرکیہ افعال ہیں۔ ۱۲ سواتی

من الجبت الشيطان،
والطيرة في الاصل هو طير
ان يُطَيِّرَ للفال كما هو عادة
العرب فانهم يطيرون الطير
اذا ذهبوا الى غرض، فان
ذهب الى اليمين قالوا انه
مبارك والا فلا، فينصرفون
من الطريق، والطرق ضرب
الحجارة للتفول كما هو عادة
نساء العرب، والعيافة
الخبر عن مكان المسروق والسارق
فظهر ان الفال الذي يفعل
في زماننا مما يسمونه
فال القرآن او فال دانيال
او نحوها ليس من قبيل الفال
المحمود، بل من قبيل
الاستقسام بالازلام فلا
يجوز استعمالها ولا اعتقادها
حق-كيف وان فيها الخبر عن
الغيب والتطير بالقرآن
العظيم عياذا بالله- وانما
الفال التيمن والتبرك بالكلمة
الموافقة للمراد كالراشد

اور طیرہ (شگون) اصل میں پرندہ اڑانے کو کہتے ہیں جیسا کہ عربوں کی عادت تھی جب کسی کام کے لیئے جانا چاہتے تھے تو شگون لینے کے لئے پرندہ اڑاتے تھے اگر دائیں طرف اڑجاتا تو اسکو مبارک خیال کرتے اور چلے جاتے اور اگر بائیں طرف اڑجاتا تو اسکو منحوس خیال کرتے ہوئے پلٹ جاتے تھے۔ اور طرق پتھر پھینکنے کو کہتے ہیں، یہ بھی فال لینے کے لیے کیا جاتا تھا جیساکہ عربوں کی عورتوں میں یہ رائج تھا۔

اور عیافہ کہتے ہیں چوری اور چور کے بارہ میں خبر دینا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے زمانہ میں جو لوگ قرآن سے فال لیتے ہیں، یا جس کو دانیال پیغمبر علیہ السلام کا فال کہتے ہیں یہ پسندیدہ فال نہیں بلکہ یہ اسی طرح ہے جس طرح تیروں کے ذریعہ قسمت وغیرہ معلوم کی جاتی ہے، اس قسم کا فال نکالنا اور اسکو صحیح سمجھنا درست نہیں۔ اور یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے جب کہ اس میں غیب کی خبر بتلائی جاتی ہے اور قرآن کریم سے ویسے بھی فال نکالنا قرآن کی بے ادبی ہے جس سے برائی کی نسبت اور نحوست کی نسبت قرآن پاک کی طرف ہوگی العیاذ باللہ۔

جو فال جائز ہے وہ محض تبرک کے لئے کسی اچھے کلمہ کو سن لینا جو اپنے مقصد کے مطابق ہو۔ جیسا کہ راشد اور نجیح (ہدایت یافتہ اور کامیاب) وغیرہ۔ اور اسی قبیل سے ہے نیک اور صالح آدمیوں کو دیکھ لینا۔ اور متبرک ایام میں سفر وغیرہ اختیار کرنا، کیونکہ اس میں کسی غائب چیز پر حکم نہیں بلکہ محض خیر کا طلب کرنا اور خدا تعالے کی طرف سے بشارت کے حاصل ہونے کی امید ہے، جو پسندیدہ

Marfat.com

والنجم، ویلحق بها رؤیة
الصالحین، والایام الشریفه
کیوم الاربعاء بعد السبق
والخمیس والاثنین للسفر
ونحوها فلیس فیه الحکم علی
الغائب بل مجرد طلب الخیر
ورجاء حصول البشارة من
الله تعالی، والمستحب انما
هو الفال المذکور۔

وکهوان یفتحه وینظر فی
اول الصفحة ای حرف وافقه
وکذا فی سابع الورقة
السابعة فان جاء حرف
من الحروف المرکبة من
لتخلاکم حکموا بانه غیر
مستحسن، وفی سائر الحروف
بخلاف ذالك، وقال الکرمانی
لا ینبغی ان یکتب علی ثلاث
ورقات من البیاض اوغیر
ذالك، افعل، لا تفعل
اویکتب الخیر والشر ونحو
ذالك، فانه بدعة انتهی۔
وذکر فی المدارك ما یدل علی

اور مستحب فال ہے وہ یہی ہے۔

قرآنی فال کا طریقہ ——— جو لوگ قرآن سے فال نکالتے ہیں ان کا طریق یہ ہے کہ قرآن کو کھولنے کے بعد پہلے صفحے پر پہلا حرف کونسا ہے، اور اسی طرح ساتویں صفحے پر ساتویں سطر پر پہلا حرف کونسا ہے۔ اگر ان حروف میں سے کوئی حرف ان حروف (ل ت ث ح ل ا ك م) آگیا تو اسکو غیر مستحسن خیال کرتے ہیں اور ان کے ماسوا باقی حروف میں اس کے خلاف بہتر اور مبارک خیال کرتے ہیں۔ محدث کرمانی شارح بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ تین ورقوں پر افعل لا تفعل یا خیر و شر لکھ کر جو فال نکالتے ہیں یہ بدعت ہے۔

اور تفسیر مدارک میں جو مذکور ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح فال نکالنا نص سے حرام ثابت ہوتا ہے۔ یعنی سورۃ مائدہ کی یہ آیت حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ سے أَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ (کہ تیروں کے ساتھ تقسیم کرنا یا قسمت معلوم کرنی یہ بھی تم پر حرام قرار دیا گیا ہے) جو چاہے وہاں مطالعہ کرے۔

Marfat.com

انه حرام بالنص حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الی قوله وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ، من شاء فليطالعه، وقد صرح ابن العجمیؒ فی منسكه لا ياخذ الفال من المصحف فانهم اختلفوا فيه فكرهه البعض واجازه البعض، ونص المالكية علی تحريمه كذا فی الملحقات

اور ابن العجمیؒ نے تصریح کی ہے۔ اپنی کتاب منسک میں کہ قرآن کریم سے فال نہ نکالا جائے کیونکہ فقہاء کرام کا اس بارہ میں اختلاف ہے بعض نے اسکو مکروہ بتایا ہے۔ بعض نے جواز کا قول بھی کیا ہے۔ لیکن مالکیہ (امام مالکؒ کے پیروکار فقہاء کرام) نے اسکی حرمت کی تصریح کی ہے۔

ملحقات میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

(١٧) الشرك فی الاخبار

(١٧) اخبار میں شرک کا بیان

منها الشرك فی الاخبار كاخبار المنجم والكاهن، والعراف، فالمنجم ما يخبر بعلم النجوم بشئ والكاهن هو الذی يخبر بالخبر الاستقبال بدون العلامات والقرائن، ويدعی علم الاسرار فی المكان، وقيل الساحر والمنجم اذا ادعی العلم بالحوادث الآتية فهو مثل الكاهن، وفی معناه الرمال الضارب بالحصی، وما يعطی هؤلاء حرام بالاجماع، ولا يجوز اتباع من ادعی الالهام

ان شرک کی قسموں میں ایک قسم شرک فی الاخبار بھی ہے۔ جیسا کہ منجم، کاہن اور عراف کی خبریں۔ منجم تو وہ ہوتا ہے جو نجوم کے ذریعہ کسی چیز کی خبر بتائے اور کاہن وہ ہوتا ہے جو مستقبل کی خبریں بتاتا ہے بغیر علامات اور قرائن کے اور علم اسرار کا دعوی کرتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ساحر اور منجم اگر آنے والے حوادثات کے علم کا دعوی کرے، تو کاہن کی مثل ہوگا، اور یہی حکم رمال کا بھی ہے جو سنگریزے مارتے ہیں اور چیزوں کے انکشاف کا دعوی کرتے ہیں، (دست شناس بھی اسی حکم میں ہیں ہاتھ کی لکیریں وغیرہ دیکھ کر قسمت بتانے والے) اور ان لوگوں کو جو اجرت یا عطیہ انکے اس فن پر دیا جاتا ہے بالاجماع وہ حرام ہے۔ اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد جو شخص الہام کا دعویدار ہو اور الہام کے ذریعہ خبریں بتائے اس کا اتباع جائز نہیں، اسی طرح جو شخص حروف تہجی یعنی مفرد حروف کے علم کا مدعی ہو اس کا اتباع بھی جائز نہیں

Marfat.com

فیما یخبر بہ عن الرھا مات بعد
الانبیاء علیھم السلام، ولا
من ادعی علم الحروف المتہجاۃ
لانہ فی معنی الکاھن، انتہی
ما فی الملحقات، والعراف ھو
الذی یخبر عن المسروق ومکان
الضالۃ، وھو باطل لاشک
فیہ، من قال مطرنا بنوء کذا
وکذا فذلک کافر باللہ تعالی
مومن بالکواکب معتقد التاثیر
فھو کفر بالاتفاق، وقال علیہ
الصلوۃ والسلام من اتی کاھنا
فصدقہ بما یقول فقد برأ
مما انزل علی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم، وقال ما جعل اللہ
فی نجم حیاۃ احد ولا رزقہ
ولا موتہ وانما یفترون علی
اللہ الکذب ویتعاملون بالنجوم
قال فی الملحقات ثم ھولاء الذین
یفعلون ھذہ الافعال الخارجۃ
من الکتاب والسنۃ انواع
نوع اھل تلبیس وکذب
وخداع، الذین یظھرون لھم

کیونکہ یہ بھی کاہن کی طرح ہے۔ ملحقات کی عبارت یہاں تک ختم ہو گئی اور عراف وہ ہے جو مسروق اور گم شدہ چیزوں کا ٹھکانہ بتلائے۔ بلاشک یہ سب باطل ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ جس شخص نے یہ کہا ہم پر فلاں ستارے یا فلاں نچھتر کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ وہ شخص اللہ تعالے کے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں کے ساتھ ایمان لانے والا ہے۔ اور وہ اگر ان ستاروں کی تاثیر کا معتقد ہے تو بالاتفاق وہ کافر ہے۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اسکی بات کو اس نے سچا جانا تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہوئی شریعت اور دین سے بری اور بیزار ہو گیا۔ اور نیز یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالے نے کسی کی زندگی اور موت اور روزی ستارے کے ساتھ وابستہ نہیں کی ہے بے شک یہ لوگ اللہ تعالی پر جھوٹ باندھتے ہیں، اور ستاروں کے ساتھ یہ مختلف معاملات کو وابستہ کرتے ہیں۔

اور ملحقات میں مذکور ہے کہ یہ لوگ (کاہن نجومی وغیرہ) جو ان افعال کے مرتکب ہوتے ہیں، جو کتاب وسنت کے خلاف ہیں کئی قسم ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو تلبیس اور کذب اور دھوکہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جن ان کے مطیع ہیں۔ اور اس طرح یہ لوگوں کو ٹھگتے اور لوٹتے رہتے ہیں۔ اور بعض

Marfat.com

طاعة الجن له، او یدعی الحال من اهل الحال کالمشائخ المتصابین والفقراء الکذابین والصوفیة المکارین، ونوع منهم یتکلم فی هذه الامور علی سبیل الجد والحقیقة بانواع السحر، ونوع منهم یتکلم بالاقوال الشیطانیة والکشوف بالریاضات النفسانیة ومخاطبة رجال الغیب، ویاتی لهم خوارق یقتضی انهم اولیاء الله، وهولاء فی الحقیقة اخوان الشیاطین، ثم الحق ان رجال الغیب هم الجن لان الانسی لایکون دائما محتجبا عن ابصار الانس، وانما یحتجب احیانا، فمن ظن انهم من الانسی فمن غلطه اوجهله انتهی۔

ایسے ہیں جو حال کا دعویٰ کرتے ہیں یعنی یہ کہ ان پر خاص حال طاری ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے یہ اس حال میں لوگوں کے مختلف مشکلات کو جان جاتے ہیں اور ان کا حل کرتے ہیں، جیسا کہ بہت سے دھوکے باز پیر اور جھوٹے فقیر اور مکار صوفی کرتے رہتے ہیں۔

اور ایک قسم وہ ہے جو ان امور میں سنجیدگی سے باتیں کرتے ہیں اور نفسانی ریاضتوں کی وجہ سے کشف کے مدعی ہوتے ہیں اور رجال غیب کے ساتھ بات چیت کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور ان سے کبھی خرق عادت چیزیں بھی ظاہر ہوتی ہیں جن کی وجہ سے لوگ ان کو اولیاء اللہ کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں یہ لوگ اولیاء الشیطان ہوتے ہیں۔

رجال الغیب:۔ حق بات یہ ہے کہ رجال غیب درحقیقت جنات میں سے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ انسانوں کی نوع سے ہوں تو ان کا دائما یعنی ہمیشہ انسانوں کی نگاہوں سے حجاب میں رہنا درست نہیں ہاں اگر انسان احیاناً کبھی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں تو یہ بات قابل تسلیم ہے لیکن ہمیشہ نہیں۔ اب جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ رجال غیب انسانوں میں سے ہوتے ہیں اس نے غلطی سے یہ بات کہی ہے یا جہالت سے۔

یا طالب الحق دع عنک الکفر والشرک والتقلید لانه الاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن

اے حق کے طلبگار کفر اور شرک کو چھوڑ دو اور اسی طرح تقلید کو بھی ترک کر دو کیونکہ یہ تقلید تو دوسرے کی اقتداء ہے محض حسن ظن کی بنا پر بغیر کسی دلیل اور تحقیق کے اور یہ تقلید عقلاً بھی جائز نہیں

Marfat.com

من غیر حجۃ و تحقیق وذا لا یجوز فی العقائد بل لابد من نظر واستدلال ولو علی طریق الاجمال قال اللہ تعالیٰ "قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" والایات فیہ و فی ذم المقلدین فی الاعتقاد کثیرۃ وقد ذکرنا بعضہا۔ والاجماع منعقد علی وجوب النظر والاستدلال فالمقلد فی الاعتقاد آثم بترک الواجب علیہ وان کان ایمانہ صحیحا عندنا، واما التقلید فی الاعمال فجائز لمن کان عدلا مجتہدا

فان قیل یلزم منہ عدم جواز التقلید لاحد فی ہذا الزمان لعدم وجود المجتہد فی الاعمال ایضا۔

والجواب انہ لما انقطع الاجتہاد منذ زمان طویل انحصر معرفۃ المجتہد للمقلد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء الثقات فلا یجوز العمل بالنوادر

بلکہ ضروری ہے غور وفکر اور دلیل کا حاصل کرنا، چاہیے اجمالی طریقہ پر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سورۃ ہود آیت ۱۰۱ آپ کہہ دیں دیکھو آسمان و زمین میں کس قدر دلائل و نشانیاں ہیں۔ اور اس بارہ میں بہت سی آیات قرآنیہ موجود ہیں، اور اعتقاد میں تقلید کرنے والوں کی مذمت کے بارہ میں بھی بکثرت آیات موجود ہیں۔ بعض آیات ہم نے پہلے ذکر کر دی ہیں۔ اور سلسلہ پر اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے کہ نظر و استدلال واجب ہے اور اعتقاد میں تقلید کرنے والا گنہگار ہوگا۔ کیونکہ اس پر جو چیز واجب تھی (نظر و استدلال) اس کو اس نے ترک کر دیا اگرچہ ہمارے نزدیک ایسے شخص کا ایمان بھی صحیح ہوگا۔ باقی تقلید اعمال کے اندر تو وہ جائز ہے لیکن اس کی تقلید کرنا جو عادل اور مجتہد ہو۔

اعتراض ــــــ اگر یہ کہا جائے کہ اس زمانہ میں تو کسی کی تقلید اعمال میں بھی جائز نہ ہونی چاہیئے کیونکہ موجودہ دور میں مجتہد نہیں پائے جاتے۔

جواب ــــــ یہ ہے کہ بلاشبہ کافی زمانہ سے اجتہاد کا سلسلہ منقطع ہے۔ تو اس کی صحیح صورت یہ ہی ہو سکتی ہے کہ کسی مجتہد کی معرفت کے لئے کسی ایسی کتاب کا پایا جانا ضروری ہے جو ثقہ علماء کے درمیان متداول ہو۔ تو مقلد ایسی کتاب پر اعتماد کرکے اس مجتہد کی پیروی کرے گا۔ لیکن ایسی کتاب کا مشہور اور متداول ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ نوادرات پر عمل کرنا درست نہیں مگر ایسی صورت میں کہ اس نادر بات کی نقل کسی متداول کتاب میں بھی پائی جاتی ہو۔ تو پھر اس کتاب پر اعتماد کرتے ہوئے اس پر عمل کرنا درست ہوگا اس کے لئے جو شخص مطالعہ کر سکتا ہو

Marfat.com

لعدم الشهادة فی دیارنا
الا ان یوجد نقله فی کتاب
متداول فحینئذ یجوز اعتمادا
علی ہذا الکتاب مصحح لمن قدر
علی مطالعته واستخراجه
او اخبار عدل موثوق به
فی علمه فلا یجوز العمل بکل
کتاب ویقول کل من العلماء
انتہی ما ذکر فی السیرة الاحمدیة

اور مسائل کتاب سے نکال سکتا ہو۔ یا پھر کسی ایسے شخص کی خبر دینے پر اعتماد کرنا جس کا علم اور عمل قابل اعتماد ہو۔ اس لئے ہر کتاب پر عمل کرنا بھی جائز نہیں اور نہ ایسے شخص کی بات پر اعتماد کرنا درست ہے جس نے محض علماء کا لباس پہن رکھا ہو۔ یہاں تک سیرۃ احمدیہ میں جو بات مذکور تھی وہ ختم ہو گئی۔

(۱۸) الشرک فی التصور

(۱۸) شرک فی التصور کے بیان میں

منہا الشرک فی التصور، وہو
ان یذکر الله تعالیٰ بلا اله
الا الله مثلا ویحضر فی قلبه
صورة المرشد بان یعتقد
انه لا یحصل الکشف وغیره
بدون التصور وان المرشد
یعلم ویطلع بکماله وریاضته
ومجاهدته وفنائه فی الرسول
علی احواله حین التصور فہو
لا یجوز بل کفر کما قال شیخ
فخر الدین ابو سعید عثمان
بن سلیمان الجیانی الحنفیؒ
فی رسالته ناقلا عن البزازیة

اور ان شرک کی قسموں میں سے ایک قسم شرک فی التصور بھی ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے لا الہ الا اللہ کے ورد سے لیکن دل میں اپنے مرشد کی صورت کو حاضر کرتا ہے اور اس کا تصور کرتا ہے۔ اور یہ اعتقاد بھی رکھتا ہے کہ کشف وغیرہ بغیر اس مرشد کے تصور کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی کہ مرشد اپنے کمال اور ریاضت و مجاہدہ اور فنا فی الرسول ہونے کی بنا پر اس مرید کے احوال کو جانتا ہے اور ان پر مطلع ہوتا ہے جب بھی یہ مرید تصور کرتا ہے، تو ایسا تصور ناجائز ہے بلکہ کفر ہے جیسا کہ شیخ فخر الدین ابو سعید عثمان بن سلیمان جیانی حنفیؒ نے اپنے رسالہ میں بیان کیا ہے بزازیہ اور دوسری کتب فتاویٰ سے نقل کرتے ہوئے۔ کہ جس شخص نے یہ کہا کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہوتی ہیں اور وہ جانتے ہیں تو ایسا شخص کافر ہوگا، مائۃ مسائل میں بھی اسی طرح مذکور ہے، اور ایسا تصور مرشد شرک خفی ہے۔ اور یہ

Marfat.com

وغيرها من الفتاوى من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر انتهى كذا في مائة المسائل و هو شرك خفي مردود لقوله تعالى ولا يشرك بعبادة ربه احداً لان المراد به اعم من الشرك الجلي والخفي، ويدخل في الخفي الرياء والتصور المذكور مثلا وقوله تعالى "الا لله الدين الخالص" وقوله عليه الصلوٰة والسلام "الاحسان ان تعبد الله كانك تراه ولا شك ان من كان له هذه الحالة يكون في غاية من الهيبة والتعظيم، والخوف، والخشوع، والتضرع والاجلال، والحياء والشوق، والذوق، والمحبة، والانجذاب اليه تعالى وهذا مقام المشاهدة والاستغراق في بحر الذوق والحضور۔

باطل و مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے، سورہ کہف آیت آخری، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے، کیونکہ اس سے مراد عام ہے خواہ شرک جلی ہو یا خفی اور شرک خفی میں ریاء بھی داخل ہو جاتی ہے اور یہ تصور شیخ بھی۔ نیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی یہ باطل ٹھہرتا ہے، سورۂ زمر آیت ۳ سنو اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے اطاعت خالص، نیز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے جس میں احسان کا بیان فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسکو دیکھ رہے ہو۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہو تو یقیناً اس پر انتہائی درجہ کی ہیبت، تعظیم، خوف خشوع اور عاجزی اور اللہ کی عظمت اور حیاء اور شوق ذوق اور محبت اور اللہ تعالیٰ کی طرف کشش کے جذبات طاری ہونگے (وہ عبادت و ذکر کرتے وقت غیر کا تصور کس طرح کر سکتا ہے) اور یہ مقام مشاہدہ اور استغراق کا ہے، جب کہ بندہ بحر ذوق و حضور میں ڈوبا ہوا ہو۔

والاسفل منه مرتبة المراقبة وهي علم الله تعالى بحال العبد كما قال عليه السلام فان لم

اور اس سے نچلا درجہ مراقبہ کا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اس چیز کو عبادت کے وقت ملحوظ رکھے کہ اللہ تعالےٰ میرے حال کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر تم اسکو نہیں

Marfat.com

تكن تراه فانه يراك، لان في
هذه الصورة يوجد الخوف
والخشية والاحتياط في الحركات
والسكنات، والافعال والاحوال
والاداب والطمانية وعدم
الالتفات يمينا وشمالا، و
من احسن دينا ممن اسلم وجهه
لله وهو محسن رزقنا الله تعالى
وجعلنا منهم لا من الذين قيل
في حقهم ؎

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

وبالجملة العبادة على ثلاث
مراتب،

الاول :- ان يكون على قدر ما
يحصل له براءة الذمة ولا يجب
القضاء عليه باداء الفرائض
فقط، ولم يوجد فيه الرياء
وغيره فالا لا يكون حكمه كذالك
كما يجئ تفصيله۔

والثاني :- ان يحصل له رضا الله
تبارك وتعالى ويترتب له
عظيم الثواب الجزيل ويمتلي

دیکھ سکتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس صورت میں خوف و خشیت احتیاط بندے کے تمام حرکات و سکنات اور افعال و احوال و آداب میں پایا جائیگا۔ اور اطمینان حاصل ہوگا اور دائیں بائیں التفات نہ ہوگا۔ اور اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے تابع کر لیا۔ اور وہ نیکی کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ ہمکو بھی یہ بات نصیب فرمائے اور ایسے لوگوں میں سے ہی بنائے۔ نہ ان میں سے جن کے حق میں کسی شاعر نے کہا ہے سو

زباں پہ تسبیح اور دل میں گاؤ خر کا خیال (یعنی دنیا کے خیالات فاسدہ) ایسی تسبیح کیا اثر دکھائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کے تین مرتبے ہیں۔

پہلا مرتبہ ——— یہ ہے کہ عبادت اس درجہ پر ہو کہ بندہ فقط فرائض کو ادا کرے بغیر ریاء وغیرہ کے۔ اور وہ بری الذمہ ہو جائے۔ اسپر قضا واجب نہ ہو۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو اس کا حکم یہ نہ ہوگا جیسا کہ آگے تفصیل آتی ہے۔

دوسرا مرتبہ ——— یہ ہے کہ اسکو عبادت سے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو اور اس پر بڑا ثواب مترتب ہو۔ اور اس عابد کا دل ذوق عبادت سے پر ہو۔ اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے کہ ارکان و احکام شرائط و آداب و واجبات و سنن پوری طرح ادا کرے۔

Marfat.com

باطنه من ذوق العبادة وذالك
يكون باداء كل الاركان والاحكام
والشرائط والاداب والواجبات
والسنن۔

والثالث —— اعلى من الكل
وهو الاستغراق فى مشاهدة
المعبود الحق وحضور الذات
المقدس۔ وهو شرط كمال
بل علامة صحة الايمان والاسلام
لكن كل ذالك بالشرط المذكور
الا ترى الى الفقيه ابى الليث
انه حكم بكفر المرائى مع ان الرياء
ادون من التصور المذكور د
حبط العبادة التى ادى معه
ووجوب القضاء نعوذ بالله بل

تیسرا مرتبہ —— سب سے اعلیٰ ہے اور وہ معبود برحق کے مشاہدہ میں استغراق کا درجہ، اور ذات مقدس کے سامنے حاضری کا مرتبہ ہے اور یہ کمال کی شرط ہے یعنی بندے کے کامل ہونے کی شرط ہے بلکہ ایمان اور اسلام کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔ لیکن یہ سب اسی شرط کے ساتھ بغیر کسی قسم کے ریاء اور شرک کے ہو، کیا تم نے سنبات پر غور نہیں کیا کہ فقیہ ابو اللیث رحمۃ نے ریاء کاری کرنیوالے پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ باوجود اس کے کہ ریاء کاری تصوّر مذکور (یعنی شیخ کو حاضر و ناظر سمجھ کر اسکا تصوّر جمانے سے) کمتر ہے اور اس ریاء کی موجودگی میں جو عبادت ہوگی وہ ضائع ہوگی، اور اس کے ذمہ اسکی قضا واجب ہوگی، بلکہ یہ تصوّر تو ایسا ہے جیسا کہ اہل ہنود اپنے ٹھاکروں کی پرستش کرتے ہیں، کیونکہ اہل ہنود بھی اپنے ٹھاکروں کا تصوّر اسیطرح کرتے ہیں)۔ البتہ تصوّر شیخ اگر بطریق رابطہ ہو تو وہ بعض مشائخ کا معمول ہے اسکا حکم اس سے الگ ہوگا۔ ع

ع تصوّر شیخ بطور رابطہ کی مختصر اور ضروری تشریح ہم نے مقدمہ تحفہ ابراہیمیہ میں ذکر کردی ہے۔ وہاں ملاحظہ کی جاسکتی ہے حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ نے فرمایا ہے کہ سالک پر جب خیالات کا غلبہ ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے ذکر کے لئے دل جمعی حاصل نہیں ہوتی، تو ایسی صورت میں اس سالک کو اللہ تعالےٰ کے سامنے نہایت عاجزی سے دعا کرنی چاہیئے اور اپنے مرشد کی صورت کو سامنے لاتے ہوئے اسکی واسطہ سے امراض باطنی کے ازالہ کے لئے اللہ تعالےٰ سے التماس کرنا چاہیئے۔ اسکو شغل برزخ، شغل رابطہ اور تصوّر شیخ بھی کہتے ہیں۔ لیکن اسمیں شیخ کے حاضر و ناظر ہونے کا تصوّر نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہو تو یہ شرک ہوگا۔ بلکہ اپنے ذہن میں اس کا تصوّر کرتے ہوئے جب دلجمعی حاصل ہو جائے تو پھر اسکو ترک کر دے۔

۱۲ سواتی

Marfat.com

التصور من قبيل عبادة التماثيل كما كان الهنود يعبدون التماثيل فكذا هذا! نعم ان كان التصور بطريق الرابطة فهو معمول بعض المشائخ۔

(۱۹) الشرك فى التمائم والرقى

منها الشرك فى التمائم والعقد والسحر، والرقى، والتولة والكهانة، وهو مردود بقوله عليه السلام ليس منا من تطير او تطير له او تكهن او تكهن له، او سحر او سحر له، ومن اتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد صلى الله عليه وسلم وقوله عليه الصلوٰة والسلام من عقد عقدة ثم نفث فيها فقد سحر، ومن سحر فقد اشرك وقوله من علق تميمة فلا اتم الله له، ومن علق ودعة فلا ودع الله له، الودع خرزة تعلق لدفع العين، وقوله ان الرقى والتمائم والتولة

(۱۹) تعویز گنڈوں میں شرک کا بیان

شرک کی قسموں میں ایک قسم تعویذ کرنے اور دھاگوں میں گرہیں لگانے سے سحر کرنے، جھاڑ پھونک کرنے، محبت کے تعویذ کرنے اور کہانت میں ہوتا ہے۔ اس قسم کے تعویذ وغیرہ باطل اور مردود ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے، آپ نے فرمایا کہ وہ آدمی ہم میں سے نہیں جس نے شگون لیا یا جس کے لئے شگون لیا گیا۔ یا جس نے کہانت کی (غیب دانی کی خبر دینے کا دعوی کیا) یا جس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے سحر کیا یا جس کے لئے سحر کیا گیا۔ اور جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اسکی بات کی تصدیق کی تو اس نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جس نے گرہ لگا کر اس میں پھونکا تو اس نے سحر کیا۔ اور جس نے سحر کیا اس نے شرک کیا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جس شخص نے کوئی تعویذ لٹکایا تو خدا تعالے اسکی مراد کو نہ پورا کرے۔ اور جس نے کوئی منکا (کوڈی وغیرہ) لٹکایا تو خدا تعالے اسکی حفاظت نہ فرمائے۔ اور اسے نہ بچائے۔ اور ودع ایک قسم کا خرمہرہ ہوتا ہے جس کو نظر بد سے بچنے کے لئے

شرك، وهو شئ يضعهن النساء ليتحببن الى ازواجهن.

گلے میں لٹکاتے ہیں۔
اور نیز کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ بے شک جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے اور تولہ یہ شرک ہے۔ تولہ کہتے ہیں ایک خاص قسم کے تعویذ یا عمل جس کو عورتیں کرتی یا کراتی ہیں تاکہ ان کے خاوند ان سے محبت کریں لہ

وكون هذه الاشياء شركاً وكفراً مبنى على اعتقاد التاثير وعلم الغيب، والا فليس بكفر ولا شرك بل حرام في الاخيرتين التي شرط الاستعمال في ما يخالف الشرع والالفاظ الغير المفهومة المعاني، والا فلا جناح. فلهذا اتفقوا على ان كل رقية او عزيمة او قسم فيه شرك بالله، لا يجوز التكلم به، وكذا الكلام الذي لا يفهم معناه، لا يتكلم به لامكان ان يكون فيه شرك لا يعرف، ولهذا قال رسول الله

"لیکن ان چیزوں کا شرک اور کفر ہونا اس بنا پر ہوگا اگر مستقل تاثیر کا اعتقاد رکھے۔ یا کہانت وغیرہ میں اعتقاد رکھے کہ یہ غیب جانتا ہے۔ تو کفر اور شرک ہوگا ورنہ کفر و شرک تو نہ ہوگا البتہ یہ آخری دو باتیں حرام ہوں گی۔ اور تعویذات کے حرام ہونے کی شرط یہ ہوگی وہ ایسے کلام پر مشتمل ہوں جو شریعت کے خلاف ہے۔ یا ایسے الفاظ پر مشتمل ہوں جن کے معانی معلوم نہیں۔ اور اگر یہ نہ ہو تو پھر تعویذات حرام نہیں ہونگے۔ اسی لئے فقہاء اور علماء کا اتفاق ہے کہ ہر ایسا تعویذ یا عمل یا قسم جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہو وہ جائز نہیں اور اسی طرح جس کلام کا معنی نہ سمجھا جا سکتا ہو، اس کا بولنا بھی جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس میں شرک والی بات ہو جو ہمیں معلوم نہ ہو۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تعویذ یا جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس میں کوئی شرک والی بات نہ ہو صحاح میں اسیطرح مذکور ہے۔ پھر سحر کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اس میں کسی ایسی چیز کا انکار لازم آتا ہو جو ایمان میں شرط ہے تو

لہ جیسا کہ نہایہ ج ۱ ص ۲۰۰ میں ہے التولة ما يحبب المرأة الى زوجها من السحر وغيره. جعله من الشرك لاعتقادهم ان ذالك يؤثر ويفعل خلاف ما قدره الله تعالى۔ یعنی تولہ اس عمل یا سحر وغیرہ کو کہتے ہیں جو عورت کو خاوند کے لئے محبوب بنا دے۔ اسکو شرک اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ چیز اللہ کی تقدیر کے خلاف مؤثر ہوتی ہے۔ اس لئے اسکو شرک کہا گیا ہے۔ ۱۲ سواتی

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم لا باس بالرقی مالم یکن شرکا کذا فی الملحقات ثم السحران کان فیہ مالزم فی شرط الایمان فھو کفر، والا فلا، ولو فعل مافیہ ھلاک انسان او مرضہ او تفریق بینہ وبین امرأتہ، وھو غیر منکر شئی من شرائط الایمان لایکفر لکنہ یکون فاسقا ساعیا فی الارض الفساد فیقتل الساحر والساحرۃ لان علۃ القتل السعی بالفساد وھی یشتمل الذکر والانثی، واما اذا کان سحرا ھو کفر یقتل الساحر لا الساحرۃ لان علۃ القتل ھھنا ھی الردۃ والمرتدۃ لا تقتل کذا فی الملحقات۔

ایسا سحر یا جادو کفر ہوگا۔ ورنہ کفر نہ ہوگا۔ اور اگر اس میں کوئی ایسا عمل کرے کہ جس میں کسی انسان کی ہلاکت واقع ہو یا وہ بیمار پڑ جائے لیکن اس کے باوجود وہ سحر میں کسی ایسی چیز کا مرتکب نہ ہو جو ایمان کے شرائط میں خلل انداز ہو۔ تو یہ شخص اگرچہ کافر تو نہ ہوگا لیکن یہ فاسق ہو گا اور زمین میں فساد پھیلانے کا مرتکب ہوگا۔ لہذا ایسی صورت میں جادوگر اور ساحرہ دونوں کو تعزیراً قتل کیا جائیگا کیونکہ اس صورت میں علت قتل فساد ہے۔ اور اس میں دونوں عورت و مرد یکساں ہیں۔ باقی اگر کفر کی بنا پر ساحر کو قتل کیا جائیگا تو اس صورت میں صرف مرد کو ہی قتل کیا جائیگا۔ کیونکہ علت قتل کی اس صورت میں مرتد ہونا ہے۔ اور ارتداد کی صورت میں مرد کو ہی قتل کیا جاتا ہے عورت کو قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ اس کے لئے حبس کی سزا تجویز کی جائے گی جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے) ملحقات میں اسیطرح ذکر کیا گیا ہے۔

(۲۰) الشرک الاصغر

منھا الشرک الاصغر وھو الریاء وھو باطل، قال علیہ الصلوۃ والسلام ان اخوف ما اخاف علیکم بعدی الشرک الاصغر قالوا وما الشرک الاصغر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

(۲۰) شرک اصغر یعنی ریاء کا بیان

شرک کی قسموں میں سے ایک قسم شرک اصغر بھی ہے اور اس سے مراد ریاء ہے۔ شرک کی یہ قسم بھی باطل ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ زیادہ خوف میں جس چیز کا اپنے بعد تمہارے اندر محسوس کرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ شرک اصغر کیا ہے۔ فرمایا کہ ریاء۔ اللہ تعالیٰ ریاء کرنے والوں سے فرمائیگا۔ جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا۔ کہ جاؤ ان لوگوں

الرياء يقول الله عزّ وجلّ اذ
اجزى الناس باعمالهم اذهبوا
الى الذين كنتم تراؤن فى الدنيا
باعمالكم هل تجدون عندهم
جزاءً، وقال ان المرائى ينادى
يوم القيامة يا قاصر يا غادر
يا كافر يا خاسر ضلّ عملك
وحبط اجرك اذهب فخذ
اجرك ممن تعمل له، الا ترى
الى ما قال الله تعالى انا خير
شريك فمن اشرك معي شريكا
فى عمل فهو لشريكي، يا ايها الناس
اخلصوا اعمالكم فان الله
تبارك وتعالى لا يقبل من
الاعمال الا ما خلص له، ولا
تقولوا هذا لله وللرحم فانها
للرحم وليس لله فيها شئ و
لا تقولوا هذا لله ولوجوهكم
وليس لله فيها شيئ، ومعنى
الرياء جعل عبادة الله تعالى
الموضوعة لتعظيمه والتقرب
اليه، وسيلة الى غيرهما و
فيه قلب الموضوع وعكس المشروع

سے اپنا بدلہ تلاش کرو جن کے دکھانے کے لئے تم نے کام کیا ہے۔
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ریاکار کو قیامت
کے دن پکارا جائے گا، اس طرح کہ او کوتاہی کرنے والے غدار، او کفر
کرنے والے ناکام انسان تمہارے اعمال تو گم ہو چکے ہیں اور تمہارا اجر
ضائع ہو گیا ہے۔ ان سے جا کر اپنے عمل کا بدلہ تلاش کرو جن کے لئے
تم نے عمل کیا تھا۔ خدا تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے جس نے میرے ساتھ
شرک کیا اس عمل کو میں اس شریک کے لئے چھوڑ دوں گا۔ اے لوگو
اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف ان ہی اعمال کو قبول
فرماتا ہے جن میں اخلاص ہو۔ (شرک ریاء کے شائبہ سے پاک ہوں)
اور یوں بھی نہ کہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یہ رشتہ وقرابت
کے لئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ہوگا، بلکہ اسی قرابت کے
لئے ہوگا۔ اور یہ بھی نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور یہ تمہارے چہروں
کے لئے (یعنی تمہاری خوشنودی کے لئے) کیونکہ پھر ایسی صورت
میں اللہ تعالیٰ کے لئے تو کچھ بھی نہ ہوگا، وہ تو انہیں کے لئے ہوگا
جن کو اس نے خدا تعالیٰ کے ساتھ ساجھی بنالیا۔ یا جن کے دکھلاوے
کے لئے کیا۔ اور ریاء کا معنی یہ ہے کہ وہ عبادت جو اللہ تعالیٰ
کی تعظیم اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے مقرر کی گئی، اس
عبادت کو خدا کی تعظیم اور تقرب کے علاوہ کسی دوسری چیز کا وسیلہ
بنالے اس میں چونکہ موضوع کو پلٹ دینا ہے اور شریعت کے
برعکس کام ہے اور اس میں تلبیس اور دھوکہ دینا ہے لوگوں
کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ گویا اس عبادت سے خدا تعالیٰ
کی تعظیم مقصود ہے۔ اور اس کا قرب حاصل کرنا مدنظر ہے۔ حالانکہ
بات اس کے خلاف ہوتی ہے۔ بلکہ ان لوگوں کا قرب اور ان کی محبت

Marfat.com

وتلبيس باعلام الناس انه يقصد بالعبادة تعظيم الله تعالى والقربة اليه مع انه ليس كذالك بل يقصد التقرب بها اليهم، والتحبب لهم، فلو علموا نيته لمقتوه، وهجروه، والله تعالى عالم به فهو بالمقت اولى وفيه استهانة بالله تعالى عياذا بالله،

مد نظر ہوتی ہے جن کے دکھانے کے لئے یہ کام کر رہا ہے۔ پس اگر ان لوگوں کو پتہ چل جائے اسکی نیت اور ارادہ کا تو یقیناً وہ لوگ اس سے بغض و نفرت کرنے لگ جائیں اور اسکو ترک کر دیں۔ اور اس سے منہ نہ لگائیں۔ اور اللہ تعالیٰ جو سب چیزوں کو جاننے والا تو وہ بطریق اولیٰ ایسے شخص سے نفرت کرے گا۔ نیز اس میں اللہ تعالیٰ کی توہین بھی پائی جاتی ہے۔

واقل ما في الرياء صورة تلبيس وعبادة لغير الله فهذا كاف في التحريم، فلذا حرم كله وان تفاوت احاده في غلظة التحريم وخفته، والرياء بعمل الدنيا لا يحرم ان خلا عن التلبيس والتزوير ولم يتوسل به الى المنهي عنه واما الرياء بالعبادة فحرام كله بل ان كان في اصل العبادة كمن يصلي الفرض عند الناس ولا يصلي في الخلوة فكفر عند البعض قال في التاتارخانيه وفي الينابيع قال ابراهيم ابن يوسفؒ لو صلى رياءً فلا اجر له فعليه الوزر،

اور کم سے کم خرابی جو ریاء میں پائی جاتی ہے وہ تلبیس کی صورت ہے۔ اور غیر اللہ کی عبادت ہے۔ لہٰذا یہ وجہ اس کے حرام ہونے کے لئے کافی ہے۔ لہٰذا ریاء ہر قسم کی حرام ہے۔ اگرچہ اسکے افراد و جزئیات باہم شدید اور خفیف ہونے میں متفاوت ہیں۔ اور دنیا کے کاروبار میں ریاء حرام نہیں اگر تلبیس و تزویر یعنی مکاری اور فریب سے خالی ہو اور اسکو کسی ناجائز بات تک پہنچنے کا وسیلہ بھی نہ بنایا گیا ہو۔ لیکن عبادت کے اندر ریاء کاری ہر صورت میں حرام ہے۔ بلکہ اگر اصل عبادت میں ریاء کاری ہو مثلاً کوئی شخص فرض نماز لوگوں کے سامنے تو پڑھتا ہے لیکن خلوت و تنہائی میں نہیں پڑھتا تو ایسی صورت میں بعض کے نزدیک یہ کفر ہوگا۔ چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ اور ینابیع میں ہے کہ ابراہیم ابن یوسف فقیہؒ نے کہا ہے کہ اگر ریاء کاری سے نماز پڑھے گا تو اسکو کوئی اجر نہیں ملے گا۔ بلکہ اس پر گناہ لازم ہوگا اور اسکے ذمہ قضاء بھی اس کی واجب ہوگی۔ اور بعض فقہاء نے تو کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ جن لوگوں نے ریاء کار پر کفر کا فتویٰ دیا

Marfat.com

ویجب علیہ القضاء، وقال
بعضہم یکفر انتہی، وممن قال
بکفرہ الفقیہ ابو اللیث ذکرہ
فی تنبیہ الغافلین واغلظ
فیہ حیث جعلہ منافقاً
تاماً، فی الدرک الاسفل
من النار مع آل فرعون وھامان
واما تاثیرہ فی الطاعۃ فالمغلوب
ینقص اجرھا ولا یبطلھا،
والغالب، والمحض یبطلھا
ویلزم قضاؤھا لعدم النیۃ
وھی شرط فی کل عبادۃ۔ من
حیث انہا عبادۃ "انما الاعمال
بالنیات" "ولکل امرء مانوی"
وان اردت حقیقۃ الاطلاع
علی تعریف الریاء وتقسیمہ و
مابہ الریاء وفیما لہ الریاء،
والریاء الخفی وعلاماتہ و
احکام الریاء فعلیک بمطالعۃ
السیرۃ الاحمدیۃ فانہا کاف
وشاف لھذہ الامور،

ہے ان میں سے امام ابو اللیث فقیہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس بارہ میں سختی انتہائی کی ہے اور ریاء کار کو کامل منافق کہا ہے جس کی سزا جہنم کا نچلا گڑھا ہے۔ اور اس کا حشر آل فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔ باقی ریاء کی تاثیر طاعت کے اندر کیا ہوتی ہے سو اس کا حکم مختلف ہے اگر ریاء مغلوب ہو اور طاعت غالب ہو۔ تو پھر طاعت کا اجر کم ہوگا۔ لیکن طاعت بالکل باطل نہ ہوگی۔

لیکن اگر ریاء غالب ہو اور طاعت مغلوب ہو۔ یا ریاء محض ہو اطاعت سرے سے نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں اطاعت بالکل نہ ہوگی۔ اور اس شخص کے ذمہ اس اطاعت کی قضا لازم ہوگی کیونکہ اس صورت میں نیت ہی سرے سے نہیں پائی گئی جو کہ عبادت کے لئے شرط لازم ہے جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس کی نیت میں ہے۔ اگر تم ریاء کی پوری تعریف وحقیقت پر اطلاع چاہتے ہو۔ اور اس کی پوری قسمیں معلوم کرنا چاہتے ہو۔ اور یہ کہ ریاء کس طرح ہوتی ہے اور کن کن کاموں میں ہوتی ہے اور ریائے خفی کیا ہے اور اس کی علامات کیا کیا ہیں اور ریاء کے مفصل احکام معلوم کرنا چاہو تو کتاب سیرت احمدیہ کا مطالعہ کرو اس باب میں وہ کافی شافی ہے۔

الخاتمۃ

(فی کلمات الکفر وبیان فرق

خاتمہ

اس میں کلمات کفر گمراہ فرقوں کا بیان، بدعات، معاصی فواحش

Marfat.com

الضالة وانواع البدعات
والمعاصی والفواحش والرذائل
وعلاجها وبعض الفوائد)

اور رذائل کا بیان اور ان کا علاج ہے، اور بعض دیگر فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔

ولنختم هذه الرسالة ببعض
ما یکون کفراً، قال فی التاتارخانیة
من قال بحدوث صفة من صفات
الله فهو کافر، وفیها سئل عن قوم
"ذات باری جلت قدرته
محل حوادث می گویند" ما
حکمهم قال کافر شوند بے
شک، وفیها سئل عمن قال
بان الله عالم بذاته ولا نقول
له العلم، وقادر بذاته ولا
نقول له القدرة وهم المعتزلة
هل یحکم بکفره ام لا، قال الامام
محمد یحکم بکفره لانهم ینفون
الصفات ومن نفی الصفات
فهو کافر، وفیها ان من اعتقد
ان لله ایجاداً وهی الجارحة یکفر۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہم اس رسالہ (دلیل الشاکین) کو ختم کرتے ہیں بعض ان باتوں کے بیان کرنے پر جن کی وجہ سے کفر لازم آتا ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ کے مصنف نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی صفت کو حادث (نو پیدا یا نئی) کہا تو وہ شخص کافر ہوگا (کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات پاک قدیم ہے اسی طرح اسکی صفات بھی قدیم ازلی ہیں) نیز اسی تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ ان لوگوں کے بارہ میں دریافت کیا گیا جو ذات باری تعالیٰ کو محل حوادث (حوادثات کا محل اور مقام) کہتے ہیں انکے بارہ میں کیا حکم ہے تو جواب میں کہا کہ بے شک وہ لوگ کافر ہیں (کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات ہر چیز سے پاک اور منزہ ہے۔ اور جو محل حوادث ہوگا۔ اس سے ذات باری تعالیٰ کا حادث ہونا لازم آتا ہے تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا) تاتارخانیہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ ان لوگوں کے بارہ میں سوال کیا گیا جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے عالم ہے یعنی اپنی ذات کے ساتھ ہی چیزوں کو جانتا ہے، لیکن ہم اس کے لئے علم کی صفت نہیں مانتے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالے اپنی ذات سے قادر ہے لیکن ہم اس کے لئے صفت قدرت نہیں مانتے۔ ان لوگوں کا کیا حکم ہے اور یہ لوگ معتزلہ فرقہ ہے (جو ذات باری تعالے کے لئے صفات کو نہیں تسلیم کرتے۔ اور اپنے زعم فاسد کی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اس طرح پھر تعدد الٰہ لازم آئے گا) کیا ان لوگوں پر کفر کا حکم لگے گا

Marfat.com

یا نہیں۔ تو فرمایا کہ حضرت امام محمدؒ (امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد) حنفی امام نے فرمایا ہے کہ ایسا اعتقاد رکھنے والوں پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی صفات کے منکر ہیں (حالانکہ قرآن و سنت اور اجماع امت سے اللہ تعالیٰ کے لیے صفات ثابت ہیں جیسا کہ اٰمنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ میں اس کا اقرار کیا جاتا ہے اور یہ ایمان کے لیے شرط لازم ہے) اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کی صفات کے منکر ہیں اور ان صفات کی نفی اللہ تعالےٰ کی ذات سے کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔ نیز تاتارخانیہ میں یہ مسئلہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے پاؤں ثابت کرے یعنی وہ آلہ جس کے ساتھ انسان اور جانور چلتے پھرتے ہیں۔ تو وہ شخص کافر ہوگا۔

اور اسی تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالےٰ کا جسم ہے لیکن دوسرے اجسام کی طرح نہیں تو ایسا شخص بدعتی ہوگا (اللہ تعالےٰ پر جسم کا اطلاق خواہ وہ مبرا و منزہ ہی کیوں نہ ہو درست نہیں) اور اسی فتاویٰ میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں جانتا ہے۔ تو اگر اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مکان اور جگہ میں ہے تو وہ کافر ہوگا۔ لیکن اگر وہ کہتا ہے کہ میری مراد مکان نہیں بلکہ میں نے تو قرآن کریم اور احادیث کی حکایت کی ہے۔ کیوں کہ ان میں اس طرح مذکور ہے۔ تو ایسی صورت میں اس پر کفر نہیں لازم آئے گا لیکن اگر اس نے کچھ بھی نیت نہیں کی اور یہ لفظ کہا ہے تو اکثر فقہاء کرامؒ کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور کتاب التخییر میں لکھا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ کفر کا فتویٰ لگے گا۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اسی تاتارخانیہ میں یہ بھی مذکور ہے۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ نہ تجھ

وفیھا من قال بان اللہ جسم لا کالاجسام فھو مبتدع ولیس بکافر، وفیھا من قال ان اللہ تعالیٰ فی السماء عالم، ان اراد به المکان کفر، وان اراد به الحکایة عما جاء فی القرآن وظاهر الاخبار لا یکفر، وان لم یکن له نیة یکفر عند اکثرھم۔ وفی التخییر وھو الاصح وعلیه الفتوی، وفیھا لو قال "نہ مکانے ز تو خالی نہ تو در ہیچ مکانے" فھذا کفر، وفیھا رجل قال علم خدا در ہمہ مکان ہست ھذا خطا وفی النصاب الصواب

Marfat.com

لن يقول كل شئ معلوم لله تعالىٰ، وفيها رجل وصف الله بالفوق او بالتحت فهذا تشبيه بالاجسام وكفر، وفيها رجل قال يجوز ان يفعل الله تعالىٰ فعلاً لاحكمة فيه يكفر لانه وصف الله بالسفه وهو كفر۔

سے کوئی مکان خالی ہے اور نہ تو کسی مکان میں ہے۔ تو یہ کفر ہوگا۔ اور تاتارخانیہ میں یہ مسئلہ بھی مذکور ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کہے کہ خدا تعالیٰ کا علم ہر مکان میں ہے۔ تو یہ بات کہنی غلطی ہوگی (کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کو مکان میں مقید کرنا درست نہیں اس کا علم مکان اور تمام عوالم پر محیط ہے) اور کتاب نصاب میں ذکر کیا گیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس طرح کہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے (خواہ مکان ہو یا غیر مکان) اور تاتارخانیہ میں یہ مسئلہ بھی مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کو فوقیت تا تحتیت (اوپر کی جہت اور نیچے کی جہت) کے ساتھ موصوف کیا تو یہ اجسام کے ساتھ تشبیہ ہوگی اور یہ کفر ہے اور تاتارخانیہ میں یہ مسئلہ بھی مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ایسا کام بھی کرتا ہے جس میں کوئی حکمت نہ ہو تو یہ بھی کفر ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو سفہ (بے وقوفی اور عبث) کے ساتھ موصوف کیا جو کہ کفر ہے۔ (حالانکہ خدا تعالیٰ حکیم ہے اس کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا چاہے مخلوق کو اس کی حکمت معلوم ہو یا نہ ہو)

وفيها لو قال "خدائے بود و هيچ نبود وباشد و هيچ نباشد" فقد قيل الشطر الثانى من كلام الملاحدة فان ظنهم ان الجنة وما فيها من الحور العين للفناء وهو كفر عند بعض المشائخ وخطاء عظيم عند البعض، وفيها من انكر القيامة او النار او الجنة

اور اسی تاتارخانیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "خدا تعالیٰ تھا اور کچھ بھی نہیں تھا۔ اور خدا تعالیٰ رہے گا اور کچھ بھی نہیں رہے گا، تو کہا گیا ہے کہ اس کلام کا دوسرا حصہ ملحد لوگوں کا کلام ہے کیونکہ ملحد خیال کرتے ہیں کہ جنت اور اس کی نعمتیں اور حوریں وغیرہ جو اس میں ہیں وہ فانی ہیں، تو یہ کلام بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور بعض کے نزدیک بڑی غلطی ہے۔ (کیونکہ جنت اور اس کی نعمتیں فی الوقت موجود ہیں اور ان پر فنا نہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ رکھے گا) اور تاتارخانیہ میں یہ مسئلہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جس نے قیامت یا نفخ

او المیزان او الحساب او الصراط او الصحائف المکتوبة فیها اعمال العباد یکفر، وفیها من قال ان المیزان الواقع فی کتاب الله تعالٰی عبارة عن العدل فقط ولا یکون میزان یوزن به الاعمال فهو مبتدع لانه لم ینکر المیزان بل اوّله، ولیس بکافر، وفیها من انکر عذاب القبر فهو مبتدع لانه لم یجئ به نص قطعی و من انکر شفاعة الشافعین یوم القیامة فهو کافر لثبوتها بالدلائل القطعیة، وفیها من قال بتخلید اصحاب الکبائر فی النار ان لم یتوبوا فهو مبتدع وفیها لو انکر رویة الله تعالٰی بعد الدخول فی الجنة یکفر، وکذا لو قال لا اعرف عذاب القبر فهو کافر۔

جنت میزان، حساب اور صراط (پل صراط) اور ان صحائف کا جن میں بندوں کے اعمال درج ہوتے ہیں انکار کیا تو وہ کافر ہوگا۔ (کیونکہ یہ سب کتاب و سنت میں با دلائل مذکور ہیں) اور تاتارخانیہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ میزان جس کا ذکر کتاب اللہ میں ہے، اس سے مراد عدل ہے نہ کہ کوئی ترازو جس سے اعمال تولے جائیں گے۔ تو ایسا شخص بدعتی ہوگا کیونکہ اس نے میزان کا انکار تو نہیں کیا بلکہ اس کی تاویل کی ہے (اور یہ تاویل سلف کے خلاف ہے) اس لئے وہ مبتدع ہوگا اگرچہ کافر نہیں ہوگا۔ اور تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ جس شخص نے عذاب قبر کا انکار کیا تو وہ بدعتی ہے۔ کیونکہ اس کا ذکر کسی نص قطعی میں نہیں۔ اور جس شخص نے شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے انکار کیا کہ قیامت میں شفاعت نہیں ہوگی تو ایسا شخص بھی کافر ہوگا۔ شفاعت کا ثبوت قطعی دلائل کے ساتھ ثابت ہے۔ اور تاتارخانیہ میں یہ مسئلہ بھی ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ کبیرہ گناہ کرنے والے اگر توبہ نہیں کریں گے تو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے تو ایسا شخص اہل بدعت میں سے ہوگا۔ (کیونکہ تمام اہل سنت والجماعت مرتکب کبیرہ کے مخلد فی النار یا ہمیشہ جہنم میں رہنے کے قائل نہیں) اور اسی میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ جس شخص نے جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رویت و دیدار کا انکار کیا تو وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ نص قطعی کا منکر ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کہے کہ میں تو عذاب قبر کو نہیں جانتا۔ تو وہ بھی (بعض کے نزدیک) کافر ہوگا۔

(القدریة) — وفیها اکفار القدریة فی نفیهم کون الشر

فرقہ معتزلہ یہ — (منکرین تقدیر) اسی تاتارخانیہ میں قدریہ پر تکفیر کا حکم لگایا گیا۔ کیونکہ وہ شر کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے

Marfat.com

بتقدير الله تعالى وفى دعواهم ان كل فاعل خالق فعل نفسه

نہیں مانتے ۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں ۔ کہ ہر فاعل اپنے فعل کا خود خالق ہے (حالانکہ خالق تمام چیزوں کا اللہ تعالیٰ ہے بندہ کا سبب ہے)

(الكيسانية) ـــ ويجب اكفار الكيسانية فى اجازتهم البدء والندامة على الله تعالى، تعالى عنه علوا كبيرا،

(کیسانیہ فرقہ) ـــ اسی تاتارخانیہ میں کیسانیہ فرقہ کی بھی تکفیر کی گئی ہے ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ پر بدء (یعنی ایک نیا خیال جو پہلے ظاہر نہ ہوا ہو) اور ندامت کو جائز قرار دیتے ہیں (یعنی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنے کے بعد اس پر پشیمان ہو جاتا ہے العیاذ باللہ) ۔

(الروافض) ـــ واكفار الروافض فى قولهم برجع الاموات الى الدنيا قبل القيامة، وبتناسخ الارواح من بدن الى بدن، و انتقال روح الاله الى الائمة وان الائمة اثنى عشر آلهة، وبقولهم بخروج امام باطن وتعطيلهم الامر والنهى الى ان يخرج الامام الباطن، وبقولهم ان جبرئيل عليه السلام غلط فى الوحى الى محمد صلى الله عليه وآله وسلم لعياذا بالله، دون على ابن ابى طالب رض وهولاء خارجون عن ملة الاسلام، واحكامهم احكام المرتدين نيقتلون ان لم يتوبوا ويرجعوا الى دين الاسلام،

(روافض) ـــ اور روافض کی تکفیر بھی مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر کی گئی ہے ۔ ایک تو یہ وجہ ہے کہ وہ اس کے قائل ہیں کہ قیامت سے پہلے مرنے دوبارہ لوٹ کر دنیا میں آئیں گے ۔ (یہ بات نص قرآن کے خلاف ہے) اور دوسری وجہ یہ کہ وہ تناسخ ارواح کے قائل ہیں ۔ کہ روحیں ایک بدن سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہیں (یہی عقیدہ ہندوؤں کا ہے) تیسری بات یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کی روح ائمہ کی طرف منتقل ہوتی ہے ۔ اور نیز ائمہ اثنا عشر آلہہ ہیں ۔ اور نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک امام باطن خروج کرے گا ۔ اور اسکے خروج تک یہ سب امر ونہی کو معطل سمجھتے ہیں اور نیز ان میں سے ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جبرئیل امین علیہ السلام وحی لانے میں غلطی کی ۔ کہ وہ بجائے حضرت علی رض کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے (العیاذ باللہ) چنانچہ ان کے ایک شاعر نے بھی کہا ۔

جبرئیل کہ از خالق بے چون آمد ۔ در پیش محمد شد و مقصود علی بود

اور یہ تمام مذکورہ فرقے ملت اسلام سے خارج ہیں اور ان کا حکم مرتدین

Marfat.com

کا حکم ہے۔ ان کی سزا قتل ہے اگر یہ توبہ نہ کریں اور اسلام کی طرف پلٹ کر نہ آئیں تو واجب القتل ہیں۔

تکفیر الخوارج) — ویجب اکفار الخوارج فی اکفارھم جمیع الامۃ وقد سموا الاسلام کفراً، و ھذا کفر، و فی اکفارھم علیاً رض وعثمان بن عفان رض وطلحۃ رض وزبیر رض وعائشہ رضوان اللہ علیھم اجمعین

خوارج کی تکفیر — اور ضروری ہے کہ خارجیوں پر کفر کا حکم لگایا جائے۔ کیونکہ وہ سب امت کو کافر کہتے ہیں۔ اور انہوں نے اسلام کا نام کفر رکھ رکھا ہے، اور یہ خود کفر ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ حضرت علی رض، عثمان رض، طلحہ رض، زبیر رض، عائشہ صدیقہ رض اور ان کے گروہ کو کافر کہتے ہیں۔

(یزیدیۃ) — ویجب اکفار الیزیدیۃ فی انتظارھم نبیاً من العجم ینسخ ملۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، لانہ شریعۃ باقیۃ الی یوم القیامۃ بالدلائل القطعیۃ وقال اللہ تعالے "وخاتم النبیین"۔

(فرقہ یزیدیہ) — نیز ضروری ہے کہ یزیدیہ فرقہ پر کفر کا حکم لگایا جائے۔ کیونکہ وہ عجم سے ایک نبی کے نکلنے کے منتظر ہیں جو آکر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ملت کو منسوخ کرے گا (جیسا کہ بابی اور بہائی فرقہ ہے جن کا اعتقاد ہے کہ باب نے آکر تمام سابقہ آسمانی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے، کتاب مقدس کے ذریعہ اور اسی قسم کا خیال قرامطہ کے بعض فرقوں کا بھی تھا وہ اپنے پیشوا کے بارہ میں یہ اعتقاد رکھتے تھے ؎

بر داشت غل شرع بتائید ایزدی مخدوم روزگار علی ذکرہ السلام

یعنی ہمارے مخدوم و پیشوا نے شریعت کی تمام بندشیں اٹھا دی ہیں) یزیدیہ کی تکفیر اس لیے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تو قیامت تک کے لئے باقی رہنے والی ہے، اس کا ثبوت قطعی دلائل سے ہے خدا تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرما کر آپ کی نبوت و رسالت کو ابدی قرار دیا ہے۔ اس کے خلاف اعتقاد رکھنے والا کافر قطعی ہوگا۔ اور یہی حکم مرزائیہ قادیانیہ کا بھی ہے کیونکہ وہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے قائل ہیں تو ان کا عقیدہ بھی ختم نبوت کے خلاف ہے)۔

(بخاریۃ) — والبخاریۃ فی نفیہم صفات اللہ تعالیٰ واللہ سمیع بصیر، واللہ علی کل شیئ قدیر، وقولہم ان القرآن جسم اذا کتب وعرض اذا قرئ،

(بخاریہ فرقہ) — اور بخاریہ فرقہ کی تکفیر بھی ضروری ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی صفات قرآن کریم سے ثابت ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اللہ سمیع اور بصیر ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے نیز یہ بخاریہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن جب لکھا جاتا ہے تو جسم ہوتا ہے اور جب پڑھا جاتا ہے تو عرض (غیر قائم بالذات شیئ) ہوتا ہے۔ (حالانکہ قرآن کے بارہ میں یہی اعتقاد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے نہ جسم ہے نہ عرض)

(جبریۃ) — وفیہا واختلف الناس فی اکفار المجبرۃ فمنہم من اکفرہم، ومنہم من ابی عنہ، والصواب اکفار من لم یر للعبد فعلاً اصلاً لا خلقاً ولا کسباً، وانہ کالمکسر القلم، لانہ یستلزم ابطال التکلیف

(جبریہ فرقہ) — اور تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ جبریہ فرقہ (انسان کو مجبور محض سمجھنے والے) کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے ان کی تکفیر کی ہے۔ اور بعض نے تکفیر سے انکار کیا ہے ٹھیک بات یہ ہے کہ ان میں سے جو لوگ انسان کے بارہ میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ اسمیں فعل کی مطلقاً طاقت نہیں نہ خلق سے اور نہ کسب سے اور وہ شکستہ قلم ہے یعنی بے بس ہے اور وہ مجبور محض ہے تو اس کے بندے کے مکلف ہونے کا ابطال لازم آتا ہے۔ لہذا ایسے لوگ تکفیر کے اہل ہیں۔

(معمر) — وفی معمر فی قولہ ان الانسان غیر الجسد لان کونہ غیرہ یقتضی عدم کونہ مکلفاً۔ "ایحسب الانسان ان یترک سدی" وانہ حی،

(معمر) — (فرقہ معمریہ) کے بارہ میں بھی علماء کا اختلاف ہے ان کا اعتقاد ہے کہ انسان اس جسم (خاکی) کے علاوہ کسی اور چیز کا نام ہے۔ تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ انسان مکلف نہ ہو کیونکہ مکلف تو یہی جسم (مع الروح) ہے جس کو انسان کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سورہ قیامت آیت ۳۶ میں فرمایا ہے۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے

Marfat.com

قادر، مختار، وانه لیس بمتحرك ولا ساكن، ولا یجوز علیه شیئ من الاوصاف الجائزة علی الاجسام،

کہ وہ یوں ہی بے کار اور مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ اور انسان تو زندہ قدرت والا، اور اختیار رکھنے والا ہے، اور اگر اس معمر کی بات کو مانا جائے تو انسان نہ تو متحرک ہوگا نہ ساکن اور اس پر ان اوصاف میں سے کسی صنف کا اطلاق درست نہیں ہوگا جو اوصاف اجسام پر بولے جاتے ہیں۔

(قوم من المعتزلة) بقوم من المعتزلة بقولهم ان الله تعالی لایری شیئاً من الاشیاء، لمخالفته للدلیل القطعی، والله سمیع بصیر، ولا یری فی الاخرة۔

(معتزلہ کا ایک فرقہ) ـــــ اور معتزلہ کا ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے کسی چیز کو نہیں دیکھتا ہے یہ یہ لوگ بھی کافر ہیں کیونکہ نص قطعی کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ تعالی سمیع اور بصیر ہے۔ نیز ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ آخرت میں اللہ تعالے کا دیدار بھی نہیں ہوگا۔

(الشیطانیة) ـــ والشیطانیة الطاقی، وهو محمود بن النعمان المقلب بشیطان الطاق، فی قوله ان الله لایعلم شیئاً الا اذا اراده وقدره،

(فرقہ شیطانیہ) اور فرقہ شیطانیہ کی تکفیر بھی ضروری ہے۔ یہ فرقہ اپنے پیشوا محمود بن نعمان جس کا لقب شیطان الطاق ہے کی طرف منسوب ہے اس کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالی کو کسی چیز کا علم نہیں ہوتا جب تک کہ خدا تعالے کسی چیز کا ارادہ نہ کرے یا اسکو مقدر کرے تو پھر جانتا ہے ورنہ نہیں۔ (یہ فرقہ بھی کافر ہے علم خداوندی کے انکار سے)۔

(جهمیة) ـــ وفیها من یقول بقول جهم وهو ان علم الباری یتغیر، ویحدث، ویزعم ان ذالك لایقدح فی قدم الذات، فهو خارج عن الدین فلا یصلی علیه ولا یتبع جنازته،

(فرقہ جہمیہ) ـــــ فتاوی تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ جو جہم کے عقیدہ کا قائل ہوگا وہ بھی کافر ہے۔ جہم کہتا ہے کہ اللہ تعالی کا علم متغیر ہوتا ہے (یعنی بدلتا رہتا ہے) اور خدا تعالی کا علم حادث ہے یعنی پہلے نہیں تھا۔ اور نیز یہ کہتا ہے کہ ایسا کہنا خدا تعالی کی ذات کے قدیم ہونے میں کچھ نقص نہیں پیدا کرتا، ایسے عقیدے والا یقیناً دین سے خارج ہے، نہ اس پر نماز پڑھنی جائز ہے اور نہ اسکی جنازے میں شریک ہونا جائز ہے۔

(صنف من القدریة) واما

(قدریہ کا ایک فرقہ) ـــــ اور قدریہ (منکرین تقدیر)

Marfat.com

صنف القدرية الذين يردّون العلم، فكذالك كافر عندنا، وتفسير رد العلم انهم يقولون ان الله تعالى يعلم كل شيئ عند كونه، وكذالك كل شيئ يكون في المستقبل عند كونه ووجوده، واما الشيئ الذي لم يوجد في الماضي فانه لا يعلمه حتى يكون، فهولاء كفار لا نتزوج من نسائهم ولا نزوجهم ولا نتبع جنازتهم،

کا ایک گروہ ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم کو رد کرتے ہیں، یہ لوگ بھی ہمارے نزدیک کافر ہیں، علم کے رد کرنے کی تفسیر یہ ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے لیکن جب وہ چیز موجود ہو جائے تب پہلے نہیں جانتا۔ اور مستقبل میں جب چیز موجود ہوگی اس وقت اسکو جانے گا پہلے نہیں، یہ لوگ کافر ہیں، ان لوگوں کی عورتوں سے ہمارے لئے نکاح رشتہ کرنا جائز نہیں اور نہ ان کے جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے۔

(المرجئة) ـــــ واما المرجئة فان حزبًا منهم يقولون نرجي امر المومنين والكافرين اي نؤخره الى مشية الله تعالى فلا يحكم بنجاتهم من العذاب يغفر لمن يشاء من المومنين والكافرين، ويعذب من يشاء من المومنين، ويقولون له الاخرة خلقًا وملكًا كالاولى، فكما نرى يعذب من يشاء من المومنين في الدنيا وينعم من يشاء من الكافرين، وكذالك منه

(فرقہ مرجئہ) ـــــ اس فرقہ کے تین گروہ ہیں

(۱) ان کا اعتقاد ہے کہ ہم مومن اور کافر سبکو مشیت الٰہی کی طرف موخر کرتے ہیں، ان میں سے کسی پر عذاب سے نجات کا حکم نہیں لگاتے خدا جس کو چاہے بخشدے مومن ہو یا کافر اور چاہے تو مومن کو سزا دے، اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں آخرت اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور مملوک ہے جس طرح دنیا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں خدا تعالیٰ مومن کو سختی اور عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے اور کافروں میں سے جس کو چاہے انعام واکرام سے نواز دیتا ہے۔ اور یہ خدا کی طرف سے عدل ہے تو اسی طرح آخرت میں بھی مومن کو چاہے تو سزا میں مبتلا کرے اور کافروں کو نعمت سے نوازدے۔ یہ فرقہ مرجئہ کے کافر ہیں۔

(۲) اور اسی طرح مرجئہ کا دوسرا فرقہ بھی کافر ہے جن کا اعتقاد ہے کہ ہماری نیکیاں بہر صورت خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہیں اور

Marfat.com

عدل فی الدنیا فکذا فی الاخرة فیسوون حکمهما فهولاء ضرب من المرجئة کفار، وکذالک الضرب الاٰخر الذین یقولون حسناتنا متقبلة عنده تعالیٰ. وسیأتنا مغفورة، وان لم نتب منها۔ والاعمال لیست بفرائض ولا یقرون بفرائض الصلوٰة والزکوٰة، والصیام، وسائر الفرائض، ویقولون هذه فضائل من عمل بها فحسن و من لا فلا شیئ علیه، فهولاء ایضا کفار۔ واما الذین یقولون نرجی ونوخر امر المومنین العصاة الی الله تعالیٰ ولا ننزلهم جنة ولا نارا و لا نتبرأ منهم ولا نتولاهم فهم علی السنة فالزم قولهم وخذ به

اور ہماری برائیاں معاف ہیں اگرچہ ہم توبہ نہ کریں ان برائیوں سے۔ اور اعمال فرض نہیں۔ اور یہ فرقہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور تمام فرائض کا اقرار نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ نماز، روزہ وغیرہ سب فضیلت کی باتیں ہیں جو ان پر عمل کرے تو بہتر ہے اور جو نہ عمل کرے تو اس پہ کچھ بھی گناہ نہیں تو یہ لوگ بھی کافر ہیں۔

(۳) تیسرا گروہ مرجئہ کا وہ ہے جو کہتے ہیں کہ گنہگار مومنین کے معاملہ کو خدا کی طرف مؤخر کرتے ہیں نہ تو ہم ان کو جنت میں اتارتے ہیں اور نہ دوزخ میں، اور نہ ہم ان سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور نہ ان سے دوستانہ کرتے ہیں، خدا تعالیٰ کا جو بھی ان کے متعلق فیصلہ ہوگا وہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مرجئہ کا یہ تیسرا گروہ سنت کے مطابق ہے۔ ان کی بات کو ہی لازم پکڑو۔[1]

---

[1] حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو جن حضرات نے مرجئہ کہا ہے، وہ اس وجہ سے کہ امام رح اعمال کے درجہ کو ایمان سے مؤخر سمجھتے ہیں۔ یعنی ایمان کا جز نہیں خیال کرتے۔ اگرچہ اعمال بھی اپنی جگہ فرض اور ضروری ہیں، انکا منکر کافر اور ان کا تارک فاسق ہوتا ہے۔ لیکن اسکے باوجود ایمان کا جز نہیں، ایمان تصدیق قلبی کو کہتے ہیں۔ بعض غالی حضرات نے بد دیانتی سے امام کو مطلق مرجئہ میں شمار کرکے لوگوں میں گمراہی اور بدظنی پھیلانے کی ناکام کوشش کی ہے حالانکہ مرجئہ کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جن کے عقائد اور خیالات اہل سنت والجماعت کے عین مطابق ہیں۔ ۱۲ سواتی

Marfat.com

(الخوارج) — وأما الخوارج فمن لم يرد ثم لم يرهم شيئاً من كتاب الله تعالى وكان خطأهم على وجه التاويل يتاولون ان الاعمال ايمان اي اجزاء يفقد عند فقدها، ويقولون الصلوة ايمان وكذا الصوم والزكوة۔ وكذا جميع الفرائض كالحج والجهاد والطاعات ولو نفلا، فمن اتى بالايمان بالله تعالى وملائكته وكتبه ورسوله واليوم الآخر وجميع الطاعات، فهو مؤمن، ومن ترك شيئاً من الطاعات كفر ويقولون الزاني يكفر حين يزني والشارب الخمر يكفر حين يشرب، وكذا يقولون في جميع ما نهى الله عنه، ويكفرون الناس بترك العمل، فهؤلاء تاولوا واخطأوا في التاويل فدعهم مبتدعة تنكبوا بابك ولا تقل نصرتهم واجتنبهم بالشر ... لئلا يفتنونك بوسواسهم وخدائعهم

(فرقہ خوارج) ــــ بہرحال خوارج اگر اس گروہ میں سے ہوں کہ جن کی بات قرآن کریم کی کسی بات کو رد تو نہیں کرتی لیکن وہ لوگ اس کی تعبیر میں صریح غلطی کرتے ہیں۔ اور تاویل سے کام لیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہتے ہیں کہ اعمال ایمان ہے یعنی اعمال ایمان کے ایسے جزا ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں تو ایمان بھی نہ ہوگا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ نماز روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد اور تمام فرائض اور طاعات خواہ وہ نفل ہی کیوں نہ ہوں ایمان میں داخل ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کتابیں، رسول اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور تمام طاعات کو ادا کرے تو وہ مومن ہے۔ اور جو ان طاعات میں سے کسی چیز کو چھوڑ دے تو وہ کافر ہوگا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ زانی زنا کرتے وقت شرابی شراب پیتے وقت کافر ہوتا ہے۔ اور اسی طرح تمام منہیات کے ارتکاب سے کافر ہوتا ہے۔ اور یہ خوارج لوگوں کو عمل کے ترک سے کافر کہتے ہیں، پس یہ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے ایسی تاویل اختیار کی کہ جس کی وجہ سے یہ خطا اور غلطی میں پڑ گئے، لہٰذا یہ لوگ بدعتی ہیں کافر نہیں۔ تم ایسے خیالات اور اعتقادات سے گریز اختیار کرو، اور اپنے آپ کو بچاؤ کہیں یہ اپنے باطل وساوس سے تمہیں فتنوں میں نہ مبتلا کر دیں۔ اور جو لوگ موزہ پر مسح کو جائز نہیں سمجھتے تو یہ لوگ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اعراض کرتے ہیں یہ لوگ بھی ہمارے نزدیک بدعتی ہیں اس لئے کہ موزہ پر مسح کرنا مشہور حدیث سے ثابت ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو اپنی نماز میں امام مت بناؤ۔ اور اس کی تعظیم و توقیر بھی نہ کرو، کیونکہ جس نے بدعت والے کی تعظیم و توقیر کی اس نے اسلام کی عمارت کو گرانے میں مدد دی (حضرت امام ابو حنیفہ

Marfat.com

واما من لم یر المسح علی الخفین فقد رغب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو عندنا مبتدع لثبوتہ بالحدیث المشھور فلا تتخذہ اماما فی صلوتك ولا توقرہ لبدعتہ من وقر صاحب بدعۃ فکانما اعان علی ھدم الاسلام۔ وفیہ کفر عند البعض، ولا تختلف الید ولا تختلط معہ فان فیہ ترویجا لبدعتہ وھو صاحب بدعۃ انتھی۔

کا مقولہ ہے کہ شیخین کو یعنی ابوبکر و عمرؓ کو فضیلت دینا۔ اور ختنین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں داماد عثمان و علیؓ سے محبت کرنی اور موزہ پر مسح کرنا یہ اہلِ سنت والجماعت کا شعار اور علامت ہے) اور اسلام کو گرانے میں مدد دینا تو کفر کی بات ہے اس سے ایسے لوگوں کے پاس آمد و رفت بھی نہ رکھو اور نہ ان سے میل جول اختیار کرو۔ اگر ایسا کروگے تو اس سے ان کی بدعت کو رواج دینا ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ بدعت والے ہیں۔

اتباع دلائل الاربعۃ

دلائل اربعہ کا اتباع

علیك بالجد والتشمیر فی تحصیل الیقین بما ورد فی القرآن والسنۃ والاجماع وقیاس المجتھدین والاذعان بہ والتضرع والاستعانۃ باللہ لا بغیرہ، حتی لا یزل قدمك ولا یزال اعتقادك باضلال مضل وتشکیك مشکك، ودع عنك خرافات الجھال والعوام، فان بعض المتصوفۃ

اپنے اوپر لازم پکڑو کوشش اور مستعدی کو یقین حاصل کرنے کے لئے اس کے مطابق جو قرآن کریم اور سنت میں وارد ہوا ہے۔ یا اجماع اور مجتہدین کرام کے قیاس سے ثابت ہے اور اسی پر یقین کرو۔ اور صرف اللہ تعالےٰ کے سامنے ہی نیازمندی اور عاجزی اختیار کرو۔ اور صرف اسی سے ہی استعانت طلب کرو، کسی غیر سے نہیں تاکہ تمہارے قدم راہ راست سے پھسل نہ جائیں۔ اور تمہارا اعتقاد کسی گمراہ کرنے والے کی گمراہی سے یا شک ڈالنے والے کے شک سے متزلزل نہ ہو، اور چھوڑ دو جہال اور عوام کی خرافات کو کیونکہ بعض متصوفین (اپنے آپ کو تصوف کی طرف منسوب کرنے والے غلط کار لوگوں) نے اپنے پیر کی مدح کرتے ہوئے یہ

Marfat.com

حکی عن شیخه مرید اً مدحه مع ان هذا ذم محض ان واحداً من اقربائه بواسطة همة شیخه وتربیته یری الله تعالیٰ کل یوم مرة او مرتین، وان موسیٰ علیه السّلام معانه کلیم الله لم یتیسر له ذالك، وقیل له لن ترانی، وهذا الکلام ربما یسمعه الغافل بغتة یظن انه صحیح او یشك وهذا تفضیل لغیر النبی علی موسیٰ علیه السلام بل علی جمیع الانبیاء فان رویة الله تعالی اعلی المراتب واللذات المعنویة ولم یتیسر لاحد من الانبیاءِ فی الدنیا سوی نبینا علیه الصلوٰة والسّلام فی لیلة الاسراء، و قد اختلف فیها۔

نقل کیا ہے کہ اسکے بعض اعزہ اپنے شیخ کی ہمت و توجہ سے ہر روز اللہ تعالےٰ کو ایک یا دو بار دیکھتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے لیکن یہ دیدار ان کو بھی نصیب نہ ہوسکا اور انکو کہا گیا تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے، ہوسکتا ہے کہ کوئی بے خبر آدمی اس قسم کی بات کو اچانک سُنکر صحیح خیال کرے۔ یا وہ شک میں مبتلا ہو جائے۔ (لیکن ان باتوں کے باطل ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں) اس میں غیر نبی کو نبی پر فوقیت دی گئی ہے، صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی حال ہے کسی کو بجز ہمارے آقا خاتم النبیین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں دیدار الٰہی نہیں نصیب ہوا۔ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات یہ سعادت نصیب ہوئی ہے اگرچہ اس میں بھی بعض کا اختلاف ہے۔ (لیکن راجح بات یہی ہے کہ آپ کو رویت حاصل ہوئی ہے، جیساکہ حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب الخیر الکثیر میں بیان کیا ہے)

(النبی افضل من الولی)

وقد عرفت ان اعتقاد اهل السنّة والجماعت ان الولی لا یبلغ درجة النبی صلے الله علیه وسلّم فضلاً عن ان یتجاوزه

(نبی کا درجہ ولی سے افضل ہے)

اور تم اہل سنّت والجماعت کا اعتقاد معلوم کر چکے ہو کہ ولی کبھی بھی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ چہ جائیکہ اس سے آگے بڑھ جائے۔ شرح عقائد میں مذکور ہے کہ ولی کو نبی پر فضیلت دینی کفر اور گمراہی ہے۔ شرح مقاصد اور شرح مواقف میں مذکور ہے کہ اس

Marfat.com

وذكر في شرح الفقه ان تفضيل الولي على النبي كفر وضلال و في شرح المقاصد والمواقف ان الاجماع منعقد على ان الانبياء افضل من الاولياء وكيف وهو تحقير للنبي صلى الله عليه وسلم وسمع عن بعض الخلوتية ان ما عدا محمد صلى الله عليه وسلم من الانبياء لم يبلغوا مرتبة الاسم من اسماء الله تعالى وهو العليم الحكيم بل وقفوا في السادس الذي هو السلام ولم يتجاوزه وانا قد جاوزناه وهذا مثل الاول وقال ان ابا بكرؓ لم يبلغ مرتبة الارشاد وانا نتجاوز مرتبة الاصحابؓ وهذا اقدح في افضل الاولياء وطعن في افاضل الامة بل في سيدنا وسيد الاولين والاخرين رسول الله المكرمين وحبيب رب العالمين نعوذ بالله منه .

بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ انبیاء اولیاء سے افضل ہیں، اس کے خلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں نبی کی تحقیر ہے، العیاذ باللہ۔

اور بعض خلوتیوں (چلہ کش قسم کے پیر فقیروں) سے یہ بات سنی گئی ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے خاص اسم یعنی علیم وحکیم کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکے۔ بلکہ چھٹے اسم السلام تک ہی رک گئے ہیں اور ہم لوگ آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور یہ بات بھی پہلی بات (نبی پر ولی کی فضیلت) کی طرح کفر وگمراہی ہے، اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت ابوبکرؓ درجہ ارشاد تک نہیں پہنچ سکے۔ اور ہم لوگ اصحابؓ کے درجہ سے بڑھ گئے ہیں۔

اور اس بات میں افضل الاولیاء (ابوبکرؓ) کی مذمت ہے۔ اور امت کے افضل لوگوں پر طعن ہے بلکہ سید الاولین والآخرین اللہ تعالیٰ کے مکرم ترین رسول حبیب رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی طعن ہے (کیونکہ آپ نے ہی ابوبکرؓ کو سب امتیوں سے افضل بنایا ہے۔ اور تمام صحابہؓ کو باقی امت کے لوگوں سے افضل بتایا ہے)۔

قال في التاتارخانية لو قال عمرؓ وعثمانؓ وعليؓ لم يكونوا صحابا

اور فتاوی تاتارخانیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ حضرت عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ صحابی نہیں تھے۔ وہ کافر نہیں ہوگا، اگرچہ مستحق لعنت

Marfat.com

لا يكفر، ويستحق اللعنة، لان
كونهم اصحابا لم يثبت بدليل
قطعي، ولو قال ابوبكر الصديق رض
لم يكن من الصحابة كفر، لان
الله تعالى سماه صاحبا "اذ
يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ" وفي
الظهيرية من انكر امامة ابي
بكر الصديق رض فهو كافر في الصحيح
وكذا من انكر خلافة عمر رض في اصح
الاقوال، فخلاصة الامر ما قال
ابو حنيفة رح لما سئل عنه،
فقيل له اذا قلت قولا وكتاب
الله يخالف قولك، قال اترك
قولي بكتاب الله تعالى، فقيل
له لو كان قول الرسول صلى الله
عليه وآله وسلم يخالف قولك
قال اترك قولي بقول الرسول
صلى الله عليه وآله وسلم، ثم قيل
له لو كان قول الصحابة يخالف
قولك، قال اترك قولي بقول
الصحابة رض ثم قيل له لو كان قول
التابع يخالف قولك قال التابع
رجل وانا رجل، فالعبرة لما

قرار پائے گا۔ کافر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اصحاب ہونا قطعی دلیل سے ثابت نہیں لیکن اگر ابوبکر صدیق رض کے متعلق کہے کہ وہ صحابی نہیں تھے تو کافر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاحب فرمایا ہے جیسا کہ سورہ توبہ کی آیت ۴۰ میں ہے جب وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس غار میں فرماتے تھے اپنے صاحب کو مت غم کھاؤ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

اور فتاویٰ ظہیریہ میں مذکور ہے کہ جس نے حضرت ابوبکر صدیق رض کی امامت سے انکار کیا تو صحیح بات یہ ہے کہ وہ کافر ہوگا۔ اسی طرح حضرت عمر رض کی خلافت سے انکار بھی صحیح قول کے مطابق باعث تکفیر ہوگا۔ خلاصہ اور حاصل ہمارے میں (قابل حجت سند) وہ بات ہے جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رح سے منقول ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ اگر آپ کا قول کتاب اللہ کے خلاف نظر آئے تو کیا کریں۔ فرمایا میرے قول کو ترک کر دو اور کتاب اللہ کو اختیار کرو۔

پھر کہا گیا کہ اگر آپ کا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مخالف نظر آئے تو فرمایا میری بات کو چھوڑ دو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو اختیار کرو۔

پھر کہا گیا کہ اگر آپ کا قول صحابہ رض کے قول کے مخالف پایا جائے تو پھر کیا ہوگا۔ فرمایا کہ میری بات کو ترک کر دو اور صحابہ رض کی بات کو اختیار کرو۔

پھر کہا گیا کہ اگر تابعی کی بات آپ کے قول کے مخالف ہو تو پھر کیا کیا جائے۔ فرمایا کہ وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی۔ یعنی اب ترجیح کی بات نہیں تابعی اگر اجتہاد کرتے ہیں تو ہم بھی اجتہاد کرتے ہیں (ھم رجال و نحن رجال) یعنی اگر وہ تحقیق و اجتہاد کے میدان کے شاہسوار ہیں تو

Marfat.com

فی هذه الارکان اعنی القرآن والسنتہ والاجماع وقیاس المجتہدین،

ہم بھی کم نہیں۔ (امام ابو حنیفہؒ بھی تابعین میں سے ہیں) الغرض کہ اعتبار انہیں چار ارکان کا ہے۔ یعنی کتاب و سنت اجماع اور قیاس مجتہدین۔ جو بات ان ادلہ سے ثابت ہو گی، وہ قابل اعتبار رہو گی۔ ان کے علاوہ کوئی چیز قابل حجت نہیں۔

وکیف وان اتباع الولی یرجع الی ہذہ الاربعۃ لان الولی من یکون مستغرقاً فی العبادۃ ولا یذ لہ حبیب غیرہ عزوجل، وحظوظ النفس، وفی ہذا الزمان من یکون شارب خمر وبنج وتارک جماعۃ جمعۃ وصلوٰۃ ولاعب نرد وشطرنج وغیرہا۔ یدعی ولایتہ وہم لیس الا نائبو الشیطان فی صورۃ الانسان، فان ظہر منہ شیئی فہو لیس بکرامۃ بل استدراج، ولا اعتبار لرؤیاہ وخیالہ، خذ الشرع میزاناً، لما ہو خارج عن ہذا المیزان فہو الشیطان لا الولی، وذکر فی شرح القصیدۃ الامالی نقلاً عن تمہید ابو الشکور ان الولی من لا یفعل کبیرۃ وان فعلہا یخرج عن مرتبتہ الولایۃ، وان

ان ادلہ اربعہ کے علاوہ کوئی چیز کیسے دلیل ہو سکتی ہے۔ حالانکہ ولی بھی ان ہی ادلہ کا اتباع کرتا ہے۔ کیونکہ ولی تو وہ ہوتا ہے جو خدا تعالےٰ کی عبادت میں ہمہ تن مستغرق ہو۔ اس کے نزدیک سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی دوسرا محبوب نہیں ہوتا۔ اور نفسانی خواہشات میں وہ مستغرق نہیں ہوتا۔ مگر (افسوس کا مقام ہے کہ) اس زمانہ میں شراب خور اور بھنگ نوش، تارک جماعت وجمعہ اور تارک نماز چوسر د شطرنج وغیرہ کھیلنے والے لوگ ولایت کے مدعی بنتے ہیں۔ حالانکہ وہ شیطان کے نائب ہیں جو انسانی شکل وصورت میں ظاہر ہو کر انسانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اگر اس قسم کے لوگوں سے کوئی خارق عادت بات ظاہر ہو تو یقیناً وہ کرامت نہیں ہو گی بلکہ استدراج ہو گا۔ اور ایسے شخص کے کسی خواب وخیال کا کوئی اعتبار نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی شریعت کو میزان بناؤ جو اس سے خارج ہو وہ شیطان ہے ولی نہیں ہو سکتا۔ شرح قصیدہ امالی میں تمہید ابو الشکور سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ولی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا۔ اگر کرے گا تو مرتبہ ولایت سے خارج ہو جائے گا۔ (توبہ وتلافی کے بعد پھر اس مرتبہ کو حاصل کر سکے گا) اور اگر صغیرہ گناہ کا ارتکاب بار بار کرے گا تو وہ بھی درجہ ولایت سے خارج ہو جائے گا، اور نیز یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ ایک صغیرہ گناہ کا ارتکاب اپنے ارادہ اور نیت کے ساتھ بھی مرتبہ ولایت سے خارج کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں اس سے جو کشف

Marfat.com

فعل صغيرة مرارا كثيرة يخرج
ايضا ، ونقل ايضا عنه فعل الصغيرة
الواحدة بالقصد والنية يخرج
عن مرتبة الولاية ، فان ظهر عنه
حينئذ من الكشف والكرامة لا
يكون الا استدراجا ومكرا من
الله تعالى به كما ظهر رود نيل بدعاء
فرعون ، وهو لم يكن كرامة له . وكما
يظهر على يد المرتاضين من الكشف
من الكفار لا يكون الا استدراجا .

(الافضل من الاصحاب رض)

والافضل من الصحابة رض بعد الانبياء
عليهم السلام ابو بكر ثم عمر ثم عثمان
ثم علي رض وحبهم ايضا على هذا الترتيب
كما هو مذكور في الصواعق المحرقة
واما تفضيل اولاد الخلفاء
الراشدين رضوان الله تعالى
عليهم اجمعين وعلى قول البعض
على ترتيب اصولهم ، وقيل بالعلم
والورع ، ويكفر ان قذف عائشة رض
واما بسائر نسائه صلى الله عليه
وآله وسلم يستحق اللعن ولا يكفر
وهكذا يكفر او لعن الشيخين رض .

وکرامت وغیرہ کا ظہور ہوگا وہ استدراج ہوگا اور مکر ہوگا (یعنی خدا تعالٰے کی طرف سے مخفی تدبیر جو اس کے حق میں بہتر نہیں) جیسا کہ مشہور ہے کہ فرعون کی دعا سے ایک بار رود نیل جاری ہوگیا تھا تو یہ اس کی کرامت نہیں تھی بلکہ استدراج تھا۔

اور جیسا کہ بعض ریاضت کرنے والے کفار کے ہاتھ پر بھی بعض قسم کے کشف ہوتے ہیں یہ کوئی کرامت نہیں بلکہ استدراج ہی ہے۔

صحابہ رض میں سے افضل

اور تمام صحابہ رض میں سے انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل حضرت ابو بکر رض ہیں پھر حضرت عمر رض پھر حضرت عثمان رض پھر حضرت علی رض اور انکے ساتھ محبت بھی اسی ترتیب سے ضروری ہے۔ جیسا کہ صواعق محرقہ میں مذکور ہے۔ باقی خلفاء راشدین کی اولاد کا باہمی درجہ اور مرتبہ تو اس بارہ میں بعض علماء کا قول ہے کہ اسی ترتیب سے ہے جس طرح اصل کا درجہ اور محبت ہے۔ اور بعض کا قول ہے۔ کہ علم اور ورع و تقوی کے مطابق ہی فضیلت ہوگی (یہی قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے) اور اگر عائشہ صدیقہ رض پر اتہام لگائے گا تو وہ کافر ہوگا۔ (کیونکہ سورہ نور کی دس آیتوں میں اللہ تعالی نے ام المؤمنین عائشہ رض کی برات اور نزاہت کا اعلان فرمایا ہے) برخلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات رض پر قذف کرنے والا مستحق لعنت ہونے کے باوجود کافر نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح علماء نے فرمایا ہے کہ

Marfat.com

حضرات شیخین (ابوبکر و عمرؓ) پر لعنت کرنے والا بھی کافر ہوگا۔

(التلفظ بالالفاظ الموهمة لا يجوز)

وتلفظ پنجتن پاک، وچهارده معصوم ودوازده امام کفر؛ لان العصمة والطهارة من خواص الانبياء عليهم السلام وان كانت ثابتة للصبيان والمجانين مع الفرق بينهم فكما ان التسوية بينهم في المرتبة كفر كذالك التسوية بينهم في العصمة فلابد من الاجتناب والاحتراز عن الالفاظ التي لم يات بها الكتب الالهية والسنة النبوية والاسلامية السنية السنية وصارت شعارا للروافض وغيرهم من الفرق غير اهل السنة والجماعة وان لم تكن كفرا لكن التلفظ بها من اقبح القبائح براسخ الاعتقاد للتشبه بهم بالتكلم بها في مرضاته.

وكذالك لا ينبغي ان يتلفظ بما هو موحش وموهم بخلاف عقيدة فيلزم التحرز اتقوا

ایسے الفاظ کا تلفظ کرنا جائز نہیں جن سے کفر کا شبہ ہو) اور پنج تن پاک کا لفظ زبان سے بولنا۔ اور چودہ معصوم کا لفظ اور بارہ امام کا لفظ بولنا موجب کفر ہے۔ کیونکہ عصمت اور طہارت تو انبیاء علیہم السلام کے خواص میں سے ہے۔ اگرچہ ایک درجہ تک عصمت چھوٹے بچوں اور مجانین (پاگلوں) کے لئے بھی ثابت ہے۔ تو اب اگر کوئی شخص ان بچوں کو اور مجانین کو عصمت میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مساوی قرار دے تو وہ کافر ہوگا۔ اسی طرح صحابہ اور ائمہ اہل سنت اور نقباء اربعہ عشرہؓ کو جو شخص عصمت میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ برابر قرار دے تو وہ بھی کافر ہوگا۔

انبیاء علیہم السلام کو جو چیز اللہ تعالےٰ کی طرف سے قطعی طور پر دی گئی ہے اور وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص بھی ہے تو اسکو غیروں کے لئے ثابت کرنے والا کافر ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ اس قسم کے الفاظ کے تلفظ سے اجتناب کیا جائے جو آسمانی کتابوں اور سنت نبویہ میں اور اہل سنت کی معتبر اور اعلیٰ کتابوں میں بھی مذکور نہیں۔ اور خصوصاً ایسے الفاظ جو اہل سنت کے علاوہ دیگر باطل فرقوں کا شعار ہوں جیسا روافض وغیرہ۔ اگرچہ ایسے الفاظ کا تلفظ کفر نہ ہو تب بھی ایسے الفاظ استعمال کرنے ایک راسخ الاعتقاد سنی کے لئے قبیح ترین بات ہے۔ کیونکہ ان باطل فرقوں کے ساتھ ان کی صفتوں میں تشبہ لازم آتا ہے۔

اور اسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی ایسا لفظ تلفظ کیا جائے جو وحشتناک ہو اور موہم ہو عقیدہ کے خلاف۔ اس سے احتراز چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ تہمت کے مقامات سے بچو

Marfat.com

مواضع التهمة، ودوازده
امام وپنج فرق ودہ گیسو
ویا علی مشکل کشا وغیرها
من الالفاظ منها، لان هذه
الالفاظ من شعار الروافض
فلا یجوز، نعم لو اطلق القول
بدوازده امام وپنج تن
پاک فی عترته علیه السلام
لا بأس به لو اراد بالطهارة
الطهارة من الارجاس الظاهرة
والحقد والغل والحسد لا
بمعنی العصمة، والطاهرة
الکاملة، وبالامامة الخلافة
کما هو معتقد اهل التشیع،
بل الاقتداء فی امور الدنیا
والدین والاخرة ولم یرد الحصر
فیهم، لان بعض الصحابة رض
بدری والبعض مشرف ببیعة
الرضوان، وکلهم مطهرون
واباحوا انفسهم واموالهم
فی حبه علیه السلام المرء مع
من احب وافدوا ارواحهم
ودمائهم منه علیه السلام،

اور دوازدہ امام اور پنج سر دہ گیسو یا علی مشکل کشا وغیرہ الفاظ اسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ الفاظ روافض کا شعار بن چکے ہیں لہٰذا ان کا بولنا درست نہیں، البتہ اگر پنج تن کو بول کر اور بارہ امام بول کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مراد لے تو پھر کوئی حرج نہ ہوگا اور طہارت سے مراد ظاہری گندگی سے پاکی اور کینہ، کھوٹ، حسد وغیرہ سے طہارت مراد ہو، عصمت کا معنی مراد نہ ہو۔ اور ظاہرہ طہارت کاملہ مراد نہ ہو (جس میں عصمت بھی داخل ہے) اور امامت سے مراد خلافت نہ لے جیسا کہ اہلِ تشیع کا اعتقاد ہے۔ بلکہ امام سے مراد وہ جسکی اقتدا کی جاتی ہے امور دنیا اور دین اور آخرت میں اور اسکے علاوہ حصر بھی مراد نہ ہو۔ کہ امام صرف یہی ہیں۔ کیونکہ صحابہؓ میں سے بعض بدری ہیں۔ اور بعض بیعت رضوان سے مشرف ہیں۔ اور یہ سب پاک لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں اور اموال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لگا دیا۔ اور اپنی روحوں اور خونوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا یہ سب آپ کی محبت میں تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہے۔ لیکن نادان اور جاہل لوگوں کے وہم خصوصاً بگڑے ہوئے لوگوں کے وہم اسی طرف جاتے ہیں اور وہ اس لفظ کو بول کر یا سنکر بارہ اماموں کے لیے عصمت و خلافت ثابت کرنے لگتے ہیں جو خلاف واقع ہے۔ اور نیز جب ان کو طاہر اور پاک کہتے ہیں تو طہارت اور امامت کو ان میں منحصر مانتے ہیں اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ جب کسی چیز کو تخصیص کے مقام میں ذکر کیا جائے تو وہ ماعدا کی نفی پر دلالت کرتی ہے یعنی

Marfat.com

بمكن اوهام الجهال خصوصا الفساد يتبادر اليها فيلزم اثبات الخلافة لاثنى عشر المذكورين مع انه خلاف الواقع وحصر الطهارة والامامة فيهم لان ذكر الشيئ فى معرض التخصيص يدل على النفي عما عداه كما هو مذهب الاصوليين فى الروايات والعقوبات والمدح والذم،

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ حکم صرف اسی کے ساتھ خاص ہے اس کے ماسوا کسی دوسرے میں یہ حکم نہیں پایا جاتا جیساکہ اس قاعدہ کو علم اصول والے روایات اور عقوبات کے باب میں اور مدح اور ذم کے سلسلہ میں ذکر کرتے ہیں (اس لئے اس قسم کے الفاظ سے بچنا لازم ہے)

واجتماع الناس على القبور، والعرائس فى يوم معين على الهيئات المخصوصة مع الثياب الفاخرة وآلات اللهو والاصوات والمزامير لا يجوز خصوصا للرجال والنساء معا قال عليه الصلوة والسلام لاتتخذوا قبري عيدا اى لاتجتمعوا على قبري كاجتماعكم فى الاعياد لانها ايام الاكل والشرب واللهو وحضور المقابر للعبرة والتفكر والتذكر، وفى رواية لاتتخذوا

اور لوگوں کا اجتماع اور اکٹھ قبروں پر اور عرس کے لئے خاص معین دن میں اور خاص شکل و ہیئت میں عمدہ فاخرہ لباس پہن کر اور آلات لہو اور گانے اور مزامیر کے ساتھ خصوصاً مردوں اور عورتوں کا یکجا اکٹھا ہونا ناجائز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بنانا۔ یعنی میری قبر پر اس طرح اجتماع نہ کرنا جس طرح تم اپنی عیدوں میں اجتماع کرتے ہو کیونکہ عیدوں میں اجتماع کھانے پینے اور کھیل تماشے کے لئے ہوا کرتا ہے۔ اور قبروں پر حاضر ہونا تو عبرت کے لئے اور غور و فکر اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ دوسری روایت میں یہ آیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو بت نہ بنانا یعنی جس طرح بتوں کی پرستش کی جاتی ہے اسی طرح میری قبر کی پوجا کرنے لگ جاؤ۔ اس لئے آپ نے منع فرمایا۔ اور رافضی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو حضرت علی سے

Marfat.com

قبری وثنا یعبد والروافض
قسمان، المحب لعلیؓ والمحب للشیخ
عبد القادر جیلانیؒ فیقول الاولون
یاعلی مشکل کشا والاخرون
یقولون مقالتھم، مع انہ قال
فی در المختار نقلا من الوھبانیہ
فی باب المرتد، ومن اقول
شیئاً للہ" قیل بکفرہ، فاجتنب
عن مثل ھذہ الاقوال والافعال
فکیف یکون ولیا اختار کفرا
اوتکلم بکفر او شرب خمرا
او بنجا اوغیرھا من الحرام کما فی
ھذا الزمان یدعون الولایۃ
ویفعلون ھذہ الامور الاتی
الی قولہ علیہ السلام من طار
فی الھوی او مشی علی الماء و
ترک فرضا من فرائض اللہ
تعالی او سنۃ من سنن رسولہ
فعلیہ اللعنۃ، وقولہ تعالی
"لا تخونوا اللہ والرسول"
الایۃ، وعن رسومات الکفر
والشرک والبدعۃ، وخذ
طریق الذین القویم والصراط

محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں، ان کا نعرہ یاعلی مشکل کشا ہوتا ہے اور دوسرے رافضی وہ ہیں جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور ان کا نعرہ شیئاً للہ ہوتا ہے۔ حالانکہ در مختار والے نے وہبانیہ فتاویٰ سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے مرتد کے باب میں کہ اس طرح شیئاً للہ کہنا بعض نے اس پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

پس ہر حق جو اور حقیقت پسند آدمی کا فرض ہے کہ اس قسم کے تمام اقوال وافعال سے اجتناب اختیار کرے۔ کیونکہ ایسا آدمی کس طرح اللہ تعالیٰ کا ولی ہو سکتا ہے جو کفر کی بات کو اختیار کرے یا کفر کا کلمہ اپنی زبان سے کہے یا شراب اور بھنگ پینے والا ہو یا اس قسم کی باتیں کرنے والا ہو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں ولایت کے دعویدار اس قسم کے کام کرتے ہیں اور اس پر بھی دعویٰ ولایت۔ حالانکہ کہا گیا ہے کہ جو شخص ہوا میں اڑنے والا ہو۔ اور پانی پہ چلنے والا ہو۔ (بظاہر ایسی خارق عادت باتیں اس سے ظاہر ہوں) لیکن اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے کسی فرض کا تارک ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا تارک ہو ولی ہونا تو کجا، ایسا شخص لعنت کا مستحق ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے سورہ انفال آیت ۲۷ کہ ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حقوق میں کسی قسم کی کمی خیانت نہ کرو۔ اس طرح تمہیں چاہیئے کہ کفر اور شرک کی رسوم سے اور بدعات سے اجتناب کرو اور دین کے سیدھے راستہ اور صراط مستقیم کو اختیار کرو۔ کیونکہ ملت حنیفیہ یہی ہے اور ورع و پرہیزگاری اور عمل و تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔

Marfat.com

للمستقیم فانه الملة
الحنیفیة ، ــه

"خذ الورع والعمل والتقى
ودع الكفر والشرك والدجى"

وصية ــ في الرقص والغناء

يا أخي اياك والرقص فانه
رأس كل خطيئة ، وهو الحركة
الموزونة والاضطراب
وهو الحركة الغير الموزونة
فكل من لعب غير مستثنى و
يدخل فيها ما يفعله
بعض الصوفية في زماننا
وهو اشد من كل ما عداه
منها لانهم يفعلونه على
اعتقاد العبادة كما يفعل
الهنود فيخاف عليهم امر
عظيم ، قال الامام ابو الوفاء
قد نص القرآن على النهي عن
الرقص فقال "ولا تمش في
الارض مرحا" وذم المختال،
والرقص اشد ، وقال الطرطوسي
حين سئل عن مذهب الصوفية
اما الرقص والتواجد فاول

کفر شرک اور تاریکیوں اور اندھیروں کو چھوڑ دو۔

وصیت ــ رقص (ڈانس) اور غناء (راگ) کے بیان میں

اے برادر اپنے آپ کو رقص (ناچ) سے بچاؤ کیونکہ یہ ہر گناہ کی جڑ ہے اور رقص کہتے ہیں حرکت موزون کو۔ اور اضطراب کہتے ہیں حرکت غیر موزونہ کو۔ پس جو بھی اس قسم کا کھیل کھیلیگا وہ اسی حکم میں داخل ہوگا۔ اور اسی زمرہ میں وہ بھی شامل ہے جو ہمارے زمانہ کے بعض صوفی لوگ کرتے ہیں، بلکہ یہ تو تمام باقی صورتوں سے زیادہ برا ہے کیونکہ یہ لوگ اسکو عبادت سمجھ کر کرتے ہیں، جیسا کہ اہل ہنود کہ رقص ان کی عبادت کا جز ہے۔ تو ایسے باطل پرست صوفیا پر بہت بڑا خطرہ ہے، امام ابو الوفاء نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ رقص کی ممانعت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ زمین میں اتراتے ہوئے مت چلو، اور اکڑ کر چلنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے، تو رقص تو اس سے زیادہ سخت معاملہ ہے۔ طرطوسی سے جب صوفیہ کے مسلک کے بارے میں سوال کیا گیا (یعنی بعض اہل تصوف جو رقص و تواجد کرتے ہیں) تو انھوں نے کہا کہ رقص و تواجد سب سے پہلے سامری کے ساتھیوں نے ایجاد کیا ہے۔ جب سامری نے ان کے لئے بچھڑا بنایا، ایک جسم جس سے آواز آتی تھی تو یہ کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے اور وجد میں آنے لگے، تو یہ رقص و تواجد کفار کا دین ہے اور بچھڑے کی پوجا ہے۔ اور تاتارخانیہ میں ہے کہ سماع کے

Marfat.com

من احدثه اصحاب السامری لما اتخذ لهم عجلاً جسداً له خوار، قاموا یرقصون علیه ویتواجدون، فهو دین الکفار وعبادة العجل، وقال فی التاتارخانیة الرقص فی السماع لا یجوز، وفی الذخیرة انه کبیرة

وقت رقص کرنا جائز نہیں۔ اور ذخیرہ (ایک فقہ کا فتاوی ہے) میں ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ ؎

وقال الامام البزازی فی فتاواہ قال القرطبی ان هذا الغناء، وضرب القصب، والرقص حرام بالاجماع عند مالک والشافعی واحمد فی مواضع من کتابه، وسید الطائفة النسفی صرح بحرمته، ورأیت فتوی شیخ الاسلام جلال الملة والدین الکیلانی ان مستحل هذا الرقص کافر، ولما علم ان حرمته بالاجماع لزم ان یکفر مستحله وللشیخ الزمخشری فی کشافه کلمات یقوم بها علیهم

اور امام بزازی نے اپنے فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے۔ کہ امام قرطبی نے اپنی کتاب کے متعدد مواضع میں لکھا ہے کہ یہ راگ اور گانا، اور بانسری بجانا، اور رقص کرنا، امام مالک، امام شافعی، احمد کے نزدیک بالاجماع حرام ہیں۔ اور سید الطائفہ امام نسفی نے بھی اس کی حرمت کی تصریح فرمائی ہے اور میں نے شیخ الاسلام جلال الدین کیلانی کا فتوی بھی دیکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس رقص کو حلال سمجھنے والا کافر ہوگا، اور بات واضح ہے کہ جب اس کی حرمت اجماع سے معلوم ہو چکی ہے تو اس کو حلال جاننے والے کی تکفیر لازم آئے گی امام زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں بھی اس کے بارہ میں ایسے کلمات لکھے ہیں جو ان رقص و راگ کے شیدائیوں پر آفت ڈھاتے ہیں اور قیامت برپا کرتے ہیں، اور علاوہ ازیں صاحب نہایہ نے اور امام محبوبی نے اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ اس کی حرمت بیان کی ہے جس طرح تاتارخانیہ والے نے۔ میں کہتا ہوں (دلیل المشرکین

؎ (حضرت سید علی ہجویری کشف المحجوب کے آخر میں فرماتے ہیں کہ بدانکہ اندر شریعت و طریقت مر رقص راہیچ اصلے نیست کہ شریعت و طریقت میں رقص کے لئے کوئی اصل موجود نہیں یعنی شریعت اور طریقت دونوں میں اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ ۱۲ سواتی)

Marfat.com

الظهيرية والقيامة، ولصاحب
النهاية، والامام المحبوبي رح
ايضا مماذكر في التاتارخانية
قلت من له انصاف وديانة
واستقامة طبع اذا رأى رقص
صوفية زماننا في المساجد
بالحان ونغمات مختلطا بهم
المرد، واهل القرى والاهواء
من الجهال العوام، والمبتدعة
الطغام، والاذلاء لا يعرفون
الطهارة والقرآن والحلال والحرام
بل لا يعرفون الايمان والاسلام
لهم زعيق وزئير ونهاق،
الزعيق صوت الحمار الاسفل
والزئير صوت الاسد
والنهاق صوت الحمار الاعلى
يشبه نهاق الحمار.

کے مصنف) کہ جس میں انصاف و دیانت ہوگی اور اس کی طبیعت اور مزاج میں بھی استقامت ہوگی۔ جب ہمارے زمانہ کے صوفیوں کا رقص مشاہدہ کرے گا جو مساجد میں کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ خوش الحان نغموں کے ساتھ گاتے ہیں اور بے ریش لڑکوں کا مجمع اور دیہات کے باشندے اور اہل ہوا جاہل عوام اور لفنگے قسم کے بدعتی لوگ اور بداخلاق ذلیل قسم کے لوگ جو نہ طہارت کو پہچانتے ہیں اور نہ قرآن کو اور نہ حلال و حرام کو بلکہ ایمان و اسلام کو بھی کچھ نہیں جانتے۔ گدھوں کی طرح اونچی نیچی آوازیں نکالتے ہیں اور کبھی گرج گرج سے بولتے ہیں۔

ويبدلون كلام الله ويغيرون
ذكر الله تعالى ثم يتلفظون بالفاظ
مهملة وهذيانات كريهة،
مثل هائے هوے وحي
وشيا، الا ترى الى ماقال الفضيل
قدس سره، الغناء رقية الزنا،

اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں تغیر و تبدل کرتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کے کلمات کو بھی تبدیل کرکے بعض الفاظ سے تلفظ کرتے ہیں اور ناپسندیدہ ہذیان بولتے ہیں۔ مثلاً ہائے ہوئے حی حیا وغیرہ کے قسم کے الفاظ، غور کرو سلف صالحین کے خیالات گانے وغیرہ کے بارہ میں کیا تھے۔ حضرت فضیل نے تو فرمایا ہے کہ گانا زنا کا گنڈا ہے یعنی اس سے آگے زنا کے لئے اور بدکاری کے لئے راستہ

Marfat.com

ذکرہ فی موضوعاتہ محمد علی
القاریؒ الاساء مایزرون ولا
محالة ھولاء اتخذ وادینھم
ھزوا ولھوا ولعبا، وان لم یکن
لہ ممارسة بالفقہ وعلم تفصیلی
بحال الصوفیہ - فالویل للقضاۃ
والحکام حیث یعرفون ھذا
ویشاھدون فلا ینکرون من
رای منکرا فلیغیرہ بیدہ
والا فبلسانہ والا فبقلبہ
وذالک اضعف الایمان -
فلا یغیرون مع قدرتھم علیہ
بل یخافون منھم ویلتمسون الدعاء
وقال الواحدیؒ فی وسیطہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال من ملأ مسامعہ من غناء
لم یؤذن لہ ان یسمع صوت
الروحانیین یوم القیامة
قیل وما الروحانیون قال قراء
اھل الجنة - وقال قتادة رح
بحسب المرء من الضلالة
ان یختار حدیث الباطل علی
حدیث الحق - نقلہ الواحدیؒ

ہموار ہوتا ہے - ملا علی قاریؒ نے موضوعات میں اس کا ذکر کیا ہے -
کیا برا لوجھ ہے نہ ان کو علم فقہ سے کوئی ممارست ومناسبت ہے
اور نہ صوفیا کرام اور ان کے حال کا تفصیلی علم ہے - اور تباہی اور
ہلاکت تو ان قاضیوں اور حکام کے لیئے ہے جو اس قسم کی حرکات
کا مشاہدہ کرتے ہیں اور پھر انکار نہیں کرتے - اور نہ ان لوگوں کو
روکتے ہیں - حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس
آدمی کو طاقت حاصل ہو وہ ہاتھ سے برائی کرنے والے کو روکے -
ورنہ زبان سے منع کرے - اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر دل سے برا
جانے - اور یہ ایمان کا سب سے ضعیف درجہ ہے - اور یہ حکام
قدرت وطاقت کے باوجود منع نہیں کرتے بلکہ ان لوگوں کے
اثر ورسوخ سے خائف رہتے ہیں اور الٹا ان سے دعائیں کراتے
رہتے ہیں -

امام واحدیؒ نے اپنی کتاب وسیط میں ایک روایت بیان
کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے
کانوں کو اس قسم کے گانے اور راگ سے بھرا تو قیامت والے
دن وہ روحانیین کی آواز نہیں سن سکے گا - اور روحانیین سے
مراد اہل جنت میں خوش الحانی سے پڑھنے والے مراد ہیں -
حضرت قتادہؒ نے فرمایا ہے کہ آدمی کے گمراہ ہونے کے لئے
یہ بات کافی ہے کہ وہ سچی اور حق بات کے مقابلہ میں خلاف
و گمراہی کی بات کو اختیار کرے - امام واحدیؒ نے اسکو بیان
کیا ہے -

ہاں: اللہ تعالےٰ کا ذکر کھڑے ہونے کی حالت میں ہو یا
بیٹھے ہوئے - یا کروٹ کے بل ہو ہر حالت میں جائز ہے -

Marfat.com

نعم الذکر قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم جائز اذا کان بادبٍ وسکونِ اعضاء بلا لحنٍ وتغنٍ۔

بشرطیکہ ادب اور اعضاء کے سکون کے ساتھ ہو، اور گانے کے طریق پر نہ ہو۔

وامساک المعازف فی البیت وان لم یستعملہا فانہ اثم لان امساک ھذہ الاشیاء تکون للھو عادۃ کذا فی الخلاصۃ وغیرھا، واما ما ذکرہ ابوطاھر المقدسیؒ وصاحب العوارفؒ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم انشد بحضرۃ رجل ؎

اور گانے بجانے کے آلات یعنی آلات موسیقی اپنے گھر میں رکھنا چاہیے ان کو استعمال نہ بھی کرتا ہو پھر بھی گنہگار ہوگا۔ اس لئے کہ ان آلات کو بالعموم کھیل اور لہو کے لئے ہی رکھا جاتا ہے خلاصۃ الفتاوی اور دیگر کتابوں میں اسی طرح لکھا ہوا ہے، اور جو بات شیخ ابوطاہر مقدسیؒ اور صاحب العوارف شیخ سہروردیؒ نے بیان کی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے یہ شعر پڑھے ؎

قد لسعت حیۃ الھویٰ کبدی فلا طبیب لھا ولا راق۔
الا الطبیب الذی قد شغفت بہ فانہ رقیتی وتریاق۔

فتواجد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وتواجد اصحابہؓ حتی سقط ردائہ عن منکبہ فلما فرغوا اوی کل واحد الی مکانہ، ثم قال لیس بکریم من لم یھتز عند السماع، ثم

بے شک محبت کے سانپ نے ڈس کر میرے جگر پر ایسا زخم لگایا ہے کہ کوئی طبیب اور جھاڑ پھونک کرنے والا اس کا علاج نہیں کر سکتا۔ سوائے محبوب کے جس کے اوپر میں فریفتہ ہو گیا ہوں بس میرا جھاڑ پھونک اور تریاق وہی ہے اس کے سننے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو وجد آیا ایسا کہ آپ کی چادر مبارک آپ کے کندھا اقدس سے گر پڑی۔ جب فارغ ہوئے تو اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف واپس لوٹے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بزرگ نہیں جو سماع کے وقت جھومتا نہیں اور وجد نہیں کرتا۔ پھر آپ نے اپنی وہ چادر حاضرین میں چار صد ٹکڑے بنا کر تقسیم کر دی، یہ حدیث موضوع (بناوٹی) اور منگھڑت ہے، اس کا واضع عمار بن اسحاق ہے۔ امام ذہبیؒ نے اور دیگر محدثین نے اسی طرح فرمایا ہے۔ اس حدیث کے جھوٹ ہونے میں کوئی شک

Marfat.com

قسم رداءه على من حضر اربعمائة قطعة، فهذا حديث موضوع كان واضعه عمار بن اسحاق هكذا قاله الذهبيؒ وغيره، وهو مما يقطع بكذبه وفي المقاصد الحسنة للسخاويؒ قال ابن تيميةؒ ما اشتهر ان ابا محذورةؓ انشد البيتين بين يديه صلى الله عليه وسلم، وانه تواجد حتى وقعت البردة الشريفة عن كتفه فتقاسمها فقراء الصفة و جعلوا رقعا في ثيابهم، كذب باتفاق اهل العلم بالحديث وما روي في ذالك موضوع ذكره علي القاريؒ في موضوعاته۔

نہیں۔ اور مقاصد حسنہ میں امام سخاویؒ نے امام ابن تیمیہؒ سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ لوگوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ حضرت ابو محذورہؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو شعر پڑھے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وجد آیا تھا اور پھر آپ کے کندھے مبارک سے چادر گر پڑی تھی، اور اس کو فقراء اہل صفہ نے تقسیم کر لیا تھا۔ اور اس کے ٹکڑے لے کر اپنے کپڑوں میں پیوند لگائے تھے۔ علم حدیث کو جاننے والے اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ روایت جھوٹ اور باطل ہے۔ اس سلسلہ میں جو بھی روایت بیان کی جاتی ہے موضوع ہے۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب موضوعات میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

ولقد صنف في هذ الزمان كتب في اباحة السماع بل قالوا بفرضية الغناء وحكموا بكفر من انكره، فهو فرية بلا مرية، وحملوا الاحاديث التي وردت في مذمته وحرمته على المغني الذي يأخذ الاجرة على الغناء

اور موجودہ زمانہ میں ایسی کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جن میں سماع کو مباح قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ انہوں نے اسکو فرض کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔ اور اس سے انکار کرنے والے پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے افترا ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور ان لوگوں نے ان احادیث کو جن میں سماع کی حرمت و مذمت بیان کی گئی ہے، اجرت لے کر گانے پر محمول کیا ہے۔ اور فقہی روایات کو اسی پر محمول کیا ہے۔ تعجب ہے کہ کس طرح ان لوگوں نے دیدہ دلیری

Marfat.com

وكذالك الروايات الفقهية ايضا۔ والعجب منهم كيف يحملون المذمة والحرمة التى جاءت فى الاحاديث فى حق المغنى على الاجر، مع انه لا قرينة عليه وانه مثبت للحرمة لان الغناء كان حراماً فلهذا لا يجوز الاجر عليه لتضاعف الوزر فيه باضاعة المال وافساد القلب وايقاع الرب فى السخط واستيلاء الفكر الباطل، ولو نظروا بعقولهم فيما ينشأ عن جمعان السماع فى زماننا من المفاسد لعلموا حرمته بلا خلاف بين المسلمين۔

سے ان احادیث و روایات کو جو گانے کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں اُجرت پر گانے پر محمول کیا ہے حالانکہ روایات میں اسبات کا کوئی قرینہ نہیں اور فقہاء کرام نے اُجرت کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ جب گانا حرام ہے تو اس پر اُجرت لینا بھی جائز نہیں اس لیے دہرا گناہ ہے۔ مال کو ضائع کرنے سے اور دل کو بگاڑنے سے اور اللہ تعالےٰ کو ناراض کرنے سے۔ اور باطل فکر کو اپنے اوپر مسلط کرنے سے۔ اگر یہ لوگ نگاہِ عقل سے دیکھتے کہ سماع کی ان محفلوں سے کیا کیا خرابیاں اور بگاڑ پیدا ہوتے ہیں تو یقیناً وہ بلا خلاف اسکی حرمت کے قائل ہوتے۔

پھر جن لوگوں نے سماع کو مباح قرار دیا ہے، اسکی شرطیں بھی ہمارے زمانہ میں نہیں پائی جاتی جس طرح مشائخ کرام اور ارباب طریقت کی کتابوں میں مذکور ہیں[1]، اگر ہم اس تفصیل میں پڑ جائیں تو ہمارا جو مقصود ہے اس کتاب سے اس سے ہم دور جا پڑیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس راگ و سرود سے بھاگو اور اپنے آپ کو بچاؤ

---

[1] چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدینؒ کا فرمان اس طرح ہے "بعد ازاں در باب سماع فائدہ فرمود و گفت ہر گاہ کہ چند چیز موجود شود آنگاہ سماع شنود و آن چند چیز مسمع و مسموع و مستمع و آلہ سماع انگہ این تقسیم را فائدہ فرمود و گفت مسمع گوینده است آدمی باید کہ مرد باشد مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد۔ مسموع انچہ می گویند باید کہ ہزل و فحش نباشد، اما مستمع آنکہ می شنود او باید کہ بحق شنود، و مملو از یادِ حق باشد۔ اما آلہ سماع آن مزامیر است چون چنگ و رباب و مثل آن باید کہ درمیان نباشد۔ این چنیں سماع حلال است، انگاہ فرمود کہ سماع صوتے است موزون و آن چرا حرام باشد، و آنچہ می گویند، کلامیست مفہوم المعنی آن چرا حرام باشد۔ دیگر تحریک قلب است۔ اگر آن تحریک بیادِ حق باشد مستحب است۔ و اگر میل بہ فساد باشد حرام است"۔

(فوائد الفواد ۴۱۸ و ۴۱۹)

۱۲ سواتی

Marfat.com

فان شروطه عند من اباحه
لا يجتمع فی زماننا علی ما هو مسطور
فی کتب المشائخ وارباب الطریقة۔
ولو اشتغلنا بتفصیل مقاصد
وعدد شروطه عند من اباحه
لخرجنا عن مقصود کتابنا، وبالجملة
فرمنهم کما تفر من الاسد کیلا یصیبك
من وقر صاحب بدعة فکانما
اعان علی هدم الاسلام۔

کہیں تم اس زد میں نہ آجاؤ جو آنحضرت صلی اللہ نے فرمایا ہے
کہ جس شخص نے بدعت والے کی تعظیم کی اس نے اسلام کی عمارت
گرانے میں مدد دی۔

کیف وقد قال علیه السلام
استماع الملاهی معصیة والجلوس
علیها فسق، والتلذذ بها کفر،
وهو ان یصوت ویحرك الرجل
ویخرق الثیاب، وفی المضمرات
اعلم ان التغنی حرام فی جمیع
الادیان، وفی مختار النوادر
من قال لمقرء زماننا احسنت
عند قرأته یکفر، وبانت منه
امراته، واحبط الله تعالی کل
حسناته وان تاب یقبل، والا
یضرب عنقه، والدلیل علی
هذا قوله علیه السلام من بدل
دینه فاقتلوه، فان قتله قاتل

یہ سرود کیسے جائز ہو سکتا ہے حالانکہ روایت میں آتا ہے
کہ ایسے لہو ولعب کے گانے سننا معصیت ہے اور ان پر بیٹھنا
فسق ہے۔ اور ان سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔ اور وہ اس
طرح کہ آواز ان گانوں کے ساتھ بلند کرے۔ اور پاؤں کو حرکت
دے۔ اور کپڑے پھاڑے۔ مضمرات میں لکھا ہے کہ گانا تمام ادیان
میں حرام ہے۔ اور مختار النوادر میں مذکور ہے کہ جس نے ہمارے
زمانے کے قاری کو کہا اس کے پڑھنے کے وقت کہ تو نے بہت
اچھا پڑھا ہے۔ تو ایسا شخص کافر ہوگا اور اس کی بیوی اس سے
جدا ہو جائے گی۔ اور اس کی نیکیوں کو خدا تعالے ضائع کر دیگا
اگر توبہ کرے گا قبول ہوگی ورنہ واجب القتل ہوگا۔ اس کی
دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ جس نے
اپنا دین تبدیل کر لیا (اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اختیار
کر لیا) تو اسکو قتل کر دو۔ اگر کوئی شخص ایسے آدمی کو اسلام
کے پیش کرنے سے پہلے ہی قتل کردے گا تو اس پر کوئی دیت

Marfat.com

قبل عرض الاسلام کرہ ذالک ولا شیئ علیہ . وبہ احذ المتاخرون وعلیہ الفتویٰ وفی الکافی قال مشائخنا استماع القرآن بالالحان معصیۃ والتالی والسامع آثمان - و فی التوضیح شرح المنظومۃ الانکحۃ التی تنعقد فی الملاھی والمزامیر مختلف فیھا بوجھین احدھما یفسق الولی ، لانہ الذی احضر الملاھی والمعازف وامرھم بذالک واعطی المغنین الاجرۃ والثانی ان الحاضرین صاروا فسقۃ لاستماعھم ذالک ، فلم یبق الولی ولا الحاضرون

وغیرہ نہیں آئے گی - ہاں ایسا کرنا مکروہ ہوگا - فقہاء متاخرین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ دیا ہے - اور فتاویٰ کافی میں مذکور ہے کہ جو شخص قرآن کریم کو گانے کی طرز پر پڑھے گا تو پڑھنے والا اور سننے والا دونوں مبتلائے معصیت ہوں گے [1] - اور شرح منظومہ میں لکھا ہے کہ وہ نکاح جو لھو ولعب اور راگ ومزامیر میں پڑھائے جاتے ہیں ان کے منعقد ہونے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے - فقہاء کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ایسے نکاح ہوتے ہی نہیں - اور اسکی دو وجہیں ہیں -

اوّل ——— اسلئے کہ نکاح کرانے والا ولی ہی فاسق ہوتا ہے جس نے اس قسم کے ملاہی ومعازف راگنے اور موسیقی راگ بینڈ باجہ وغیرہ) کو حاضر کرنے کی اجازت دی ہے اور انکو حکم دیا ہے اور گانے والوں کو اجرت ومعاوضہ دیا ہے تو ولی ہی فاسق ٹھہرا تو نکاح درست نہ ہوگا -

دوسری وجہ ——— یہ ہے کہ حاضرین بھی گانے وغیرہ سننے سے فاسق ہو گئے اور جیسا ولی نہ رہا اسی طرح حاضرین میں گواہ

---

[1] راگنے اور راگ وموسیقی کی طرز میں قرآن کریم کو پڑھنا کبیرہ گناہ ہے اور بڑے درجہ کی معصیت ہے - اچھی آواز سے اور خوش الحانی سے پڑھنا مراد نہیں کیونکہ اسکی تو ترغیب فرمائی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے - بلکہ گانے اور راگ کی شکل میں پڑھنا حسن قراءت کے مقابلہ میں جب یہ کہا جائیگا کہ فلاں نے اچھا قرآن پڑھا ہے اور فلاں قاری نے برا پڑھا ہے تو لازمی بات ہے کہ قرآن کی توہین لازم آئے گی - اسی کو فقہاء کرام نے معصیت فرمایا ہے - اور نیز قرآن کریم کو احسن اور غیر احسن میں تقسیم کرنا بھی قبیح بات ہے - اور ساتھ گانے کی شکل میں قرآن کو پیش کرنا اس میں بھی قباحت ہے کیونکہ گانا تو حرام ہے اور اسکو حلال سمجھنے والا بھی شدید گناہ کا مرتکب ہوگا - الغرض کہ اس قسم کی قباحتیں اس سے لازم آتی ہیں - ۱۲ سوانی)

Marfat.com

شهودا، ينعقد عندنا ولا ينعقد عند الشافعيؒ۔

بھی کوئی نہ رہا۔ اس لئے امام شافعیؒ کے نزدیک تو سرے سے نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔ اور ہمارے ائمہ احناف کے نزدیک اگرچہ اصل نکاح تو منعقد ہو جائے گا۔ لیکن شہادت کے ادا کے وقت اس کا ثبوت نہیں ہو سکے گا۔ (تفصیل کتب فقہ میں ہے)۔

وفی الذخیرۃ التغنی مع جمیع انواعه حرام عند علمائنا لقوله تعالیٰ "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ" المراد به الغناء باتفاق اهل التفسیر، والصوفیة الذین اختصوا بنوع لبسة واشتغلوا باللهو والرقص وادعوا لانفسهم المنزلة افتروا علی الله الکذب، ام بهم جنة، وحکی عن قاضی ظهیر الدین الخوارزمیؒ، من سمع الغناء من المغنی او من غیر المغنی اویری شیئاً من الحرام فیحسن ذالك باعتقاد او بغیر اعتقاد یصیر مرتداً فی الحال، بناء علی انه ابطل حکم الشریعة ومن هو کذالك لا یکون مومناً عند کل مجتهد ولا یقبل الله طاعته واحبط کل حسناته وبانت

اور فتاوی ذخیرہ میں مذکور ہے کہ گانے کے تمام انواع واقسام ہمارے علماء کے نزدیک حرام ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی بنا پر جو سورہ لقمان آیت ۶ میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ بعض انسان ایسے ہیں جو ایسی باتوں کو خریدتے ہیں جو لہو و لعب میں ڈالنے والی ہوتی ہیں یعنی انسانوں کو غافل بنانے والی ہوتی ہیں۔ اور اہل تفسیر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ گانا بھی اس میں شامل ہے۔

باقی وہ نام نہاد صوفی جو خاص قسم کا لباس پہن لیتے ہیں اور لہو (گانے بجانے قوالیاں وغیرہ) اور رقص میں مشغول ہوتے ہیں۔ (حال کھیلنے والے) اور اپنے لئے لوگوں میں بڑے مرتبے کے دعویدار ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ فاتر العقل اور مجنون نہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے والے ہیں۔ چنانچہ قاضی ظہیر الدین خوارزمیؒ سے منقول ہے، انہوں نے کہا کہ جو شخص گانا سنتا ہے، کسی گانے والے سے (ماہر فن سے) یا کسی غیر سے۔ یا کسی حرام چیز کو دیکھ کر اسے پسند کرتا۔ خواہ اعتقاد سے ہو یا بغیر اعتقاد کے، ایسا آدمی فی الحال مرتد ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس نے شریعت کے حکم کو باطل ٹھہرایا ہے۔ اور جو آدمی ایسا ہو کہ شریعت کے کسی حکم کو باطل ٹھہرانے والا ہو تو وہ شخص کسی مجتہد کے نزدیک بھی مومن نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی اطاعت

Marfat.com

امرأته فان تاب یقبل، والا یضرب عنقه لقوله علیه الصلوٰة والسلام من بدل دینه فاقتلوه، حتی ان الملاهی کلها بالاجماع سوی الثلاثة المستثناة فی السنة صلی الله علی صاحبها، وقد قال سعد الدین التفتازانی ومثل لاستحلال الحرام المتفق علی حرمته، ترک الصلوات الخمس، من غیر عذر وترک الزکوٰة وسماع المزامیر وسماع الاصوات بالمزامیر، اما السماع المختلف فیه فکالسماع الخالی من الاسباب المحرمة فاستحلاله لا یوجب التکفیر انتہیٰ

نہیں قبول فرماتے۔ اور اس کی نیکیاں ضائع کر دیتے ہیں، عورت اس کی جدا ہو جاتی ہے۔ اگر توبہ کر لے تو قبول ہو گی، ورنہ عند الشرع مرتد ہونے کی بنا پر واجب القتل ٹھہرے گا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے اپنا دین تبدیل کر لیا اس کو قتل کر دو۔ لھو ولعب کی تمام باتیں (گانا، راگ، باجہ مزامیر، رقص وغیرہ) بالاجماع حرام ہیں، سوائے ان تین باتوں کے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں جائز رکھا گیا ہے (کل شیئ یلھو به الرجل باطل الا رمیه بقوسه، وتادیبه فرسه، وملاعبة امرأته فانهن من الحق (ترمذی وابن ماجه و مشکوٰة ص۳۳۶) یعنی ہر چیز جس سے آدمی کھیلتا ہے وہ باطل ہے سوائے تیر اندازی کے۔ یا اپنے گھوڑے کو ادب سکھانا یا اپنی عورت سے کھیلنا کہ یہ تینوں باتیں حق سے ہیں باطل اور ناجائز نہیں) اور امام سعد الدین تفتازانی نے بیان کیا ہے اور ایسے حرام کو حلال سمجھنے کی مثال دی ہے جس کی حرمت متفق علیہ یعنی جس کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ مثلاً پانچ نمازوں کا ترک کرنا۔ زکوٰۃ کا ترک کرنا۔ اور مزامیر کا سننا اور مزامیر کے ساتھ گانا سننا۔ باقی وہ سماع جس کے بارہ میں فقہاء کا اختلاف ہے تو وہ سماع ہے جو ان اسباب سے خالی ہو جو حرام ہیں (یعنی اچھا کلام بغیر آلات لھو ولعب کے اور دیگر اسباب مکروہہ کے) تو ایسے سماع کو حلال جاننا باعث تکفیر نہ ہو گا۔

تنبیه ــــــ (فی الفضائل والرذائل)

ینبغی للانسان ان یتحلی بالفضائل الحمیدة عند

تنبیہ ــــــ (فضائل اور رذائل کے بیان میں)

اور مناسب ہے انسان کے لئے کہ وہ پسندیدہ فضائل اور خصائل کے ساتھ مزین ہو۔ یعنی جو باتیں شریعت میں پسندیدہ

الشرع - ويتخلى عن الرذائل
الخبيثة فلنذكر بعضا
منها - واعلم ان الرذائل
الردية ، الكفر والبدعة
والرياء والكبر والعجب والحسد
والبخل والاسراف والجهل و
كفران النعمة والسخط للقضا
والجزع والامن والياس و
حب الظلمة وبغض الصالحين
وتعليق القلب بالاسباب
(الا بالله تعالى فى امور الدنيا
والاخرة) وحب الجاه والمدح
وخوف الجاه واتباع الهوى
والتقليد وطول الامل والطمع
والتذلل والحقد والشماتة
والعداوة والجبن ونقصان الغضب
والغدر والخيانة وخلف الوعد
وسوء الظن والطيرة وحب المال
والدنيا والحرص والسفه
والبطالة والكسل (کاہلی) والعجلة
وتسويف العمل ، والفظاعة
هى غلظ القلب ، وقلة الحياء
والحزن فى امر الدنيا والخوف

ہیں ان کو اپنے اندر پیدا کرے - اور رذائل سے اپنے آپ کو خالی
اور پاک کرے - ان میں سے بعض کا ذکر ہم کرتے ہیں - اچھی طرح
جان لو کہ ردی قسم کے رذائل مندرجہ ذیل ہیں یعنی کفر، بدعت ،
ریاکاری، تکبر، خود پسندی، حسد، بخل، اسراف، جہالت، نعمت
کی ناقدردانی، اللہ کی تقدیر پر ناراضگی، بے صبری، خدا کے عتاب
سے بے فکر ہو جانا، اور اللہ کی رحمت سے بالکل مایوس ہو جانا،
ظلم کرنے والوں سے محبت، نیک لوگوں سے بغض رکھنا - دنیا
و آخرت کے امور میں بجائے اللہ تعالیٰ کے دل کو اسباب کے
ساتھ معلق کر دینا، حب جاہ، مدح کو پسند کرنا، جاہ کا خوف
خواہش کی پیروی، اندھی تقلید، لمبی آرزو باندھنی، طمع، ذلت
اختیار کرنا، کینہ، دوسروں کے نقصان پر خوش ہونا، کسی سے
بلاوجہ عداوت، بزدلی، غداری، خیانت، وعدہ خلافی، بدگمانی
شگون لینا، مال و دنیا کی محبت، حرص، بے وقوفی، بے کار
رہنا، کاہلی، جلدبازی، عمل میں ٹال مٹول کرنا، دل کی سختی،
حیاء کی کمی، دنیا کے معاملہ میں غم کھانا، اور خوف زدہ ہونا،
دل میں کھوٹ رکھنا، اور خالص نصیحت نہ کرنا، فساد برپا کرنا، مخلوق
سے مانوس ہونا (خالق کو فراموش کرنا) عقل کا ہلکاپن، سکون
اور وقار کا نہ ہونا، حق کے مقابلہ میں جھگڑا کرنا، سرکشی اختیار
کرنا، اور نفاق ،

Marfat.com

منه والغش، وعدم تمحيص النصح
والفساد، والانس بالمخلوق،
وخفة العقل، عدم السكون
والوقار ومكابرة الحق والتمرد
والنفاق۔
والغباوة والجربزة والشره
والخمود والاصرار (دوام المعاصی)
والبلادة (عدم العقل) والصلف
(تزكية النفس واظهار القدرة
على الامور الشاقة) والمداهنة
والفتنة (ايقاع الناس
فى الاضطراب) والخوف
فى امر الدنيا، وضعف الدين
فلا يهتم له، والرياء والسمعة
واياك وآفات البدن الرقص
وكشف العورة عند غيره
الا لعذر وفى الخلوة ايضا الا
بعذر (حلق العانة والغسل
فى زمان يسير والتخلى والاستنجا
والتداوى بقدر الحاجة۔ ولبس
الحرير والذهب ونحوه واللمس
الحرام والسكنى فى المغصوب
وعقوق الوالدين او احدهما۔

اور بے سمجھی، اور مکاری، اور ندیدہ پن، پستی و گمنامی نیکی
کا ترک (معصیت پر اصرار کرنا، بلادت یعنی بے عقلی کا ثبوت دینا
اکڑ یعنی اپنے نفس کو پاک صاف سمجھنا اور بڑے بڑے شاق
کاموں پر اپنی طاقت و قدرت کا اظہار کرنا، اور دین میں مداہنت
کرنا، اور فتنہ یعنی لوگوں کو اضطراب میں ڈالنا، دنیاوی معاملہ
میں خوف کھانا۔ دین کا ضعف و کمزوری کہ اس کا کوئی اہتمام نہ
کرنا۔ ریاکاری اور دکھاوا۔ اور خاص طور پر جسمانی آفات سے
اپنے آپ کو بچاؤ۔ یعنی رقص اور بغیر عذر کے ستر کھولنا اجنبیوں
کے سامنے۔ اور تنہائی میں بھی ستر کھولنا اسی طرح قبیح ہے مگر
چند اعذار کی وجہ سے اجازت ہے، مثلاً زیر ناف بالوں کی صفائی
کے لئے۔ اور تھوڑے وقت کے لئے نہانے کی خاطر۔ اور قضاء
حاجت (بول و براز کے لئے) اور استنجا پاک کرنے کے لئے
اور ضرورت کے مطابق دوا استعمال کرنے کے لئے۔ ان مواقع
میں ستر کھولنے کا گناہ نہیں ہوگا (اسی طرح بیوی کے پاس
جانے کے وقت بھی) اور ان ہی آفات میں سے ریشم کا لباس
پہننا۔ اور سونے کا استعمال کرنا مردوں کے لئے۔ کسی غیر محرم
کو ہاتھ لگانا، اور غصب کی ہوئی زمین یا مکان میں رہائش رکھنا۔
ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ قطع رحمی کرنا، اور بیوی کا خاوند کے

Marfat.com

وقطع الرحم وعدم رعاية الزوجة
حقوق الزوج، والزوج حقوق
الزوجة، واضاعة الاولاد،
والخلوة مع الاجنبية، و
تشبيه الرجل بالمرأة وعكسه
وعصيان المملوك لمولاه - و
سوء الملكة واذی الجار بالقول
والفعل ومصاحبة الاشرار،
وفتح الفم عند التثاؤب
وعدم دفعه، والجلوس فی
الطريق اذا لم يعط حقه
وبين الظل والشمس وسط
الحلقة، والجلوس مكان غيره
والتفريق بين اثنين والقعود
فی المسجد للمصيبة وغيره۔
والانحناء فی السلام

حقوق کی رعایت نہ کرنا۔ اور خاوند کا بیوی کے حقوق کی رعایت نہ کرنا۔ اولاد کو ضائع کرنا (ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا خیال نہ کرنا) اجنبی عورتوں کے ساتھ خلوت و تنہائی اختیار کرنا، مردوں کا عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنا۔ اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ، اور غلام کا مالک کی نافرمانی کرنا، بداخلاقی اور پڑوسی کو زبان اور عمل سے تکلیف دینا۔ اور برے اور شریر لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔ اور جمائی کے وقت منہ کھولنا اور جمائی کو دفع کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ اور راستوں میں بیٹھنا جب کہ راستہ کا حق نہ ادا کرے (راستے کا حق یہ ہے کہ آنے جانے والے کو سلام کا جواب دینا، لوگوں کو راہ بتانا، نظریں نیچی رکھنا وغیرہ) آدھا سا اور آدھا دھوپ میں بیٹھنا (جس سے بیماری لاحق ہونے کا خطرہ ہوتا ہے) اور مجلس کے حلقہ کے وسط میں بیٹھنا اور دوسرے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا، اور دو آدمیوں میں تفریق کرا دینا اور مسجد میں مصیبت وغیرہ کے وقت بیٹھنا اور سلام کرنے کے وقت جھک کر سلام کرنا۔

والسحر، وتعليق التمائم ونحوه۔
والوشم ونحوه وتوقير الشارب
وسفر الحرة بلا محرم وعدم
النزول عن الدابة وعدم
التامير فی السفر وركوب النساء
علی السروج بغير عذر، وترك
الوليمة، والصلوة عمدا

اور سحر کرنا اور (شرک و بدعت والے) گنڈے تعویذ گلے میں لٹکانا۔ گودنا گودوانا، شرابی کی تعظیم کرنا۔ آزاد عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا، اور گھوڑے کی پشت سے نہ اترنا (یعنی مسلسل سفر میں جانور کو راحت نہ پہنچانا) اور سفر کرتے ہوئے کسی کو اپنا امیر نہ مقرر کرنا، عورتوں کا زین اور کاٹھیوں پر سوار ہونا بغیر عذر کے۔ اور ولیمہ ترک کر دینا۔ اور نماز عمداً ترک کرنا، وضوء، غسل اور جماعت اور تعدیل ارکان کا خیال نہ رکھنا۔ اور نماز کی صفت کو سیدھا نہ

Marfat.com

والوضوء والغسل والجماعة
وتعديل الاركان وتسوية
الصفوف والزكوة وصوم رمضان
بلا عذر والقضاء والكفارة
والمنذور وصدقة الفطر
والاضحية للغني والحج الفرض
والجهاد والبيتوتة وفي يده
ريح غمر والانبطاح اي الاضطجاع
على البطن والنوم على سطح
ليس بمحجور عليه واقتناء الكلب
واقتناء امرأة لا تصلي وتوسد
الكتب بغير عذر الحفظ و
امساك المعازف وركوب البحر
بلا ضرورة وسفر واحد
واثنين واختلاط من اكل
ثوما او نحوه وحبس الطير
في القفص واقتراض البقال
والاشتراء من مكره والتصدق
على مسرف وعلى السائل في
المسجد وعدم رعاية ما فيه
كلمة او حرف وبيع القينة
ونسيان القرآن والربوا والاحتكار
والتفريق بين مملوكين صغيرين۔

رکھنا - اور رمضان کے روزے بلا عذر ترک کر دینا، قضا، کفارہ
اور نذر و منت کا خیال نہ رکھنا، صدقۃ الفطر اور قربانی کا مالدار
آدمی کا ترک کر دینا - حج فرض کا ترک کرنا - اور جہاد کا ترک کرنا،
ایسی حالت میں رات بسر کرنی کہ ہاتھ میں چکناہٹ لگی ہوئی
ہو - پیٹ کے بل لیٹ کر سونا اور ایسی چھت پر سونا جہاں چھت
کے کنارے پر منڈیر یا روک نہ بنائی گئی ہو - کتا پالنا، ایسی عورت
کو اپنے نکاح میں رکھنا جو نماز نہ پڑھتی ہو - دینی کتابوں کو تکیہ
کی جگہ رکھنا جبکہ حفاظت کا عذر بھی نہ ہو - اور گانے موسیقی کے
آلات اپنے گھر رکھنا بلا ضرورت سمندر کا سفر کرنا - تنہا ایک یا
دو آدمیوں کا سفر میں جانا ایسے شخص سے اختلاط رکھنا جس
نے کچا لہسن یا پیاز وغیرہ بدبودار چیز استعمال کی ہو، پرندے
کو پنجرے میں بند رکھنا - کنجڑے سے ادھار لینا کیونکہ ایسے
لوگ جب تقاضا کرتے ہیں تو نہایت سختی سے پیش آتے ہیں اور
بے عزتی کرتے ہیں، اور جس آدمی کو مجبور کیا گیا ہو اس سے کوئی چیز
خریدنا - اور کسی مسرف آدمی پر صدقہ کرنا - اور سائل پر صدقہ کرنا جو مسجد
میں، کیونکہ مسجد میں سوال کرنا ادب مسجد کے خلاف ہے -
ایسے کاغذ وغیرہ کا احترام نہ کرنا جس میں کلمہ شریف یا قرآن و ذکر
وغیرہ کا کوئی حرف لکھا ہوا ہو - اور گانے والی لونڈی کو فروخت
کرنا - قرآن کو یاد کرنے کے بعد فراموش کر دینا، سود کا لینا دینا،
ضرورت کے وقت خوراک کی اور ضرورت کی چیزوں کو روک لینا
تاکہ زیادہ سے زیادہ منافع لے کر فروخت کی جائیں - دو چھوٹے
بچے جو غلام ہوں ان میں جدائی کر دینا -

Marfat.com

وتلقي الجلب، وبيع الحاضر
للبادي - والخطبة على الخطبة
والسوم على السوم ومطل الغني
واخذ الوكيل بالتصدق منه
لنفسه - والانتفاع ببدل ما
اخذ غلطا، وايقاد الشموع
في القبور - والرجوع في الهبة
والفرار من الزحف، والتوقي
من آفات اللسان، وهي الكفر
وخوف الكفر والخطاء والكذب
والغيبة والنميمة والسخرية
والسب والفحش واللعن والطعن
والنياحة والمرية والجدال
والخصومة والتعريض والغناء
وافشاء السر والخوض في الباطل
وسوال المال والمنفعة الدنيوية
وسوال عوام عن مالا يبلغه
فهمهم والسوال عن الاغلوطات
والخطاء في التعبير عن المرام
والنفاق القولي، وهو مخالفة
القول الباطن في نشأة اظهار الحب
وكلام ذي اللسانين والشفاعة
السيئة والامر بالمنكر والنهي

اور تجارتی قافلوں کو رستے سے جا کر ان کا سامان خرید لینا اور پھر اپنی مرضی سے بیچنا (اس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے) اور شہری آدمی کا صرف دیہاتیوں پر فروخت کرنا - اور کسی کی منگنی پر منگنی کرنا - اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ چکانا - اور مالدار شخص کا (مزدوری ادا کرنے میں اور قرضہ وغیرہ چکانے میں یا حق ادا کرنے میں) ٹال مٹول کرنا - اور جس شخص کو صدقہ پر وکیل مقرر کیا گیا ہے اس کا صدقہ اپنے لئے لے لینا - ایسی چیز کے بدل اور معاوضہ سے فائدہ اٹھانا جو غلطی سے لی گئی ہے قبروں پر موم بتیاں یا چراغ وغیرہ جلانا، ہبہ کرکے اس سے رجوع کر لینا (میدان جنگ میں اپنے سے دگنی تعداد کے سامنے سے) بھاگ جانا، اور اسی طرح زبان کی آفات سے بچنا بچو - اور وہ کفر کی بات زبان سے نکالنا یا جس سے کفر کا خوف ہو ایسی بات زبان سے کرنی یا غلط بات زبان پر لانی، جھوٹ، غیبت چغلی، تمسخر، گالی فحش بات، لعنت کرنی (جو مستحق لعنت نہ ہو اس پر) طعن کرنا، نوحہ (ماتم) کرنا، جھگڑا، جدال، اور خصومت وتنازعہ کرنا - کسی پر تعریض کرنا (پوشیدہ چوٹیں کرنا) گانا کسی کا راز افشاء کرنا کسی باطل کام میں حصہ لینا - مال اور دنیاوی مفاد کا سوال کرنا - اور عوام کا ایسا سوال کرنا جس کو وہ سمجھ نہیں سکتے - مغالطہ آمیز باتوں کا سوال کرنا اور پوچھنا اور مقصد کو غلط طریق پر ادا کرنا، اور قولی نفاق بھی آفات زبان سے تعلق رکھتا ہے - اور اس سے مراد یہ ہے کہ قول باطن کے خلاف ہو - مثلاً ظاہر تو ایسی اور محبت کا اظہار ہو اور بباطن کچھ اور، دو زبان سے کلام کرنا - ایک کے سامنے کچھ دوسرے کے سامنے کچھ - بری اور ناجائز بات

Marfat.com

عن المعروف وغلظ الکلام۔
والسوال عن عیوب الناس
واقتتاح الادنی عند الاعلی الکلام
والتکلم عند الاذانین و
فی الصلوٰۃ وفی حال الخطبۃ
وکلام الدنیا بعد طلوع الفجر
الی الصلوٰۃ، والکلام فی الخلاء
وعند الجماع، والدعاء علی المسلم
وان کان ظالما فیجوز بقدر ظلمہ۔
والدعاء للظالم بالبقاء والکلام
عند قراءۃ القرآن۔ وکلام الدنیا
فی المسجد، والنبذ بالالقاب
السوء للمسلم؛

سفارش کرنا۔ برائی کی تلقین کرنا اور نیکی سے منع کرنا، بات چیت میں بلاوجہ سختی اختیار کرنا۔ اور لوگوں کے عیب تلاش کرنا، اور بڑے آدمی کی موجودگی میں چھوٹے کا پیش قدمی کر کے بات کرنا اور اذان اور اقامت کے وقت کلام کرنا، اور نماز میں کلام کرنا، اور خطبہ کے وقت کلام کرنا، اور طلوع فجر کے بعد نماز فجر تک دنیاوی کلام کرنا، بیت الخلاء میں کلام کرنا، اور جماع کے وقت کلام کرنا، اور کسی مسلمان کے خلاف بد دعا کرنا، اور اگر وہ ظالم ہو تو اس کے ظلم کے اندازہ کے مطابق بد دعا کرنا جائز ہے۔ اور کسی ظالم کے لئے درازی عمر کی دعا کرنا، اور قرآن کریم کی قراۃ کے وقت کلام کرنا، اور مسجد میں دنیاوی کلام کرنا، اور کسی مسلمان کو برے نام اور برے القاب سے یاد کرنا۔

والیمین الغموس، والیمین
بغیرہ تعالی وکثرۃ الحلف
وسوال الامارۃ والقضاء و
تولیۃ الاوقاف وطلب الوصایۃ
ودعاء الانسان علی نفسہ
وتمنی الموت، ورد عذر اخیہ
وتفسیر القرآن برایہ۔
واخافۃ المؤمن من غیر
ذنب وقطع کلام الغیر
بکلامہ بغیر ضرورۃ۔

اور جھوٹی قسم اور اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی غیر کے نام سے قسم اٹھانا۔ اور عہدہ اور امارت کا سوال کرنا۔ اور قاضی بننے کی طلب وسوال اور اوقاف کا متولی بننے کی طلب اور سوال۔ اور کسی کا وصی بننے کی طلب وسوال (کیونکہ ان اشیاء کا طلب کرنا اور اپنے آپ کو اس قابل سمجھنا کہ میں ان سے عہدہ برآ ہوسکوں گا۔ ایسی صورت میں خدا تعالیٰ کی امداد و اعانت شامل حال نہیں ہوتی۔ اور اگر بلا طلب وخواہش مل جائے تو اللہ تعالےٰ کی اعانت شامل حال ہوتی ہے) اور انسان کا اپنے برخلاف دعا کرنا۔ اور موت کی خواہش کرنا، اور اپنے کسی بھائی کا عذر نہ قبول کرنا۔ اور قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا۔ اور کسی مومن کو

Marfat.com

ورد التابع كلام متبوعه - والسوال عن حل شيئي وحرمته في غير محله، والتكلم مع الشابة الاجنبية - وتناجي الاثنين بلا ثالث، والسلام على الذمي بلا حاجة عنده، وفاسق معين - وعلى من يتغوط او يبول - والدلالة على طريق المعصية والاذن على المعصية، والمزاح والمدح والشعر - وهو جائز اذا خلا عن الكذب، والرياء وهجو مالا يجوز هجوه وذكر العشق والتغني وآفات المدح - والاستكثار منه والتجرد له حتى يشغله عن الواجبات او السنن - وقلما يخلوعن هذه الافات، والسجع، والفصاحة والكلام فيما لا يعني والفضول في الكلام -

خوفزدہ کرنا بغیر کسی گناہ کے - اور دوسرے کا کلام قطع کرکے خود کلام کرنا بلاضرورت - اور تابع کا اپنے متبوع رمثلاً شاگرد استاذ کی اور ماتحت اپنے افسر، وغیرہ) کے کلام کو بغیر کسی معقول وجہ سے رد کر دینا - اور بے محل کسی چیز کے حلال وحرام ہونے کا سوال کرنا، اور اجنبی جوان عورت کے ساتھ کلام کرنا - اور دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کو الگ کرکے سرگوشی کرنا - اور ذمی رمسلمانوں کے ملک میں جو غیر مسلم باشندے رہتے ہیں ملکی قانون کا احترام کرتے ہوئے انکو شریعت میں ذمی کہا جاتا ہے) کو بلاضرورت سلام کرنا - اور اسی طرح کسی خاص فاسق کو سلام کرنا - اور ایسے شخص کو سلام کرنا جو بول و براز کر رہا ہو - گناہ کے راستے کی رہنمائی کرنا، اور گناہ کی اجازت دینا - اور تحقیر آمیز مزاح کرنا، اور بے جا مدح کرنا - اور فضول شعر گوئی کرنا - شعر و اشعار کہنے جائز ہیں اگر وہ جھوٹ، ریاء اور ایسے شخص کی مذمت سے خالی ہوں جسکی مذمت جائز نہیں، اور ان میں عشقیہ باتوں کا ذکر بھی نہ ہو - اور فضول گانے بھی نہ ہوں، اور ناجائز مدح سے بھی خالی ہوں، اور شعر گوئی کی کثرت بھی نہ اختیار کی گئی ہو، اور اپنے آپ کو ہمہ تن شعر و شاعری کے لئے وقف بھی نہ کر رکھا ہو، یہاں تک کہ اسکو واجبات اور سنن سے مشغول کر دیں - لیکن عام طور پر ان آفات سے شعر گوئی بہت کم ہی خالی ہوتی ہے - نیز سجع اور فقرے موزون کرنا، اور فصاحت کا اظہار، اور ایسا کلام کرنا جو بے مقصد ہو، اور فضول کلام کرنا -

ولا تقرب من افات الاذن واستماع كل ما يجوز تكلمه

وہ آفات جو کان سے تعلق رکھتی ہیں - ایسی آفات سے بھی اپنے آپکو بچاؤ - اور ہر ایسی چیز کے سننے سے بھی اپنے آپکو بچاؤ جس کا بولنا جائز

Marfat.com

بضرورة دنيوية كخوف الهلاك
واخذ الحق وكسب المعاش
او دينية كاقامة واجب او
سنة كتشييع جنازة معها
نائحة، واستماع الملاهي والغناء
بالاختيار، والقرآن ممن يقرأ
بلحن وخطاء بلا تجويد، وكلام
الشابة الاجنبية من غير
حاجة، وقوم يكرهونه الا
ان يكون في اضطراره ـ
والعين ـ والنظر الى عورة
انسان قصدا، او الى الفقراء
والضعفاء بطريق الاستخفاف
ومشاهدة المعاصي والمنكرات
بغير ضرورة ـ واتباع النظر
الى انقضاء كوكب، والى بيت
الغير من شق الباب ونحوه
وتغميض العين في الصلوة،
واليد، القتل والجر بنفسه
او غيره، والمثلة وضرب الوجه
مطلق بلا ذنب او غيره والضرب
بغير حق، والغصب الغلول
والسرقة واخذ الزكوة ونحو

ہو ضرورت دنیاوی کے تحت ـ جیسا کہ ہلاکت کا خوف ہو ـ یا حق کو وصول کرنا ہو، اور کسب معاش یا دینی ضرورت کے تحت جیسا کسی واجب کا قائم کرنا ـ یا سنت کا قائم کرنا ہو، مثلاً جنازہ کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو ـ (ایسی صورت میں نوحہ کے سننے سے مجبور ہوگا کیونکہ جنازہ کے ساتھ شرکت بھی ضروری ہے) اسی طرح اپنے اختیار سے گانا اور آلات موسیقی کے ساتھ گانا سننا ـ اور قرآن کا سننا اس سے جو بلا تجوید لحن اور غلطی سے پڑھتا ہے ـ اور اجنبی جوان عورت کا کلام سننا بغیر ضرورت کے ـ کچھ لوگ اسکو مکروہ سمجھتے ہیں البتہ اگر اس شخص کا ضرر ہو تو پھر جائز ہے، اور آنکھ کی بیماریوں سے اور آفات سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ ـ کسی انسان کی شرمگاہ کی طرف مت دیکھو، اور فقراء اور ضعفاء کی طرف بنظر حقارت دیکھنا بھی اسی طرح ناجائز ہے اور معاصی اور منکرات کا دیکھنا بغیر کسی مجبوری کے، اور ستاروں کے ڈوبنے کی طرف جاتے رکھنا (جیسا نجومی لوگ کرتے ہیں) کسی غیر کے گھر میں دروازے وغیرہ کی دراڑ سے نظر کرنا ـ اور اسی طرح نماز میں آنکھ بند رکھنا ـ

اور ہاتھ کے آفات سے بھی بچنا چاہیئے ـ اور وہ ہے کسی کو قتل کرنا، اپنے طرف یا کسی دوسرے کے سامنے گھسیٹ کر کسی کو لے جانا، اور کسی کی شکل وصورت بگاڑنی ـ اور چہرے پر مارنا خواہ گنہگار ہو یا بے گناہ، اور کسی کو ناحق مارنا کسی سے کچھ چھیننا، مال غنیمت میں سے خیانت کرنا، چوری کرنا، زکوٰۃ کا مال لینا باوجود غنی ہونے کے ـ اور صدقہ اور ہدیہ کسی مشتبہ آدمی سے لینا ـ ناجائز وقف سے مال لینا، مثلاً ایسا وقف

Marfat.com

ان كان غنيا، واخذ الصدقة
والهدية ممن يعلم او يظن انه
على صفة كذا۔ وهو خال عنها۔
والاخذ من الوقف الباطل كوقف
الدراهم والدنانير بدون
الاضافة الى الموت او الصحيح
على خلاف شرط الواقف۔

جو کسی نے درہم ودنانیر وقف کئے ہوئے ہوں بغیر موت کی طرف
نسبت کرنے کے درہم یا دنانیر کا وقف درست نہیں
ہاں موت کی طرف نسبت کرکے وصیت کے طور پر آئے تو
درست ہوگا۔ وقف تو متعین چیز ہی ہو سکتی ہے یا صحیح وقف
سے وصول کرنا لیکن وقف کرنے والے کی شرط کے خلاف ہو،
اس کا لینا بھی درست نہ ہوگا،

او بيت المال لمن لم يكن من
مصارفه او اكثر من الكفاية
ومملوك الغير بلا اذن مولاه
والمال له۔ ومن به جنة او عته
او اغماء او صغر۔ واخذ الميتة
والدم، والخمر ونحوها۔ وجملها
وتصوير صورة الحيوانات۔
ولمس ما يحرم نظره او يكره بلا
ضرورة۔ واتلاف المال او
نقصه وتعييبه بلا غرض
مشروع والاعطاء للمعصية
وانتزاع شئ من يد مالكه
وغمز الاعضاء في الحمام بلا
ضرورة۔ وكل لعب ولهو و
شطرنج وضرب القصب
والطنبور وجميع المعازف

یا بیت المال سے مال لینا اس شخص کے لیے جو اس کے مصارف
میں سے نہیں، یا کفایت سے زیادہ لینا۔ یا کسی آدمی کے مملوک
سے مال لینا بغیر اسکے مولا کی اجازت کے۔ یا اس سے مال لینا جس
کو ہمہ وقت جنون لاحق ہو۔ یا جس پر بیہوشی طاری ہو۔ یا چھوٹا
نا سمجھ ہو۔ اور مردار خون شراب وغیرہ دینا۔ اور اس کا اٹھانا۔ اور
جانداروں کی تصویر بنانا۔ اور جس کی طرف نظر کرنا حرام ہے یا مکروہ
ہے اسکو بلا مجبوری کے چھونا۔ اور مال کو ہلاک کرنا، اور اسکو
گھٹانا۔ اور بغیر جائز غرض کے اسکو عیب ناک بنانا۔ اور معصیت
کے لئے مال دینا۔ اور کسی چیز کا اسکے مالک کے ہاتھ سے چھین لینا۔
اور حمام میں بلا ضرورت اعضاء کو دبانا۔ اور ہر قسم کا کھیل اور
تماشا۔ اور شطرنج کی بازی لگانا اور بانسری بجانا۔ اور طنبورہ اور
تمام گانے اور موسیقی کے آلات بجانا، سوائے دف کے جو
شادی کے موقعہ پر بجایا جاتا ہے، اور سوائے فوجیوں کے ڈھول
کے۔ اور حجاج یا قافلے والوں کے ڈھول کے کہ ان کی اجازت ہے۔
کبوتر بازی، اور جانوروں کو باہم لڑانا، اور کسی جاندار چیز کو نشانہ
بنانا (بندوق یا تیر وغیرہ سے) اور انگلیوں کو ایک دوسرے میں

Marfat.com

والملاهي - الا الدف بلا جلاجل في ليلة العرس، والاطبل الغزات والحجاج، والقافلة ولعب الحمامة والتحريش بين البهائم واتخاذ ذي الروح غرضا - والتشبيك في المسجد او الذهاب اليه - وكتابة ما يحرم تلفظه والقرآن بالجنابة ونحوها - والمس بها للمصحف وكتب التفسير ما فيه آية وتصغير المصحف واخذ مال الغير واخافته - بسل السلاح ولو مزحا والفزع وحلق راس المرأة ولحية الرجل وقصها اقل من قبضة والقاء قلامة الظفر والشعر في الكنيف او المغتسل -

ڈالنا اور چٹخانا مسجد کو جاتے ہوئے یا مسجد میں، اور کسی چیز کو لکھنا جس کا تلفظ کرنا حرام ہو- اور قرآن کریم کو جنابت کی حالت میں لکھنا یا چھونا، اور اسیطرح کتب تفاسیر یا وہ جن میں کوئی آیت ہو- اور قرآن مجید کو بہت چھوٹا بنانا، اور دوسرے کا مال لینا- یا اسکو ڈرانا اور خوف زدہ کرنا- کسی ہتھیار وغیرہ کو نکال کر چاہے مزاح سے ہی کیوں نہ ہو- سر کے بعض حصے کو منڈوانا اور بعض کو چھوڑ دینا (جیسا انگریزی کراف وغیرہ) عورت کا سر منڈوانا اور مرد کا ڈاڑھی منڈانا، یا ایک مشت سے کم کٹانا- اور تراشے ہوئے ناخن کا تراشہ، اور بالوں کو بیت الخلاء یا غسل خانے وغیرہ گندی جگہ میں ڈالنا۔ یہ سب آفات ہیں ان سے بچنا لازم ہے -

وقطع الشوكة والحشيش الرطبين على القبر، فانه مكروه بخلاف اليابس، ونبش القبر، وادخال الاصبع في الدبر والفرج لا للتداوي والاستنجاء والامتخاط باليمنى والتختم بغير الفضة للرجال واخذ الرشوة واعطاءها

اور سبز کانٹا یا گھاس کو قبر سے کاٹ ڈالنا یہ مکروہ ہے- برخلاف خشک گھاس کے کیونکہ اس کا کاٹنا مکروہ نہیں، نیز قبر کو اکھاڑنا اور دبر میں یا اندام نہانی میں بغیر دوا کی ضرورت کے انگلی ڈالنا- اور اسیطرح دائیں ہاتھ سے استنجا پاک کرنا یا ناک کی رینٹھ صاف کرنا- اور چاندی کے علاوہ کوئی انگوٹھی استعمال کرنا مردوں کے لئے- اور رشوت کا دینا یا لینا الا یہ کہ اپنے آپ سے ظلم کو دفع کرنا ہو، تو ایسی صورت میں رشوت دینے والے کو گناہ نہ

Marfat.com

الا لدفع الظلم، واخذ الهدية والصدقة والمبيع ونحوه اذا علم انها بعينها مغصوبة او حرام، وقبض اليد عن انقاذ المظلوم عند القدرة، والرمي بعد تعلمه، وقص الاظفار حتى يطول، وكسر آلات اللهو واراقة الخمر، وعن حصر الحيوانات وبأخذ اللقيط واللقطة عند خوف الضياع، ودفع الظالم والحيوان عند قصد اخذ المال او اهلاكه او ضرر النفس وعن انقاذهما عن الحرق والغرق والسقوط ونحوها وعن كف الصبيان والمواشي في اول الليل واغلاق الباب، واطفاء السراج، تخمير الاناء وايكاء السقاء.

ہوگا البتہ لینے والے کے لئے حرام ہوگی) اور ہدیہ یا صدقہ یا مبیعہ (خریدی ہوئی چیز) کو لینا جبکہ یہ معلوم ہو کہ یہ بعینہ چھینی ہوئی ہے، یا حرام ہے۔ اور طاقت کے وقت کسی مظلوم کو چھڑانے سے ہاتھ پیچھے ہٹا لینا۔ اور تیر اندازی (اور تمام آلات حرب کا بھی حکم ہے) سیکھنے کے بعد اسکی مشق سے ہاتھ ہٹا لینا۔ اور ناخن کو تراشنے سے ہاتھ روک لینا حتی کہ وہ دراز ہو جائیں۔ اور آلات لہو کے توڑنے سے ہاتھ کھینچ لینا۔ اور شراب کو بہانے سے۔ اور جانوروں کو روکنے سے ہاتھ کھینچنا۔ اور گم شدہ بچہ یا جانور یا گری ہوئی چیز کو اٹھانے سے دست کش ہونا جب کہ ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو۔ اور ظالم کو روکنے سے ہاتھ کھینچنا۔ یا جانور کو جبکہ وہ ظالم کسی کا مال لینا چاہتا ہو اور وہ جانور اسکو ہلاک کرنا چاہتا ہو۔ یا اسکی جان کا خطرہ ہو اور نیز جان اور مال کو جب جلایا جا رہا ہو۔ اور کپڑے کو پھاڑا جا رہا ہو یا اس قسم کا نقصان پہنچایا جا رہا ہو، تو اس سے بھی ہاتھ پیچھے ہٹانا نہ چاہیئے۔ ایسے وقت میں مظلوم کو اس مصیبت سے چھڑانا ضروری ہوتا ہے۔ نیز بچوں کو اور مویشیوں کو رات کے ابتدائی حصہ میں باہر نہ نکلنے دیا جائے۔ گھر میں روکنا چاہیئے۔ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اس وقت شیطان منتشر ہوتے ہیں اندھیرے کی ابتدا میں تو ان کے اثر سے یہ بچے اور مویشی متاثر ہونگے، جب تاریکی چھا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں) نیز دروازہ بھی رات کو بند کرنا چاہیئے، اور چراغ کو بجھا کر سونا چاہیئے اور برتن ڈھانک لینے چاہئیں اور مشکیزوں کے منہ باندھ لینے چاہئیں۔

Marfat.com

یہ سب آداب ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائے ہیں۔ تاکہ لوگ مختلف قسم کی بیماریوں اور نقصانات سے بچ جائیں۔ ان آداب کی حفاظت کرنی چاہیئے اور ان سے سستی نہیں ہونا چاہیئے۔

وایاک من آفات البطن، ادخال الحرام لعینہ اولغیرہ وما یملکہ خبیثا بالعقد الفا سد ونحوہ، وما یجب فسخہ والاکل فوق الشبع بلا قصد صوم لغد اوعدم استحیاء ضیف، و اکل ما یضر البدن کالتراب والطین وتربہ والاکل فی السوق بمرائی الناس فی الطریق وعند المقابر، والجنازۃ واکل طعام المیت، ومن اوانی الذہب والفضۃ والشرب منہما و بملعقۃ منہما، والاکتحال منہما والحراق العود فی المجمر منہما والاکل علی خوان منہما، واکل طعام ضیافۃ عندہ لعب اولہو، او غناء او غیرہما من المنکرات، کل طعام اتخذ للریاء والسمعۃ والمباہات

اور اپنے آپ کو پیٹ کے آفات سے بچاؤ کسی ایسی چیز کو اپنے پیٹ میں مت داخل کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے، یا کوئی ایسی چیز جو بذاتہ تو حرام نہ ہو لیکن کسی غیر کے حق متعلق ہونے کی وجہ سے حرام ہو، مثلاً چوری، غصب، خیانت وغیرہ کا مال، اور ایسی چیز بھی اپنے پیٹ میں مت ڈالو جس کی ملکیت پاک نہ ہو خبیث ہو یعنی عقد فاسد کے ساتھ اسکی ملکیت حاصل ہوئی ہو، جس کا فسخ کرنا ضروری ہے۔ اور بھوک سے زیادہ بھی مت کھاؤ جبکہ اگلے دن روزہ رکھنے کا بھی ارادہ نہ ہو یا مہمان کے استحیاء اور حجاب کا عذر بھی نہ ہو، اور ایسی چیز بھی مت کھاؤ جو بدن کو نقصان پہنچاتی ہے جیسے مٹی، وغیرہ اور بازار میں لوگوں کے سامنے بھی مت کھاؤ۔ اور قبرستان میں، اور جنازہ کے پاس بھی مت کھاؤ اور میت کے گھر کا کھانا بھی مت کھاؤ۔ اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا اور سونے چاندی کے چمچے استعمال کرنے اور سونے چاندی کی سلائی سے سرمہ لگانا۔ اور سونے چاندی کی خوشبو جلانے والی انگیٹھی میں اگر وغیرہ جلانا، اور سونے چاندی کے ٹیبل وغیرہ پر کھانا اسیطرح باندان وغیرہ بھی) یہ سب ناجائز ہیں مردوں عورتوں دونوں کے لیئے (صرف عورتوں کے لئے زیور سونے اور چاندی کا جائز ہے) اور ایسی مہمانی کا کھانا کھانا جہاں کھیل تماشہ ہو یا گانا وغیرہ منکرات ہوں

اذا علم ذالك ، او غلب على
ظنه ذالك وترك التسمية
والاكل بالشمال ، ومن وسط
الطعام ومما يلى غيره اذا كان
واحدا - وقطع اللحم ونحوه
بالسكين عند عدم الحاجة
بل ينهسه ورمى ما فى الفم
والانف من الطعام والبزاق
والمخاط نحو القبلة وفى المسجد
والنفخ فى الشراب ، ولا يجمع
بين الفاكهة والثفل فى طبق
واحد - واكل الطعام الحار -
وطعام الفسقة واهل الرياء
والامراء اذا علم انه مغصوب
او وجد منكر ، ومسح السكين
واليد بالخبز ، ووضع المملحة
على الخبز ، والخبز تحت القصعة
وتعليق الخبز على الخوان ، وترك
الاكل والشراب حتى يموت ،
او يمرض او يضعف وتركهما
اذا كان فيه عقوق الوالدين
او احدهما -
ومن آفات الفرج :- الزنا

یہ بھی درست نہیں - اور ہر ایسا کھانا جو ریاءکاری یا شہرت کے لئے یا فخر و مباہات کی وجہ سے تیار کیا گیا ہو جب کہ اس کا علم ہو یا گمان غالب ہو - تو اس قسم کا کھانا جائز نہیں اس سے بچنا چاہیئے - اسی طرح بسم اللہ ترک کر دینا ، یا بائیں ہاتھ سے کھانا بغیر مجبوری کے ، یا کھانا درمیان سے کھانا یا دوسرے کے آگے سے کھانا ، جب کہ کھانا ایک ہی قسم کا ہو - اور اسیطرح چھری کے بغیر سے گوشت کاٹنا جب کہ ضرورت بھی نہ ہو ، بلکہ اس گوشت کو دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسیطرح منقول ہے ، منہ اور ناک سے کھانے وغیرہ کی آلائش یا تھوک رینٹھ قبلہ رخ پھینکنا یا مسجد میں ، اور اسی طرح برتن میں سانس لینا ، اور پھل اور پھوک (گٹھلیاں چھلکے وغیرہ) بھی ایک ہی برتن میں نہ جمع کئے جائیں اور اسیطرح گرم کھانا بھی کھانا مکروہ ہے - اور فاسقوں کے کھانے سے بھی اجتناب ضروری ہے - اور اسی طرح ریاءکار اور ایسے امراء کا کھانا جب کہ معلوم ہو کہ یہ چھینا ہوا یا کسی کا حق دبایا ہوا ہے - یا کوئی اور منکر بات پائی جاتی ہو تو ان کا کھانا نہیں کھانا چاہیئے ، اور اسیطرح چھری ہاتھ وغیرہ کو روٹی کے ساتھ پونچھنا اور صاف کرنا یا نمکدان وغیرہ کو روٹی پر رکھنا ، یا روٹی کو پیالے رکابی کے نیچے رکھنا یا روٹی ٹیبل پر لٹکانی ، ان باتوں سے گریز ضروری ہے - اور اسیطرح کھانا پینا چھوڑ دینا یہاں تک کہ مر جائے - یا بیمار پڑ جائے - یا کمزور ہو جائے یہ بھی درست نہیں - اور اسیطرح کھانا پینا ترک کر دینا درست نہیں جبکہ ماں باپ کی نا فرمانی ہوتی ہو -

شرمگاہ کی آفات :- سے بچنا بھی ضروری ہے مثلاً زنا -

Marfat.com

واللواطة واتیان البھیمة والحائض والنفساء واستمتاع ماتحت الازار منھما۔ والاستمناء بالید وان یاتی زوجتہ الصغیرة التی لاتحتمل الجماع اوالمریضة المتضررة منہ۔ اوعند احد یعرفہ۔ وقبل الاستبراء اویفعل دواعیہ والبول قائما۔ والبول فی الماء الراکد والجاری والجحر والمغتسل ونقع البول۔ ولایجامع زوجتہ اصلا وان یعزل بلا اذنھا۔ وعدم التسویة بین الضرتین فی غیر الجماع، وعدم الاجتناب من البول، وترک الختان بلا عذر۔

لواطت (سڈمی) جانور کے ساتھ ملوث ہونا۔ حیض ونفاس والی عورت کے ساتھ جماع کرنا۔ یاناف کے نیچے اور گھٹنے کے مقام تک جا شہوت کرنی ان دونوں کے ساتھ حیض ونفاس کی حالت میں یا مشت زنی (ماسٹربیشن لگانا) یا اپنی ایسی چھوٹی خورد سال بیوی کے ساتھ جماع کرنا جب کہ وہ جماع کی متحمل نہ ہو، یا ایسی مریضہ سے جماع کرنا جو جماع سے متضرر ہو۔ یعنی اسکو نقصان پہنچے۔ یا حیض ونفاس سے پوری طرح صاف ہونے سے پہلے ہمبستری کرے یا اسکے اسباب دواعی کا ارتکاب کرے۔ یہ سب آفات ہیں ان سے گریز کرنا ضروری ہے اور اسیطرح کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بغیر عذر کے۔ یا ٹھہرے ہوئے پانی میں یا جاری پانی میں یا پتھر وغیرہ پر (جس کو استعمال کیا جاتا ہے اور کام میں لایا جاتا ہے) اور غسلخانے میں پیشاب کرنا، یا پیشاب سے کسی چیز کو آلودہ کرنا۔ یا اپنی بیوی سے بالکل جماع کرنا ترک کردے۔ یا عزل کرے اس بیوی کی اجازت کے بغیر (عزل کی بعض حالتوں میں اجازت دی گئی ہے لیکن ایسا کرنا پھر بھی مکروہ ہے اسکو پسند نہیں کیا گیا) اور اسیطرح اپنی دو بیویوں کے درمیان سوائے جماع کے باقی باتوں (کھانا پینا کپڑا وغیرہ) میں اگر مساوات نہیں اختیار کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔ اور اسیطرح اگر بول سے اجتناب نہیں کرتا۔ یا ختنہ کرنا چھوڑدے بلاعذر۔ یہ سب آفات ہیں جن سے بچنا لازم ہے۔

ومن آفات الرجل، الذھاب الی مجلس المعصیة، والخروج الی الجہاد بغیر اذن والدیہ وکذا کل سفر یخاف فیہ الہلاک

اور پاؤں کے آفات سے بچنا چاہیئے۔ مثلاً گناہ کی مجلس میں چل کر جانا یا ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیئے نکلنا اور اسیطرح ہر ایسے سفر کے لیئے نکلنا جس میں ہلاکت کا خطرہ ہو جیسے سمندر میں سوار ہونا۔ اور اسیطرح طاعون سے فرار اختیار

Marfat.com

كركوب البحر، والفرار من الطاعون
والدخول عليه والمشي في ملك
غيره بلا اذنه، والمشي على
المقابر، واتباع النساء الجنائز
وزيارة القبور والقعود على القبر
ودخول الجنب واخويه المسجد
ومد الرجل نحو القبلة والمصحف
وكتب الشريعة في النوم
واليقظة ووضعها عليهما،
وعلى الخبز وضرب احد بها
ولو حيوانا بغير ذنب وحق،
واتلاف مال بها واتيان الظلمة
وامراء زماننا وقضاته من
غير ضرورة، والمواضع الشريفة
كالمسجد بالرجل اليسرى،
والخبيثة باليمنى، والسنة
عكس هذا، والخروج عكس
الدخول، ولبس النعل والخف
واخراجهما على هذا والدخول
على الاهل بغتة عند القدوم
من السفر، وتخطي رقاب الناس
في المسجد، والقعود عن التعليم
والتعلم، والحج والجهاد الفرضين

کرنا، اور طاعون والے خطہ میں جانا، اور دوسرے کی ملکیت میں چلنا اس کی اجازت کے بغیر۔ اور قبروں پر چلنا، اور عورتوں کا جنازہ کے پیچھے چلنا یا قبور کی زیارت کے لیے عورتوں کا جانا، اسی طرح قبر پر بیٹھنا، اور جنابت والے یا حیض و نفاس والی عورت کا مسجد میں داخل ہونا، یا پاؤں قبلہ کی طرف دراز کرنے، یا قرآن کریم کی طرف اور دینی کتابوں کی طرف خواہ نیند میں ہو یا بیداری میں یا قرآن اور دینی کتب کو پاؤں پر رکھنا۔ یا پاؤں روٹی پر دراز کرنے، یا پاؤں کے ساتھ بغیر قصور کے کسی کو مارنا خواہ وہ جانور ہی کیوں نہ ہو، یا پاؤں کے ذریعے کسی کا مال تلف کرنا۔ یا ظالموں کے پاس اور موجودہ زمانے کے امراء (جو اکثر ظلم کرنے والے ہی ہوتے ہیں) کے پاس یا قاضیوں اور ججوں کے پاس (جو ناحق فیصلے کرتے ہیں) بغیر مجبوری کے پاؤں کے ذریعے چل کر جانا۔ اور عزت والے اور متبرک مقامات میں بائیں پاؤں کے ساتھ داخل ہونا جیسا کہ مسجد اور ناپاک مقامات میں دائیں پاؤں کے ساتھ جانا۔ حالانکہ سنت اس کے برخلاف ہے۔ اور باہر نکلنا داخل ہونے کے برعکس ہے۔ پہلے متبرک مقام سے بایاں پاؤں نکالے اور دایاں اندر داخل ہوتے وقت پہلے داخل کرے۔ نیز جوتا اور موزہ، جراب وغیرہ پہنتے وقت اور نکالتے وقت یہی بات ملحوظ رہے۔ نیز سفر سے لوٹنے کے وقت اچانک اپنے اہل کے پاس گھر میں چلے جانا بھی مناسب نہیں۔ اور مسجد میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنا بھی جائز نہیں، نیز تعلیم دینے اور تعلیم حاصل کرنے سے اور حج اور جہاد جو فرض ہوں ان سے اپنے پاؤں کو روک دینا بھی جائز نہیں۔

Marfat.com

والدعوات التي ليس فيها منكر، والدخول على غير دعوة والقعود عن الامر بالمعروف والنهي عن المنكر واعانة لمظلوم والسعي في حاجة العاجز، و غسل الميت، ودفنه والقاء انسان او مال بصدد الهلاك بالغرق او الحرق او السقوط او نحوها للقادر من غير ضرر المتعين والاجير عن خدمة المستاجر والمملوك عن خدمة المولى والزوجة عن خدمة داخل البيت والولد عن خدمة الوالدين، والرعية مما امره الوالي فيما ليس بمعصية الا بعذر،

اور ایسی دعوتوں کی شرکت سے بھی جن میں کوئی منکر بات نہ ہو اور کسی کے پاس بغیر دعوت کے داخل ہونا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور مظلوم کی امداد کرنے سے اور عاجز آدمی کی ضرورت کے لئے سعی کرنے سے اور میت کو غسل دینے اور دفن کرنے سے۔ اور کسی انسان کو یا مال کو جو ہلاک ہونے کے خطرے میں ہو۔ پانی میں ڈوب کر۔ یا جل کر۔ یا گر کر۔ اور پھر یہ شخص اسکو بچانے پر طاقت بھی رکھتا ہو، اور کوئی خاص نقصان بھی نہ ہو، ایسی صورت میں اس سے رک جانا آفات سے ہے جن سے بچنا لازم ہے۔ نیز مزدور کا مستاجر کی خدمت سے مملوک کا آقا کی خدمت سے اور بیوی گھر والے کی خدمت اور اولاد کا ماں باپ کی خدمت سے اور رعیت کا اس کی خدمت سے جس کو والی نے مقرر کیا ہو۔ اور بات بھی معصیت والی نہ ہو، تو اس سے رکنا جائز نہیں، ہاں اگر کوئی عذر ہو تو پھر کچھ گناہ نہ ہوگا۔

ومن آفات الوسوسة ترك الامر واتخاذ الشيطان صديقا بل اخا "اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ" واسراف الماء، وافضائه الى تاخير الصلوة الى الوقت المكروه، او ترك الجماعة او الصلوة

اور وسوسہ کی آفات یہ ہیں کہ آدمی امر (امر بالمعروف) ترک کر دے۔ اور شیطان کو دوست بلکہ بھائی بنالے (یعنی لوگوں کو بھلائی کی تلقین کے بجائے خود شیطانی وسوسوں کا شکار ہو جائے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی بند ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا بہت ہی ناشکر گزار ہے۔ نیز پانی میں اسراف کرنا۔ اور اسکی وجہ سے نماز میں تاخیر کا ہونا مکروہ وقت تک یا جماعت

Marfat.com

او التعليم او الذكر او الفكر
وتضييع العمر والاوقات و
تاديتها الى امور محدثة مكروهة
كاتخاذ اناء للوضوء واللباس
والسجادة، وعدم التوضوء
من اناء غيره وعدم الصلوة
على بساطه، ولباسه، وسواله
عن طهارته، والاحتراز عن
طعامه بتوهم النجاسة، وفيها
اذى الناس، وسوء الظن
بالمسلمين، بعدم التوقي
عن النجاسات في الوضوء
والغسل، والاكل والشرب
لعدم صحة صلوتهم والتكبر
على الناس والاعجاب بنفسه-
واياك والغناء فانه راس كل
خطيئة، عن ابن مسعود رض
عن النبي صلے الله عليه وسلم
انه قال الغناء ينبت النفاق
كما ينبت الماء البقل، وعن
ابي امامة رض عن النبي صلے الله
عليه وسلم انه قال رفع احد
عقيرته بغناء الا بعث الله

کا ترک کر دینا۔ یا نماز کا ہی ترک کرنا۔ یا تعلیم کا ترک کرنا۔ یا ذکر
وفکر کا ترک کرنا یا اپنی عمر عزیز یا اوراوقات گرانمایہ کو ضائع کرنا۔
یا ان اوقات کو ناپسندیدہ اور مکروہ کاموں میں لگانا۔ مثلاً
کوئی خاص قسم کا برتن اپنے وضو کے لئے مخصوص کرے کہ کسی
دوسرے برتن سے وضو نہ کرے۔ یا خاص قسم کا لباس یا
مصلے مخصوص کرلے۔ نہ دوسروں کے برتنوں سے وضو
کرے اور نہ دوسروں کے فرش پر یا لباس میں نماز پڑھے
اور دوسروں سے طہارت کے بارہ میں پوچھتا پھرے اور
ان کے کھانے سے اس لئے احتراز کرے کہ شاید وہ نجاست
سے آلودہ ہو۔ یہ سب وسوسہ شیطانی کے آثار ہیں۔
اس میں لوگوں کو تکلیف پہنچانا اور مسلمانوں سے بدگمانی
کرنا ہے کہ وہ شاید اپنے وضو غسل اور کھانے پینے کے سلسلہ
میں نجاست سے نہیں بچتے۔ اور ان کی نمازیں بھی درست
نہیں۔ یہ دراصل اپنے جی میں لوگوں کے مقابلہ میں تکبر اور خود پسندی
ہے جو کسی طرح اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اس سے بچنا ضروری ہے
اور اپنے آپ کو گانے سے بچاؤ۔ کیونکہ یہ ہر گناہ کی جڑ ہے۔
حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانا نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سبزہ
اگاتا ہے۔ حضرت ابوامامہ رضؓ سے بھی روایت ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے
خدا تعالیٰ دو شیطان اس پر مسلط کر دیتا ہے جو اپنی ایڑیوں
سے اس کے سینے میں ضربیں لگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ
چپ ہو جائے۔

Marfat.com

له شيطانين على منكبيه
يضربان بأعقابهما على صدره
حتى يسكت، وفي التاتارخانية
اعلم ان التغني حرام في جميع الاديان
قال في الزيادات اذا اوصى بما هو
معصية عندنا وعند اهل الكتاب
وذكر منها الوصية للمغنين والمغنيات
وحكى عن ظهير الدين المرغيناني
انه قال من قال لمقرئ زماننا
احسنت عند قراءته يكفر انتهى
ووجهه ان التغني للناس لما كان
حراما بالاجماع كان تصويب تحسينه
تحليل الحرام وكذا كل تحسين
القبيح القطعي كفر، وصاحب الهداية
والذخيرة سمياه كبيرة - هذا
في التغني للناس، ويدخل
فيه تغني صوفية زماننا في المساجد
والدعوات بالاشعار والاذكار
مع اختلاط اهل الهوى والمرد
بل هذا اشد من كل تغن لانه
مع اعتقاد العبادة، واما التغني
وحده بالاشعار لدفع الوحشة
او في العيد والعرس فاختلفوا

تاتارخانیہ میں ہے کہ گانا تمام ادیان میں حرام ہے اور زیادات میں مسئلہ مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرتا ہے کسی ایسی بات کی جو معصیت ہے۔ اور پھر اس سلسلہ میں اس کی مثال میں ذکر کیا کہ جیسا کہ گانے والے مرد اور گانے والی عورتوں کے لئے وصیت کر جائے۔ اور ظہیر الدین مرغینانی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص ہمارے زمانہ کے قاریوں کو ان کے پڑھنے کے وقت یہ کہے کہ احسنت (تم نے بہت اچھا پڑھا) (قاری حضرات جو موسیقی اور گانے کی طرز پر پڑھتے ہیں وہ مراد ہیں) تو ایسا شخص کافر ہو گا۔ وجہ اسکی یہ بیان کی گئی ہے کہ جب گانا لوگوں کے لئے حرام ٹھہرا بالاجماع تو یہ ایک قطعی بات ہوئی تو ایسی قطعی چیز کو اچھا سمجھنا حرام کو حلال سمجھنا ہے۔ اور یہی حکم ہے کہ ہر قطعی قبیح چیز کی تحسین کرنا کفر ہے اگر کوئی چیز بھی جو قطعی طور پر شریعت میں قبیح ہے۔ اسکو اچھا سمجھنے والا ایمان سے خارج ہو جائیگا۔ صاحب ہدایہ اور صاحب ذخیرہ نے اسکو کبیرہ شمار کیا ہے۔ یہ عام لوگوں کے لئے گانے کا حکم ہوا۔ اور اسی میں ہمارے زمانے کے نام نہاد صوفیوں کا گانا بھی داخل ہے جو مساجد میں اور دعاؤں کو شعروں میں پڑھتے ہیں اور اذکار کو گا گا کر پڑھتے ہیں جب کہ اہل ہوی اور بے ریش بچے بھی بیچ میں خلط ملط ہوتے ہیں بلکہ یہ صورت قباحت میں پہلی صورت سے بھی زیادہ شدید ہے کیونکہ یہ عبادت کے اعتقاد کے ساتھ ایسا کیا جاتا ہے۔ باقی تنہائی میں وحشت کو دور کرنے کے لئے اشعار کا پڑھنا گانا۔ یا عید کے موقع پر۔ یا شادی کے موقع پر تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں اس سے بھی مطلقاً منع کیا جائے گا۔ باقی ہم نے اشعار کے

Marfat.com

فيه والصواب منعه مطلقا
في هذا الزمان، وانما قيدنا
بالاشعار لان التغني بالقرآن
والاذكار والدعاء يستلزم
اللحن الحرام بلا خلاف واما التغني
بمعنى حسن الصوت بلا لحن فمندوب
وليس المراد بالتغني في الاحاديث
الواردة به المعنى المشهور بوجوه۔
الاول :- لا اختلاف بين الامة
ان قارئ القرآن مثاب من غير
تحسين منه صوته فضلا
عن التغني فكيف يستحق الوعيد۔
والثاني :- انه يعارض حينئذ
ما اخرجه الترمذي الحكيمؒ عن
حذيفةؓ مرفوعا۔ اقرأوا القرآن
بلحون العرب واصواتها واياكم
ولحون اهل الفسق و لحون
اهل الكتابين، فانه سيجئ
بعدي قوم يرجعون بالقرآن
ترجيع الغناء والرهبانية والنوح
لايجاوز حناجرهم، مفتونة قلوبهم
وقلوب من يعجبهم شانهم۔
والثالث :- ان الفقهاء صرحوا

گانے کا کہا ہے اس لیئے کہ قرآن، دعا، اذکار کا گانا تو لحن حرام کو مستلزم ہے اس کے قبیح ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ باقی اچھی آواز سے بغیر لحن وموسیقی کی طرز کے قرآن کا پڑھنا تو یہ مستحب ہے۔

اور احادیث میں جو تغنی یعنی گا کر پڑھنے کا ذکر آیا ہے اس سے مراد اصطلاحی گانا نہیں جو موسیقی کی طرز پہ ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد نفس تحسین صوت ہے کئی وجہ سے۔

پہلی وجہ ——— یہ ہے کہ اس بارہ میں امت کے درمیان کوئی اختلاف ہی نہیں کہ قرآن کریم پڑھنے والے کو ثواب ہوگا خواہ اچھی آواز سے نہ پڑھے چہ جائیکہ اگر تغنی سے پڑھے تو اور مزید ثواب ہوگا۔ تو ایسی صورت میں تغنی سے پڑھنے سے وعید کا مستحق کیسے ہوسکتا ہے (حالانکہ حدیث میں اس شخص کے لئے وعید آئی ہے جو تغنی سے قرآن نہیں پڑھتا۔ لیس منا من لم یتغن بالقرآن)

دوسری وجہ ——— یہ ہے کہ اگر تغنی سے مراد اصطلاحی طور پر گا کر پڑھنا مراد ہو تو پھر یہ حدیث اس حدیث کے خلاف معارض واقع ہوگی جس کو حکیم ترمذیؒ (صاحب نوادر الاصول) نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے مرفوعاً حدیث بیان فرمائی ہے کہ قرآن پڑھو عربوں کے لہجہ میں اور ان کی آواز میں۔ اور بچو اہل فسق کے لہجے میں پڑھنے سے اور اہل کتابین یہود ونصاریٰ کے لہجہ میں پڑھنے سے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

يكون التالى بالتغنى والسامع آثمين، قال الامام البزازىؒ قرأة القرآن بالالحان معصية والتالى والسامع آثمان كذا فى مجمع الفتاوى، وقال البزازىؒ ايضا اللحن فيه الحرام بلا خلاف قال تعالى "قرآنا عربيا غير ذى عوج" وقال فى التاتارخانية التغنى والالحان ان لم تغير الكلمة عن موضعها بل تحسينه تحسين الصوت وتزيين القرآن فذالك مستحب عندنا فى الصلوة وغيرها۔ وان تغير الكلمة عن موضعها يوجب فساد الصلوة ان ذالك منهى عنها۔

نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کریم کو لوٹا لوٹا کر اس طرح پڑھیں گے جس طرح گانے گائے جاتے ہیں اور جس طرح رہبانیت والے راہب پڑھتے ہیں، اور جس طرح نوحہ کرنے والے نوحہ کرتے ہیں۔ در اصل ایسے لوگوں کے گلے سے نیچے قرآن کریم نہیں اترے گا۔ ان کے دل اور انکو پسند کرنے والے لوگوں کے دل بھی قرآن سے خالی ہوں گے۔

تیسری وجہ ـــــ یہ ہے کہ فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ گا کر پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار رہیں۔ امام بزازیؒ نے فرمایا ہے کہ گانے کے لحن میں قرآن پڑھنا معصیت ہے، تلاوت کرنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار رہیں۔ مجمع الفتاوی میں اسیطرح درج ہے۔ نیز امام بزازیؒ نے فرمایا ہے کہ قرآن میں لحن بلا اختلاف حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے عربی زبان میں قرآن نازل کیا ہے جس میں کوئی کجی نہیں (لحن اور گانے سے کجی ہوتی ہے) اور فتاوی تاتارخانیہ میں ہے کہ گانا اور لحن کرنا اگر ایسا ہو کہ کلمہ اپنے مقام سے متغیر نہ ہو بلکہ صرف تحسین صوت یعنی آواز کا حسن ہی زیادہ ہو اور قرآن کی تزیین ہو تو ایسا ہمارے نزدیک مستحب ہے نماز میں بھی اور نماز کے علاوہ بھی۔ لیکن اگر گانا اور لحن ایسا ہو کہ کلمہ اپنے مقام سے متغیر ہو جاتا ہے ایسا تغیر جو نماز میں فساد کا موجب بن سکتا ہے تو ایسا یقینا ممنوع ہے۔

وقال التوربشتىؒ القرأة على وجه يهيج الوجد والشوق فى قلوب السامعين ويورث الحزن و

اور امام توربشتیؒ نے فرمایا ہے کہ قرآن کو اس طرح پڑھنا کہ وجد اور شوق کو ابھارے سامعین کے قلوب میں اور غم پیدا کرے اور آنسوں کھینچ لائے۔ تو ایسی قرأۃ مستحب ہے جب تک کہ گانا

Marfat.com

يجلب الدمع مستحب ما لم
يخرجه التغني عن التجويد ولم
يصرفه مراعاة النظم في الكلمات
والحروف فاذا اعاد الى ذالك
عاد الاستحباب فيه كراهة، و
اما الذي احدثه المتكلمون
وابدعه المرتهنون بمعرفة
الاوزان وعلم الموسيقى فياخذون
في كلام الله تعالى ماخذهم في
النشيد والغزل والمثنويات
حتى لا يكاد السامع يفهم من
كثرة النغمات والتقطيعات
فانه اشنع البدع واسوأ الاحداث
في الاسلام، وتروى ادنى الاقوال
واكون الاحوال فيه ان توجب
على السامع النكير وعلى التالي
التعزير، وقال النووي في التبيان
قال القاضي القضاة في كتاب الحاوي
القراءة بالالحان الموضوعة
ان اخرجت لفظ القرآن عن
صفته بادخال حركات فيه
او اخراج حركات منه او قصر
ممدود او مد مقصور او تمطيط

اسکو تجوید سے خارج نہ کرے۔ اور وہ گانا ایسا نہ ہو جو کلمات اور حروف کے نظم میں معروف نہ ہو۔ اگر اس حد تک چلا جائے تو پھر وہ استحباب کے بجائے مکروہ ہوگا۔ اور وہ طریقہ جسکو متکلمین نے نکالا ہے اور وزن معلوم کرنے والے لوگ جس کے در پے ہوتے ہیں اور علم موسیقی والے جس کے شیدائی ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو لیکر اپنے گانے اور غزل اور مثنوی کے رنگ میں ڈھالتے ہیں حتیٰ کہ سننے والا ان نغموں کی کثرت سے اور تقطیع (وزن بنانے) کی وجہ سے سمجھتا ہی نہیں کہ قرآن ہے یا شعر غزل وغیرہ، تو ایسی قرأۃ قبیح بدعات میں سے ہے اور اسلام کے اندر بہت بری بات ہے جو ظاہر کی گئی ہے۔ اسکے بارہ میں کم سے کم اور ادنی سے ادنی بات جو کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ سننے والے پر ہم نکیر کو واجب کردیں اور پڑھنے والے کو تعزیر کرائیں۔ امام نووی نے تبیان میں قاضی القضاۃ کی کتاب الحاوی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ قاضی صاحب نے فرمایا ہے قرآن کریم کا نئے مصنوعی لحنوں کے ساتھ پڑھنا اگر قرآن کے لفظ کو ایسا پڑھنا اسکی صفت سے نکال دے مثلاً اس میں حرکات کے داخل کرنے سے یا حرکات کے نکال دینے سے یا ممدود کو مقصور اور مقصور کو ممدود بنا دینے سے یا زیادہ کھینچنے سے یا بہت لمبا کرنے سے اس طرح کہ لفظ سے حرف ہی مخفی ہو جائے۔ اور معنی میں التباس پیدا ہو جائے۔ تو ایسا کرنا حرام ہے۔ قاری اسکے فاسق ہوگا اور سامع گنہگار ٹھہرے گا۔ کیونکہ اسکی اس کو پڑھنے کے صحیح راستہ سے نکال کر کجی میں ڈال دیا ہے۔ جب اتنی بات ثابت ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں جو تغنی کا لفظ آیا ہے اس سے مراد یا تو بلند آواز

Marfat.com

وتطويل حرف يخفى به اللفظ و
يلتبس المعنى فهو حرام يفسق
به القارى ويأثم به المستمع
لانه عدل به عن نهجته القويم
الى الاعوجاج فاذا تقرر هذا
فالمراد بالتغني في الحديث اما
الجهر والاعلان، والافصاح
فيما يحتاج اليه وقد ورد التغني
بهذا المعنى او التجويد والترتيل
فانه زين القرآن مع حسن الصوت
واما في حديث ما اذن فاحد
هذه الوجوه مع تحسين الصوت
بل اولى انتهى ماذكره في السير الاحمدية

اور اعلان سے پڑھنا مراد ہے اور خوب کھولنا اور واضح کرنا مراد ہے
جس کی ضرورت ہے تغنی سے یہی معنی مراد ہے حدیث میں ۔ اور
یا تغنی سے مراد تجوید اور ترتیل سے پڑھنا ہے ۔ کیونکہ یہ چیز قرآن
کے لیئے زینت کا باعث ہے ۔ اسکی ساتھ جب حسن صوت بھی
مل جائے تو نور علی نور ہے ۔ اور حدیث میں جو ما اذن کا لفظ آیا
ہے (یعنی اللہ تعالے نے کسی چیز کی طرف اتنی توجہ نہیں فرمائی جس قدر
توجہ اپنے نبی کی طرف فرماتا ہے جب کہ وہ خوش الحانی سے قرآن
پڑھتا ہے) تو اسکی مراد یہی وجوہ ہیں مع آواز کی تحسین کے بلکہ بہ بطریق
اولی مراد ہے۔

والحديث الذى رواه عروة
عن عائشة رض انها قالت دخل
على رسول الله صلى الله عليه
وسلم وعندى جاريتان تغنيان
فاضطجع على الفراش وحول
وجهه ودخل ابو بكر فانتهرني
فقال مزمار الشيطان عند
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاقبل عليه رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال دعهما فلما غفل

اور وہ حدیث جس کو عروہؓ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض
سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں
کچھ گا رہی تھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے
اور چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر دیا ، اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رض
تشریف لائے اور مجھے ڈانٹا اور کہا کہ یہ شیطان کی بانسری (یعنی
گانا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ، اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم ادھر متوجہ ہوئے اور فرمایا چھوڑ دو ۔ جب آپ کی توجہ
دوسری طرف ہوئی تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا وہ وہاں سے
باہر نکل گئیں ، اس قسم کی احادیث منسوخ ہیں جیسا کہ حامدؒ

Marfat.com

غمز تهما فخرجا وغيره، فهو منسوخ على ما ذكره الحامد في رسالة المؤلفة له وغيره من اساتذته، بانه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر، ويلعن الله النائحات والمغنيات واول من ناح ومن تغنى الشيطان والذي نفس محمد بيده لا يرفع احد صوته بالغناء الا على كتفيه شيطانان احدهما على هذا الجانب والآخر على هذا الجانب يضربانه بارجلهما حتى سكت۔

نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے اور انکے علاوہ ان کے دوسرے اساتذہ نے بیان کیا ہے۔ کہ یہ منسوخ ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے جس میں آپ نے فرمایا ہے گانا سننا معصیت ہے اور اس پر بیٹھنا فسق ہے۔ اور اس سے لطف اٹھانا باعث کفر ہے۔ نیز جس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے نوحہ کرنے والی اور گانے والیوں پر[1] اور سب سے پہلے جس نے نوحہ کیا اور گانا گایا وہ شیطان ابلیس ہے۔ اور وہ روایت کہ جس میں بیان ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جو آدمی بھی گانے کے لئے آواز بلند کرتا ہے۔ اسکے دونوں کندھوں پر دو شیطان مسلط ہو جاتے ہیں۔ ایک ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف اور وہ اپنے پاؤں مارتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جائے۔

وفي البرهنة من سمع الغناء من المغني او غيره او فعل من الحرام شيئاً أحسن ذالك باعتقاد او بغير اعتقاد يصير مرتدا في الحال بناء على انه انكر حكم الشريعة ومن انكر حكم الشريعة لم يكن مؤمنا

اور فتاویٰ برہنہ میں ہے کہ جس نے گانے والے سے یا کسی اور سے گانا سنا۔ یا کوئی اور حرام کام کیا اور اسکو وہ اپنے اعتقاد سے یا بغیر اعتقاد کے اچھا خیال کرتا ہے تو وہ مرتد ہو جائیگا فی الحال اس بنا پر کہ اس نے شریعت کے حکم کا انکار کیا اور جس نے شریعت کے حکم کا انکار کیا وہ مجتہد کے نزدیک بھی مومن نہیں ہوتا۔ اور قاضی خان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ ایسی لغو کی باتوں کا

[1] اور کنوز الحقائق للمناوی بر حاشیہ الجامع الصغیر للسیوطی ج ۲ ص۶۵ میں ہے لعن اللہ المغنی والمغنی لہ۔ کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گانے والے پر اور جس کے لئے گانا گایا گیا ہو۔ (۲ سواتی)

Marfat.com

عند کل مجتهد۔ وقال قاضی خانؒ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سماع الملاهی معصیة والجلوس
علیها فسق والتلذذ بها من الکفر
انما قال ذالک علی وجه التشدید
وان سمع بغتة فلا اثم علیه
بلا تفصیل۔ ویجب ان لا یستمع
ویجتهد کل الجهد به۔ لما روی
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ادخل اصبعیه فی اذنیه، وقال
فی التاتارخانیة التغنی وسماع
الغناء حرام اجمع علیه العلماء
وبالغوا فیه۔ وفی الهدایة ان المغنی
للناس لا یقبل شهادته، لانه
یجمعهم علی الکبیرة۔ وبالجملة
انه لا رخصة فی باب السماع
فی زماننا لان جنیداً تاب
عن السماع فی زمانه،

سننا (گانے کا سننا) معصیت ہے اور ان پر بیٹھنا فسق ہے اور ان سے لطف اندوز ہونا کفر کی بات ہے۔ یہ جو فرمایا ہے تو تشدید کی بنا پر فرمایا ہے۔ اگر اچانک بلا قصد ایسا گانا سن لیگا تو اُس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اور واجب ہے کہ پوری کوشش کرے اور نہ سنے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت اپنی انگلیاں مبارک کانوں میں داخل کر لی تھیں، اور تاتارخانیہ میں ہے کہ گانا اور گانے کا سننا حرام ہے۔ اسپر علماء کا اجماع ہے اور علماء نے اس بارہ میں بہت زیادہ سختی سے گانا سننے سے منع کیا ہے اور ہدایہ میں ہے کہ جو شخص لوگوں کے لئے گانے کا کاروبار کرتا ہے تو اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی کیونکہ وہ لوگوں کو کبیرہ گناہ پر جمع کرتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ گانا سننے کی رخصت نہیں ہمارے زمانہ میں اور حضرت جنید بغدادیؒ نے بھی سماع سے اپنے زمانہ میں رجوع کر لیا تھا۔

وفی الاخبار عن النبی صلی اللہ
علیه وآله وسلم انه کره رفع الصوت
عند قراءة القرآن والجنازة
والزحف والتذکیر والوعظ
فما ظنک عند سماع الغناء الحرام

اور اخبار میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے قرآن کی قراءۃ کے وقت اور جنازہ اور جنگ کے وقت اور وعظ و نصیحت کے وقت آواز بلند کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ پس تم کیا گمان کرتے ہو حرام گانے کے سننے کے وقت جس کو وجد کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور قبیح تر گانا وہ ہے جو قرآن

Marfat.com

الذی یسمونہ وجدًا انتہٰی۔
وا قبح التغنی ما کان فی القرآن
والذکر والدعاء وان اردت
زیادۃ اطلاع علی المرام فعلیک
برسالتنا فی التغنی۔

فاترک الطریقۃ الزائغۃ
عن سنۃ النبوی صلے اللہ علیہ
وسلم والزمہا، واعتقاد اہل السنۃ
والجماعۃ، والاخلاص فی العمل
والاحسان، والتواضع وذکر
المنیۃ والنصیحۃ والغیرۃ
والغبطۃ فی عمل الاخرۃ۔
والسخاوۃ والمروۃ والشکر
والرضاء والصبر والخوف
من اللہ والحزن لہ والرجاء
منہ والبغض فی اللہ والحب
فی اللہ والتوکل واستواء
المدح والذم۔

والمجاہدۃ والتحقیق ضد التقلید
وقصر الامل وذکر قلۃ الحیاۃ
فی الدنیا۔ وتفویض الامور الی اللہ
تعالیٰ والتسلیم الیہ والتمکن
فی طلب العلم وسلامۃ الصدر

ذکر اور دعاء میں ہو۔ اگر تم اس سے زیادہ تفصیل کے طالب ہو تو ہمارے
رسالہ کا مطالعہ کرو جو گانے کے بارہ میں ہم نے لکھا ہے۔

پس ضروری بات ہے کہ سنّت نبوی کے خلاف ٹیڑھے
راستے کو ترک کرو اور سنّت کو لازم پکڑو۔ اور اہل سنّت والجماعت
کے اعتقاد پر پختہ رہو اور عمل میں اخلاص اختیار کرو۔ اور احسان
اور تواضع کو اختیار کرو۔ اور موت کو یاد کرتے رہو۔ اور نصیحت
و خیر خواہی سے کسی وقت دست کش نہ ہو۔ اور غیرت کو مت
ترک کرو۔ اور آخرت کے کام میں قابل رشک سرگرمی اختیار کرو۔
اور سخاوت مروت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اور اللہ تعالےٰ
کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ اور اس کے فیصلہ پر راضی
رہو، اور صبر اختیار کرو، اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو اس کے
لئے غمگین رہو، اور اسی پر امید رہو۔ اللہ کے لئے بغض اور اللہ
کے لئے محبت اختیار کرو۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر ہی اعتماد
و بھروسہ رکھو تمہارے نزدیک مدح اور مذمت یکساں ہو۔
نہ کسی کی مدح پر اتراؤ اور نہ کسی کی مذمت کرنے سے گھبراؤ۔

اور مجاہدہ اختیار کرو اور اندھی تقلید کے خلاف تحقیق کی راہ اختیار
کرو۔ اور دنیا کی زندگی کی کوتاہی کو ملحوظ رکھو (ے
خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست پس اعتماد بریں پنج روز فانی نیست
سعدی) اور معاملات کو اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض کرو۔ اور اس کے
سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ اور علم کے طلب کرنے میں پختگی اختیار کرو۔

Marfat.com

عن الحقد والغل والشجاعة
والحلم والرفق والانابة ووفاء العهد
وانجاز الوعود وحسن الظن والزهد
والقناعة والرشد والسعي في
اعمال الآخرة والمبادرة فيها
والرفقة والشفقة والحياء
والصلابة في امر الدين والانس
بالله والشوق اليه والوقار
والسكون والزكاء والعفة
والاستقامة والادب والفراسة
والتفكر والصدق والمرابطة
وهي ربط النفس في طاعة الله
تعالى والمشارطة على النفس
بترك المعاصي اولا وترتيب الوظائف
في كل يوم وليلة والمراقبة
والمحاسبة بعد العمل والمعاتبة
والمعاقبة ان نقص بنحو الجوع
والسهر والعطش والنذر
بالتصدق حتى لا يرجع اليه
ثانيا وكظم الغيظ وطول الحياة
للعبادة والتوبة والخشوع
واليقين والعبودية والخيرية
والارادة والتصوف فانه هو الخروج

سینے کو کینے اور کھوٹ سے خالی کرو۔ بہادری، بردباری، نرمی اور رجوع الی اللہ کی خصلتیں اختیار کرو۔ عہد کی وفا کرو۔ وعدے کو پورا کرو۔ نیک گمان رکھو۔ دنیا میں بے رغبتی اختیار کرو اور قناعت کو اپناؤ۔ رشد و ہدایت کی راہ پکڑو۔ اعمال آخرت میں سعی اور جلدی کرو۔ نرمی اور شفقت سے کام لو۔ حیاء دار بنو۔ دین کے معاملہ میں پختگی اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس اور اس کی طرف شوق اختیار کرو۔ وقار، سکون، پاکیزگی، پاکدامنی اور استقامت اور ادب اور فراست تفکر اور صدق اختیار کرو اور مرابطہ یعنی نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگائے رکھنا۔ اور نفس پر اولاً گناہوں کے ترک کرنے کی شرط لگائے اور ہر رات دن کے وظائف کی ترتیب لازم کرے۔ اور عمل کے بعد مراقبہ اور محاسبہ سے کام لے۔ اگر نقص دیکھے تو اپنے نفس پر عتاب اور گرفت کرے۔ بھوکا پیاسا اور بیدار رکھ کر اور صدقہ کرنے کی نذر ماننے تاکہ نفس دوبارہ اسباب کی طرف نہ پلٹے۔ اور غصے کو دبائے اور زندگی کی درازی عبادت کے لئے اور توبہ، خشوع، یقین اور عبودیت اور خیریت اور ارادت کے لئے پسند کرے۔ اور تصوف کے لئے اس تصوف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر قسم کے گھٹیا اخلاق سے باہر نکل جائے۔ اور ہر قسم کے عمدہ اخلاق سے موصوف ہو۔ اگر تم آفات مذکورہ کا علاج، اسباب علامات مزید معلوم کرنا چاہتے ہو تو کتاب سیرتِ احمدیہ کا مطالعہ کرو، وہ اس بارہ میں کافی شافی ہے۔

Marfat.com

من كل خلق دنى والدخول فى
كل خلق سنى - وان اردت
علاج الآفات المذكورة واسبابها
وعلاماتها فعليك بمطالعة
السيرة الاحمدية فانها كافٍ
شافٍ بها -

(الدعاء) :- فيا غياث المستغيثين
ويا مجيب المضطرين ، ويا
ارحم الراحمين ، ويا غافر
المذنبين اغفر لى ولوالدىّ
ولجميع امة محمد صلى الله
عليه وسلم بحرمة حبيبك
المصطفى ونبيك المجتبى ،
عليه من الصلوات ازكاها
ومن التحيات اوفاها ، وجميع
الانبياء والمرسلين والملائكة
المقربين عليهم الصلوة والسلام
اجمعين واصحاب حبيبك
السابقين الذين رضيت
عنهم وهم عنك راضون ،
والتابعين لهم باحسان
من الاولياء والمجتهدين عليهم
الرحمة والغفران وارحمنا

دعاء ــــــ اے فریاد کرنے والوں کے فریادرس، اور
اے مجبور اور پریشان حال لوگوں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے۔
اور اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ اور اے گنہگاروں
کے گناہوں کو معاف کرنے والے پروردگار۔ مجھے بھی معاف
فرمادے اور میرے والدین کو اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام
امت کو بھی اپنے حبیب مصطفی۔ اور نبی مجتبی کی حرمت سے
بخش دے اور معاف فرمادے۔ اے خداوند کریم اس حبیب پاک
پر پاکیزہ درود اور کامل سلام ہوں۔ اور تمام انبیاء اور مرسلین پر اور
ملائکہ مقربین پر۔ اور تیرے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے ان
اصحاب پر جو سبقت کرنے والے ہیں جن سے تو راضی ہو چکا
ہے اور وہ تجھ سے راضی ہیں اور ان کا اتباع کرنے والے نیکی
اور احسان سے۔ تمام اولیاء اور مجتہدین پر بھی رحمتیں اور بخششیں
نازل فرما۔ اور ہم پر رحم فرما کیونکہ ہم مجرم ہیں۔ اور گناہوں اور
خطاؤں کا اعتراف کرتے ہیں۔

اے خدائے برتر ہمارے گناہوں کو مٹا دے۔ اور ہماری برائیوں
کو معاف فرمادے۔ اور ہمیں نیکوں کے ساتھ وفات دے بیشک
تو کمال قدرت والا اور بہت بخشش والا ہے اور اپنے گنہگار بندہ

Marfat.com

فانا مجرمون وبالآثام والخطایا معترفون، واسمح عنا ذنوبنا، وکفر عنا سیئاتنا، وتوفنا مع الابرار انك انت العزیز الغفار، ولعیوب عبادك المذنبین الستار آمین۔

کے عیوب پر پردہ پوشی کرنے والا ہے۔ آمین۔

یا اکرم الاکرمین ویا ارحم الراحمین لم یبق فینا سبب رجاء الا ان کلنا نشتاق الی رسولك واله وصحبه وحبه اجمعین وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المرء مع من احب ان کان مجرد حبنا بدون الاتباع یعتد بها فاغفر لنا عوراتنا وسوآتنا وعیوبنا بمنك وکرمك یامنان ویاحنان آمین یا رب العالمین۔ واهدنا بسبیلك المستقیم۔ واصرف عنا سبل الغوایة والعی القویم۔ وسنن العوج بحرمة رسولك الکریم۔

اے تمام بزرگوں سے بڑھ کر بزرگی والے اور اے ارحم الراحمین۔ ہمارے اندر سبب امید صرف تیرے حبیب پاک کی طرف شوق اور محبت ہے۔ اور تیرے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کو محبت ہوگی۔ اے پروردگار اعمال اور اتباع تو ہمارے پاس ہے نہیں۔ اگر یہ محبت قابل اعتبار ہے تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری غلطیوں اور برائیوں پر پردہ پوشی فرما۔ اور ہمارے عیوب کو ڈھانپ دے اپنے احسان اور کرم سے، اے احسان کرنے والے اور اے شفقت کرنے والے پروردگار آمین یارب العالمین اور ہمیں اپنے صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرما۔ اور ہم سے گمراہی اور کجروی کے رستوں کو دور کر دے۔ اور ٹیڑھے طریقوں کو ہم سے ہٹا دے۔ اپنے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی حرمت وطفیل سے۔

(الفراغ من التسوید):۔ قد وقع الفراغ من تسوید هذه الرسالة یوم الاربعاء فی

(کتاب کی تسوید سے فراغت):۔ اس رسالہ کی تسوید سے فراغت بدھ کے دن شعبان کے مہینہ میں نصف النہار کے وقت مسجد انبلی والہ میں واقع ہوئی۔ اس رسالہ کے

Marfat.com

شہر شعبان، وقت الفراغ نصف النہار فی مسجد انبلی والہ۔ وقد کتبت فی آخر ھٰذہ الرسالۃ ابیاتاً موافقۃ لحالی ؎

آخر میں چند اشعار اپنے حسب حال لکھے ہیں ؎

ایا شابا لرب العرش عاصی
اتدری ما جزاء ذی المعاصی

(۱) اے جوان جو رب العرش کی نافرمانی میں مبتلا ہو۔ کیا تم جانتے ہو گنہگاروں کی کیا جزا ہے۔

سعیر للعصاۃ لہا ثبور
فویل یوم یوخذ بالنواصی

(۲) ایک بھڑکتا ہوا جہنم ہے گنہگاروں کے لئے جس کی بڑی تباہی ہے۔ پس ہلاکت ہے اس دن جس دن پیشانیوں سے لوگ پکڑے جائیں گے۔

فان تصبر علی النیران فاعصی
والا فکن عن العصیان قاصی

(۳) اب اگر تم اس جہنم کی آگ پر صبر کر سکتے ہو تو پھر نافرمانی کرتے رہو۔ اگر تمہارے اندر صبر نہیں تو پھر گناہوں سے دور رہو۔

وفیما قد کسبت من الخطایا
رھنت النفس فاجھد فی الخلاصی

(۴) اور جو تم نے خطائیں اور غلطیاں کمائی ہیں، اپنے نفس کو تم نے ان میں گرو رکھدیا ہے۔ اس کو چھڑانے کی کوشش کرو۔

؎ فیا اسفی علی النفس من ذلۃ عظمت
فان الکبائر فی الغفران قد صغرت

افسوس نفس کی ذلت کس قدر بڑی ہے۔ لیکن بڑے گناہ اور پاپ بھی اس کی بخشش اور غفران کے سامنے حقیر ہوتے ہیں!

وقد کنت علی عجالۃ من السفر فلطالب الحق کفایۃ فیما ذکرنا۔ ومریض العی شفاً فیما حررنا۔ اللّٰھم متع بہا جمیع المومنین والمومنات وجنبھم عن انواع الشرک والظلمات، بمن المنان والحنان۔ فاغفر لنا اثامنا

مجھے سفر کی جلدی تھی (اس لئے اسی مختصر سے رسالہ پر اکتفا کیا) کیونکہ حق کے طلبگار کے لئے جتنی بات ہم نے ذکر کی ہے اس میں کفایت ہے۔ اور درماندہ مریض کے لئے جتنی بات ہم نے لکھ دی ہے اس میں شفا ہے۔ اے اللہ اس رسالہ کے ذریعہ تمام مومن مرد اور مومنہ عورتوں کو فائدہ عطا فرما۔ اور ان کو ہمہ اقسام کے شرک اور اندھیروں سے دور رکھ۔ اپنی احسان کرنے والی اور

Marfat.com

واسترلنا اجرا منا۔
انك تفرد بالحلم امین
یارب العالمین۔ کان
ختمها فی سنة تسع و
خمسین و مائتے والف ۱۲۵۹ھ
من الهجرة النبوية علیه من
الصلوات ازکاها۔ و من
التحیات انماها۔ آمین۔
وانا احمد الدین البگوی
عفی اللہ عنه سبحانه بمنه
وکمال کرمه۔

شفقت کرنے والی ذات کے طفیل، ہمارے گناہوں کو
بخش دے اور ہمارے جرموں پر پردہ ڈال دے۔ اے خدا
تو یگانہ و یکتا ہے۔ بردباری کے ساتھ امین یارب العالمین۔
اور اس رسالہ کا اختتام سن ایک ہزار دو سو انسٹھ ہجری
(۱۲۵۹ھ) میں ہوا۔ اور میں (مصنف کتاب) احمد الدین
بگوی ہوں، اللہ تعالٰے اپنے احسان و کرم سے معاف
فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ علی خیر خلقه
خاتم الانبیاء محمد وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین۔

کاتب بشیر احمد

Marfat.com

مقالاتِ سواتی

از

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ

مہتمم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

اس کتاب میں حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خاں سواتی مدظلہ کے مختلف علمی مضامین کو یکجا کیا گیا ہے جو پہلی بار شائع ہو کر منظر عام پر آرہے ہیں جن میں سے چند مضامین کے نام یہ ہیں:

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود میں تطبیق ، حکمتِ ولی اللہی کے شارحین ، شہروں میں آبادی اور بربادی کے اسباب ، کائنات میں جانداروں کی تخلیق ، تحقیق وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود ، مسئلہ وحدۃ الوجود میں راہ اعتدال ، اسلام میں حلال وحرام کا تشریعی فلسفہ ، امام اعظم ابوحنیفہ کی چند وصیتیں ، ملتِ حنیفیہ کی حقیقت ، مسئلہ توسل پر ایک نظر ، آداب المتعلمین ، ملت حنیفیہ ، توحید کے چند دلائل وغیرہ

زیر طبع

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

Marfat.com

نمازِ مسنون کلاں

تالیف

حضرت مولانا صوفی عبد الحمید صاحب سواتی

دامت برکاتہم

نماز مسنون خورد کے بعد نماز مسنون کلاں ایک ایسی مفید اور نماز کے موضوع پر جامع کتاب ہے جو نماز کے تمام ضروری مسائل مع قوی دلائل از کتاب و سنت، احادیث صحیحہ، تعامل صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ تعالےٰ اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالےٰ کے مضبوط اقوال سے مزین ہے۔ جس میں طہارت، اذان، اوقات نماز، فرائض، سنن و مستحبات، مکروہات و مفسدات کا پورا بیان ہے۔ ارکان، واجبات و سنن کی پوری حکمت اور ضروری مباحث درج ہیں۔ جمعہ و عیدین، نماز جنازہ اور نوافل وغیرہ کے جملہ اہم مباحث اور اس کے ساتھ اذکار و دعوات اور خطبات کا ایک بہترین نصاب درج ہے۔

عام قارئین کے علاوہ علماء کرام، اساتذہ عظام اور خصوصاً طلباء علم دین کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے جس کا انداز بیان اور زبان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔

عمدہ کاغذ، بہترین کتابت و طباعت، معیاری جلد بندی، قیمت ۔/١٤٠ روپے

ناشر

مکتبہ دروس القرآن

محلہ فاروق گنج، گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۲۔ ناظم انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی۔ ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے علوم و افکار

از: حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی، بانی مدرسہ نصرۃ العلوم و خطیب جامع مسجد نور، گوجرانوالہ

برصغیر کے نامور عالم دین، انتہائی ذہین، فہم مستقیم، ذہن ثاقب، فطانت و سمجھ میں قوت قدسیہ کے مالک، قرآن کریم کے دور حاضر میں بے بدل مفسر، حدیث کی مشکلات پر کماحقہ نگاہ رکھنے والے، فقہ اور دیگر علوم فنون عقلیات و نقلیات میں کمال درجہ کی مہارت تامہ رکھنے والے ——— اقتصادیات معاشیات، تاریخ اور قدیم و جدید فلسفہ کے امام، سیاسیات و پولیٹکل معاملات سے کماحقہ باخبر، دقیق سے دقیق مشکل کو اپنے عمل و تدبر سے حل کرنے والے، الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے والے عظیم صوفی باعمل عالم، قرآنی انقلاب کی روح سے منور، شیطانی اور نام نہاد خود ساختہ نظاموں کو درہم برہم کرنے والے، راسخ العقیدہ، پُرجوش نومسلم، مربی علماء، محسن انسانیت، معلم قرآن، فلسفہ ولی اللہی کے ماہر استاذ اور صحیح اسلامی انقلاب کے علمبردار، سلف صالحین بالخصوص امام ابو حنیفہؒ کے مکتب فکر کے عظیم ترجمان، علمائے دیوبند کے تربیت یافتہ، انتہائی درجے کے متقی پرہیزگار، خدا پرست عالم حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ جن کی لوگوں نے ناقدری کی اور بیگانوں نے کبھی تو الحاد و اشتراکیت کا اتہام، کبھی تشدد و عصبیت کا الزام لگایا اور کبھی تجدد و مغربیت کی طرف نسبت کی۔

مولانا کی طرف منسوب غلط باتیں، افکار و خیالات میں انکی غلط ترجمانی، تعصب کی وجہ سے مولانا کی شخصیت کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش، تلامذہ و معاصرین کی مولانا کے صحیح افکار پیش کرنے میں نا رسائی اور دیگر غلط فہمیوں کے ازالہ کے ساتھ ساتھ اس مختصر کتاب سے مولانا کی شخصیت انکے مقام اور کام کو سمجھنے میں ملے گی

علاوہ ازیں مولانا کا پورا ذہنی پس منظر اعتقادات و اعمال، تعلیم و تربیت، خاندانی حالات، راسخ العقیدہ بزرگوں سے تربیت پانے اور سلاسل طیبہ میں بیعت اور اشتغالات، آزادئ ملک و وطن کیلئے بے پناہ قربانیوں اور صعوبتوں کو برداشت کرنے، انگریزی جڑوں کو برصغیر سے اکھاڑنے، مسلمانوں کو ان کے اصل مقام کی طرف لانے، علماء کو ان کا صحیح مقام دلانے کے سلسلہ میں مولانا کی کوششوں کا اجمالاً یا تفصیلاً خاکہ آپ کو زیر نظر کتاب میں ملے گا۔ جو پڑھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ قیمت: -/۵۱ روپے

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

Marfat.com

خطبات شیخ الاسلام

از: شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب ومقدمہ: حضرۃ مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی بانی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے یہ خطبات بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اپنے موضوعِ احوال وسیاست کے اعتبار سے اور علمائے حق کی فیصلہ کن جدّوجہد کے اعتبار سے بھی ان خطبات کی بڑی اہمیت ہے افسوس کہ ابتک یہ یکجا نہیں تھے۔ جمعیۃ علماء ہند کی کارگزاریوں کے مدنظر بعض محترم ہستیوں نے ان میں سے بعض خطبات کو اکٹھا کیا ہے لیکن تمام خطبات اس طرح اکٹھے نہیں ہوئے جس طرح ہونے چاہئیں تھے۔ احقر کی بڑی خواہش تھی کہ جس طرح دوسرے اکابر کے خطبات یکجا مل جاتے ہیں۔ حضرت مدنیؒ کے یہ اہم ترین خطبات بھی اگر ایک جگہ جمع ہوتے تو اچھا تھا۔ ان سے بھی عام لوگ استفادہ کرتے ایک دفعہ احقر نے شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلّہ کے سامنے ذکر کیا تھا کہ اگر آپ یہ کام کرادیں تو اچھا ہوگا لیکن شاید کہ صاحبزادہ صاحب مدظلّہ کی توجہ اس طرف مبذول نہ ہوسکی۔ بالآخر بعض احباب کے اصرار پر احقر کو ہی یہ کام کرنا پڑا۔ بعض احباب نے حضرت مدنیؒ کے جتنے خطبات دستیاب ہوسکے لاکر دیئے اور کچھ خطبات احقر کے پاس بھی تھے وہ کتابت کے لیے دے دیئے۔ بردست یہ گیارہ خطبات میسّر ہو سکے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے: (۱) خطبہ سیوہارہ، (۲) خطبہ رنگپور بنگال، (۳) خطبہ دہلی، (۴) کوکناڈا، (۵) علی گڑھ، (۶) جونپور، (۷) لاہور (۸) سہارنپور، (۹) بمبئی (۱۰) حیدرآباد دکن، (۱۱) سورت۔ (ماخوذ مقدمہ خطبات)

سائز ۸/۲۳×۱۸ ضخامت ۵۰۰ صفحات، کاغذ اعلیٰ، جلد مضبوط، قیمت ۸۰/ روپے

ناشر: ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ: ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

Marfat.com